فہرست

اُردو مخطوطات

مرتبہ

عبدالقادر سروری ایم اے - ایل ایل بی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

137448

Marfat.com

پیش نامہ

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے پروفیسر اردو کلیہ جامعہ عثمانیہ)

کتابوں کی فہرست، بری بھلی جیسی بھی ہو، ایک کام کی چیز ہے اور اس کے لکھنے کے لئے لیاقت درکار ہے۔ آج کل یہ خاص فن ہو گیا ہے اور اس کے مرتب کرنے کے لئے بڑی بصیرت اور معلومات کی ضرورت ہے۔ اس اصول پر جو فہرستیں لکھی جاتی ہیں وہ معلومات کا ذخیرہ ہوتی ہیں اور بجائے خود مطالعہ کے قابل ہوتی ہیں۔ البتہ ایک عیب ضرور ہے کہ بعض صاحب صرف فہرستیں پڑھ پڑھ کر اپنے آپ کو عالم سمجھنے لگتے ہیں اور یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ یہ سب کی سب کتابیں ان کی نظر سے گزر گئی ہیں۔ اس میں فہرستوں کا قصور نہیں، یہ پڑھنے والے کا ذوق اور سلیقہ ہے۔

ان فہرستوں میں کتاب اور مصنف کے متعلق وہ تمام ضروری امور

Marfat.com

درج کر دیے جاتے ہیں جن کا علم کتاب کے مطالعے کے لئے لازم ہے۔ بعض اوقات ان میں ایسی ایسی باتیں مل جاتی ہیں جن تک پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اس سے مرتب کی وسعت نظر اور وسعت تحقیق معلوم ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک ایک بات صدہا اوراق الٹنے پلٹنے اور شب و روز کی محنت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ یہ فہرستیں درحقیقت سینکڑوں اور ہزاروں کتابوں کا نچوڑ اور غریب مرتب کی محنت و تحقیق کا نتیجہ ہوتی ہیں خوشی کی بات ہے کہ مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم، اے۔ ایل ایل، بی نے کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست اسی اصول پر سلیقے سے مرتب کی ہے۔ ان کی یہ محنت اور کاوش قابل داد ہے۔ جس سے طلبہ اور اساتذہ دونوں مستفید ہونگے۔

Marfat.com

فہرست

اُردو مخطوطات

کتب خانۂ کلیۂ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن

مرتبۂ

عبدالقادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی

مطبوعۂ

دارالطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

حیدرآباد دکن

۱۹۲۹ع

Marfat.com

تمہید

یہ فہرست جو مخطوطات کی تفصیلی کیفیت پر مشتمل ہے۔ علمی دنیا کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔ خود اردو یا ہندوستانی مخطوطات کی تفصیلی فہرستیں یورپ کے اکثر مستشرقین مثلاً پروفیسر بلوم ہارٹ، ہرمن ایتھے ڈاکٹر اسپرنگر وغیرہ نے یوروپی زبانوں میں لکھی ہیں۔ مولوی سید شمس اللہ قادری نے بھی بلوم ہارٹ کی فہرست اردو مخطوطات (انڈیا آفس لائبریری) کو ملخص ترجمے کی صورت میں پیش کیا تھا۔ لیکن اردو زبان میں اردو مخطوطات کی فہرست لکھنے کی کوشش شاید کسی نے اب تک نہیں کی۔ اس لئے یہ فہرست گویا اس قسم کی کوششوں کا آغاز ہے۔

اس فہرست کی ترتیب کی تحریک اس طرح ہوئی کہ ایک دفعہ صدر کلیہ جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب سے، فارسی اور اردو کے چند مخطوطات کے متعلق گفتگو ہوئی اور کتب خانہ کلیہ کے مخطوطات کا بھی ذکر آیا۔ اس ضمن میں جناب موصوف نے، جن کو کلیہ سے متعلق ہر چیز کی تنظیم کی ہمیشہ فکر رہتی ہے، کتب خانہ کے فارسی اور اردو مخطوطات کی فہرست بنانے کا مشورہ دیا تا کہ متعلمین اور ادبا کو اس سے ریسرچ میں کچھ مدد

مل سکے

کتب خانہ کلیہ کے اردو مخطوطات کا مجموعہ کوئی کثیر نہیں ہے اور نہ کتبخانہ کے ابتدائی مراحل میں اس کی طرف زیادہ توجہ کرنے کا موقع مل سکتا تھا، تاہم کچھ عرصہ سے مولوی سید سجاد صاحب کی سعی کی بدولت اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اب مولوی عبدالحق صاحب سے جنکو قدیم اردو سے غیر معمولی دلچسپی ہے توقع ہے کہ اس مجموعہ کو خاص طور سے فروغ دینگے۔ چنانچہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد سے ابتک پچاس سے زیادہ مخطوطات کا کتبخانہ میں اضافہ ہوا ہے جسکا ضمیمہ بعد میں شائع ہو سکتا۔

بحالت موجودہ اس مجموعے کے بعض مخطوطے کمیاب اور چند نایاب ہیں۔ ۳۱، ۱، ۲۷، ۳۹، ۵۵، ۵۷، ۵۸، ۶۰ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جن کے صرف ایک یا دو مخطوطوں کا حال مرتب کو معلوم ہو سکا ۸، ۵، ۲۱، ۳۶، ۶۰، ۲۷، ۵ ، ۶۱، اپنے موضوع کے لحاظ سے بھی اہم ہیں۔ اور نایاب بھی ہیں۔ ۵ میں جس قدر رسالے شامل ہیں، وہ بہت ہی قابل قدر ہیں۔ ۸ نامکمل ہے ورنہ بڑا مفید مخطوطہ ہوتا۔ ۲۱ من لگن کے نسخے عام طور سے ملتے ہیں لیکن اس خاص نسخے کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ اس کے ساتھ ہجری کی فارسی اور اردو تحریروں کے چند حصے باقی رہ گئے ہیں۔ جن کا علم مرتب کو کسی اور جگہ سے نہیں ہو سکا۔

فہرست میں مخطوطات کی تفصیلات پر پوری نظر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ممکن ہو تو یہ نمونہ بن سکے لیکن اساسی کتب (Reference works) کی کمی یا دسترس میں نہ ہونے کے سبب یہ فہرست کسی طرح بھی جامع و مانع نہیں بن سکتی تھی۔ چنانچہ بعض مخطوطات کے متعلق معلومات

Marfat.com

فراہم کرنے کی جسقدر زیادہ کوشش کی گئی اسی قدر کم کامیابی ہو سکی۔
مخطوطات کے اقتباسات میں اصل سے مطابقت قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مخصوص اصطلاحوں کے اردو ترجمے بھی کئے گئے ہیں جن میں سے (Colophon) کے لئے مولانا مناظر احسن گیلانی کی موضوعہ اصطلاح "ترقیمہ" ہر جگہ استعمال کی گئی ہے۔

اس فہرست کی ترتیب کے دوران میں مرتب کو اپنے قدیم استاد ڈاکٹر محمد نظام الدین پی۔ ایچ۔ ڈی (کیمبرج) پروفیسر فارسی کلیۂ ہذا کے مشوروں اور دقت نظری سے اور مخطوطات کے مطالعے دوران میں مولوی یوسف الدین احمد صاحب مہتمم کتب خانہ کلیہ کے سہولتیں پیدا کرنے سے بڑی مدد ملی۔ جس کا مشکور ہوں۔

کلیہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن)
۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء

عبدالقادر سروری

Marfat.com

مشتملات

علوم اسلامی

ا ۔ علوم قرآن

		صفحہ
(۱) فرائد در فوائد	نمبر کتبخانہ (۱/۱)	۱۷

ب ۔ حدیث

(۲) انوار محمدی	(۲/۱)	۲۱

ج ۔ فقہ

(۳) احکام الصلوات	(۴/۱)	۲۲
(۴) رسالۂ فقہ	(۴/۲)	۲۵

Marfat.com

		صفحہ
(۵) رسائل شاہ امین الدین اعلیٰ	(۴ ل ۳)	۲۶
(۶) رسالہ نذریہ۔	(۴ ل ۴)	۳۸
(۷) سراج الایمان۔	(۴ ل ۵)	
(۸) فقہ المبین۔	(۴ ل ۶)	۴۹
(۹) فقہ محفوظ خانی۔	(۴ ل ۷)	۴۳
خلاصۃ الکیلانی		۴۵
احکام الصلوٰۃ		۴۶
(۱۰) فقہ ہندوی	(۴ ل ۸)	۴۸
(۱۱) کنز المومنین	(۴ ل ۹)	۵۱
(۱۲) مجموعہ رسائل فقہ	(۴ ل ۱۰)	۵۳
(۱) ہزار مسئلہ۔		۵۴
(۲) حجت الاسلام		۵۵
(۳) کشف الخلاصہ		۵۷
(۴) وفات نامہ حضرت رسالت پناہ		۵۸
(۵) کنز المسائل۔		۵۹
(۶) احکام الصلوٰات		۶۰
(۷) معراج نامہ		۶۰
(۸) نور نامہ		۶۲
(۱۳) ہدایت الہندی۔	(۴ ل ۱۱)	۶۴

Marfat.com

(۲)
تصوف

صفحہ

(۱۴) باغ ارم	(۶ب۱)	۶۶
(۱۵) پنج گنج و رسالہ ذکر جلی	(۶ب۲)	۶۸
(۱۶) پنچی باچھا	(۶ب۳)	۷۰
(۱۷) جذبات محمدی	(۶ب۴)	۷۴
(۱۸) حبل الورید	(۶ب۵)	۷۵
(۱۹) خیالات وصال	(۶ب۶)	۷۶
(۲۰) رسالہ قادریہ اور دیگر رسائل (۱۲)	(۶ب۷)	۷۸
(۲۱) من لگن اور دیگر تحریرات بحری	(۶ب۸)	۸۴
(۲۲) من لگن	(۶ب۹)	۹

Marfat.com

تاریخ

ا۔ تاریخ اسلام

		صفحہ
(۲۳) روضۃ الاطہار	(۲ح ۱)	۹۱
(۲۴) ظفرنامۂ محمد حنیف	(۲ح ۲)	۹۶
(۲۵) نفحات الشہدا	(۲ح ۳)	۹۷

ب۔ تاریخ مقامی

(۲۶) تاریخ سلاطین بہمنیہ	(۵ح ۱۴)	۹۹

Marfat.com

سیرت اور سوانح

ا - انفرادی

صفحہ

(۲۷) اسرار احمدی	(۲ ی ۱)	۱۰۲
(۲۸) اعجاز احمدی	(۲ ی ۲)	۱۰۴
(۲۹) ریاض الجنان	(۲ ی ۳)	۱۰۵
(۳۰) شمائل محمدی	(۲ ی ۴)	۱۰۸
(۳۱) غوث نامہ	(۲ ی ۵)	۱۰۹
(۳۲) محبوب القلوب	(۲ ی ۶)	۱۱۰
(۳۳) ہشت بہشت	(۲ ی ۷)	۱۱۲

ب - تذکرے

(اولیاء (۳۴) ریاض العارفین	(ی ۱)	۱۱۷
اشعرا (۳۵) تذکرہ جوہر فرد	(ی ۲)	۱۲۱

Marfat.com

لسانیات

ا - قواعد

صفحہ

(۳۶) زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو (۳ز۱) ۱۲۳

ب - لغات

(۳۷) اردو لغت - (۳ز۲) ۱۲۴

ج - عروض و بلاغت

(۳۸) گلدستہ گفتار (۴ز۱) ۱۲۵

Marfat.com

ادبیات

نظم

		صفحہ
(۳۹) دیوان آگاہ	(۷ ز ۱)	۱۲۷
(۴۰) دیوان ایماں	(۷ ز ۲)	۱۲۹
(۴۱) دیوان بیدار اور دیوان یقین	(۷ ز ۳)	۱۳۳
(۴۲) دیوان جرات	(۷ ز ۴)	۱۳۵
(۴۳) دیوان سراج	(۷ ز ۵)	۱۳۷
(۴۴) دیوان عاشق	(۷ ز ۶)	۱۳۸

Marfat.com

		صفحہ
(۴۵) دیوان ولی	(۷ ز ۷)	۱۳۹
(۴۶) دیوان ہر بر	(۷ ز ۸)	۱۴۳
(۴۷) کلیات انشاء	(۷ ز ۹)	۱۴۴
(۴۸) دیوان انشاء	(۷ ز ۱۰)	۱۴۸
(۴۹) کلیات سودا	(۷ ز ۱۱)	۱۴۹

مجموعۂ نظم

		صفحہ
(۵۰) بیاض	(۷ ز ۱۲)	۱۵۳
(۵۱) کلام ہندی ملک محمد جائسی	(۷ ز ۱۳)	۱۵۴
(۵۲) گلدستہ گلشن معانی (بیاض)	(۷ ز ۱۴)	۱۵۶
(۵۳) ہندی کلام کا مجموعہ معہ رسالہ راگ درپن	(۷ ز ۱۵)	۱۵۳

Marfat.com

قصص

ا۔ منظوم قصے

		صفحہ
(۵۴) بوستان خیال	(۱۳ز۱)	۱۶۵
(۵۵) قصہ حضرت تمیم انصاری	(۱۳ز۲)	۱۶۷
(۵۶) قصہ ملکہ مصر	(۱۳ز۳)	۱۷۰
(۵۷) قصۂ ملکہ مصر اور قصہ زلیخائے ثانی	(۱۳ز۴)	۱۷۴
(۵۸) ہفت سیر حاتم	(۱۳ز۵)	۱۷۷

ب۔ نثری قصے

(۵۹) طوطی نامہ	(۱۳ز۶)	۱۸۱

Marfat.com

مکتوبات

صفحہ

(۶۰) دستور النثر (۱۰ تا ۱) ۱۸۴

علمی فنون

ا۔ طب بیطاری

(۶۱) خنگ نواز نامہ (ہ ۱) ۱۸۷
(۶۲) فرس نامہ (ہ ۲) ۱۹۰

Marfat.com

ب۔ ورزش

صفحہ

(۶۳) آئینہ محاربت (۳ھ) ۱۹۱

ج۔ ریاضیات

(۶۴) مقولات عشریہ (۱ا) ۱۹۴

قانون

(۶۵) قانون مالگزاری (۲ج) [illegible]

(۶۶) [illegible]

Marfat.com

اخلاقیات

(۶۷) سلک الجواہر (ج ا) ۲۰۱

اشاریہ صفحہ ۲۰۳

Marfat.com

فہرست

اردو مخطوطات

(۱)

علوم اسلامی

(۱) علوم القرآن

(۱) فرائد در فوائد (لی)

اوراق ۵۶ سطور ۱۵ تقطیع ½۸ × $6\frac{1}{12}$ انچ نستعلیق شکستہ
آمیز خط سنہ تحریر ۱۲۷۷ھ نساخ محمد یوسف حسین مقام
کتابت مدراس سنہ تصنیف ۱۲۱۰ھ

یہ منظوم رسالہ قران مجید پر مبنی ہے۔ اس کے مصنف دکن کے کثیر التصانیف اور مشہور مولانا محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری (نائطی) ہیں جو میر اور سودا کے معاصر تھے آپ کے اجداد بیجاپور کے رہنے والے تھے لیکن خود ۱۱۵۸ ہجری میں

Marfat.com

ایلور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے چچا اور حضرت سید ابوالحسن قربی سے حاصل کی پھر تکمیل کے لئے مولوی ولی اللہ کے پاس چلے گئے جو اس زمانے میں مدراس کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔

پندرہ سال کی عمر سے نظم و نثر میں فکر سخن کرنا شروع کیا۔ سترہ سال کی عمر میں حضرت قربی کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا تو استاد نے شاگرد کے لیئے دعا کی چند ہی روز میں ان کے علم و فضل کا شہرہ تمام اطراف میں پھیل گیا قدر دان علما، نواب والاجاہ والی کرناٹک نے ان کو طلب کر کے نواب امیر الامراء بہادر کی اتالیقی سپرد کی۔ تنخواہ دو سو روپیہ مقرر تھی۔ چند روز بعد التور کی جاگیر بھی عطا ہوئی۔ اس کے بعد آگاہ امیر موصوف کے ہمراہ مدراس گئے اور یہیں رہے۔

نواب والاجاہ ان کی بڑی عزت اور وقعت کرتے تھے۔ ۱۴؍ ذیحجہ ۱۲۲۰ھ شب پنجشنبہ کو انتقال ہوا۔ میلاپور کے راستے میں اپنی زرخرید اراضی میں دفن کئے گئے مولوی محمد غوث شرف الملک[۱] نے جو بڑے فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ کرناٹک کے مدار المہام بھی تھے "قدمات فرد العصر" سے تاریخ نکالی ہے۔

آپ کی تصانیف عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر مشتمل ہیں جنکی تعداد تین سو تین بتلائی جاتی ہے[۲] حصہ نظم میں ابیات کی مجموعی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ بتلائی جاتی ہے[۳] حسب ذیل کتابیں آپ کی اردو میں ہیں:۔

(۱) ہشت بہشت (۲) تحفۃ الاحباب (۳) تحفۃ النساء (۴) فرائد در فوائد (زیر نظر) (۵) ریاض الجنان (۶) محبوب القلوب (۷) روضۃ الاسلام (۸) گلزار عشق (۹) قصہ رضوان شاہ (۱۰) روح افزا (۱۱) خمسہ متحیرہ (۱۲) مثنوی روپ سنگار (۱۳)

---

[۱] ان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو مضمون "باقر آگاہ" رسالہ اردو (اورنگ آباد دکن) بابتہ ماہ اپریل ۱۹۲۹ء

[۲] دیباچہ احسن التبیین (ترجمہ خیر المبین مصنفہ آگاہ) از غلام دستگیر۔ مطبوعہ مفید عام پریس (حیدر آباد دکن) صفحہ ۳

[۳] تذکرہ "گلزار اعظم" از نواب محمد غوث خاں بہادر مطبوعہ مطبع سرکاری (کرناٹک ۱۲۷۲ھ) صفحہ ۱۰

Marfat.com

دیوان اُردو (۱۴۱) عقائد باقر آگاہ[1]

"فرائد در فوائد" میں قران مجید کے شان نزول اس کے فضائل سورتوں کی تعداد ان کے خصائص اُن کا جمع ہونا ان کے معنوں کی وسعت وغیرہ پر بحث کی گئی ہے شروع میں ایک دیباچہ نثر میں ہے جس میں کتاب کا نام سبب تالیف موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کتاب کے ماخذ اور شمولیات کی فہرست بھی لکھی ہے۔

اس کے ماخذ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اتقاق (الاتقان ؟) فی علم القران (۲) مطلع البدرین فیمن بوتے اجرہ مرتین (۳) بزوع الہلال فی الخصال الموجبتہ للضلال (۴) الاخبار الماتورہ فی الاطلا بالنورہ (۵) مسامرۃ المسموع فی ضوالشموع (۶) ملتفظ الدرر فی الفوائد العزر (۷) العجاجتہ الزرنبیہ فی السلالتہ الزینیہ جو سب کی سب شیخ جلال الدین سیوطی کی تصنیف سے ہیں۔

"فرائد در فوائد" ایک دیباچہ کے علاوہ ستائیس فائدوں (فصلوں) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

آغاز

پس از حمد خدا و نعت مختار
میں لکھتا ہوں فوائد کئی سن لے یار
نہیں ہر فائدے کو اس کے جوڑا
کروں جو وصف میں اس کا ہے تھوڑا

---

[1] رسالہ "اُردو" (اورنگ آباد دکن) بابتہ ماہ اپریل ۱۹۲۹ء

Marfat.com

یہ نسخہ گرچہ ہے ہندی میں منظوم
بھی ہے اجمال سے ذکر اس کا مرقوم
دلیے بحر ہدایت کا گہر ہے
طلسم گنج قرآن و خبر ہے
فرائد در فوائد اس کا ہے نام
خدا اس کو کرے خوبی سے انجام

خاتمہ کے اشعار میں مصنف نے اس کی تصنیف کے سن مقام تصنیف اور تعداد ابیات کا بھی ذکر کیا ہے۔

بحمد اللہ یہ دل کش رسالہ
کہ قرآن و خبر کا ہے رسالہ
بہت جلدی ستے اتمام پایا
چھپے اسرار کو جلوے میں لایا
تھے بارہ سو یہ دس جب اے گرامی
بشہر صوم پایا ہے تمامی
تمام ابیات اس کے جو ہیں سب رس
ہوئے ہیں ایک ہزار و پانصد و دس
تصدق سے محمد کے الٰہا
کر اس نسخہ کے تیں مقبول دلہا
حیات و موت کر ملت میں اس کی
تو میرا حشر کرامت میں اس کی

ترقیمہ کی تحریر حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

در بدست محمد یوسف حسین پنجم ماہ رمضان روز دوشنبہ بوقت دو ساعت روز در بلدہ مدراس فرخندہ اساس ۱۲۷۷ھ جلوہ اتمام یافت

(ب) حدیث

(۲) انوار محمدی ۱۱۲

اوراق ۱۴۶ - سطور ۱۶ - تقطیع ۳/۴ ۷ × ۶ - نستعلیق شکستہ آمیز خط تحریر مصنف ہی کی معلوم ہوتی ہے سن تحریر اور سن تالیف ۱۲۱۲ھ۔

فن حدیث کی مستند عربی کتاب شمائل ترمذی کا یہ اُردو نثر میں ترجمہ ہے جو علی جونپوری المشہور بہ کرامت علی نے ۱۲۱۲ھ میں کیا۔ مشکل مقامات کی جا بجا تشریح بھی کی گئی ہے۔

اصل ترجمہ سے پہلے ایک مختصر سا دیباچہ ہے جس میں مصنف نے اپنا نام اور کتاب کی تالیف کا سبب بھی بتلایا ہے کہ ہندی میں اس قسم کی کتابیں کم ہیں اور یہی چیز اس کے لکھنے کا سبب ہوئی۔ یہ کتاب بعض الفاظ کے املا کے لحاظ سے قابل توجہ ہے۔ مثلاً ایک جگہ "سمجھنا" کو صاد سے بجائے ہوز "صمجنا" لکھا ہے (ورق ۱۳ سطر ۵) ورق کے تین چوتھائی حصے پر عربی کی عبارت ہے جس کے نیچے سطر بہ سطر اردو ترجمہ لکھا گیا ہے۔ باقی حصہ تشریحات کے کام میں لایا گیا ہے۔

آغاز

Marfat.com

"سب تعریف اللہ ہی کو واسطے لایق ہے جس نے ہم سبکو
اپنے تمام مخلوقات سے افضل کرنے کے لئے آدمی بنایا اور
سب اُمتوں سے عزت دینے کے لئے اُمتِ محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم میں پیدا کیا۔ اور اس مذہب میں نجات دینے
کے لئے مذہب سنت وجماعت کا عطا کیا"........

جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے اصل عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ہی ساتھ موجود رہے جس سے ترجمہ کی خوبیوں اور خامیوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حتی الامکان تحت اللفظ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

کاتب کا نام نہیں ملتا۔ بظاہر خود مصنف ہی کی تحریر معلوم ہوتی ہے ۱۲۹۹ھ میں یہ ایران میں طبع بھی ہو چکی ہے۔ خاتمہ اور ترقیمہ ایک ہی ہے۔

"الحمد للہ کہ سن بارہ سو بارون ہجری نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام۔ مہینے شوال تاریخ سولھویں میں اس کتاب کے
ترجمہ سے فراغت ہوئی"۔

(ج) فقہ

(۳) احکام الصلوٰۃ ۱۱۴

اوراق ۳۲ سطور، تا ۹ تقطیع ۷ × ۴ ۱/۴ انچ خط نسخ
مصنف شاہ ملک سن تصنیف ۱۰۷۰ھ
دکھنی زبان کی مثنوی ہے۔ اس میں ارکان ایمان نماز روزہ وغیرہ کے

13748

Marfat.com

ذائض بیان کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ کسی فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے جو ۱۰۷۷ھ میں تمام ہوا چنانچہ رسالہ کے آخر میں مصنف اپنا نام سن اختتام اور تعداد ابیات بتلاتا ہے۔

یوں مسلیاں کون دکھنی کیا اس سبب
فہم کرکے دل میں کرے یاد سب

....

سو یو شیں الف ہے و میم لام کاف
فرس کو سو دکھنی میں بولیا ہے صاف
سنہ یک ہزار اور ستر پہ سات
کہا تھا اسی سال میں یو نکات
اڑی سو بتیان سے زیاد ہیں چار
تو کوشش تے دل بھاکی کر یاد یار
تمت دبالخیر عمست ہ

پہلا شعر ہے۔

الٰہی دے توفیق انسان کوں
بندگی کرے تیری دل جان سوں

پروفیسر بلوم ہارٹ نے اس کا ذکر "شریعت نامہ" کے عنوان سے کیا ہے (ملاحظہ ہو فہرست ہندوستانی مخطوطات کتب خانہ انڈیا آفس ۳۲) معلوم نہیں کہ اس کی بنا کیا ہے۔ شاہ ملک بیجاپور کے رہنے والے تھے۔ ان کا زمانہ علی عادل شاہ (۱۰۶۷ھ تا ۱۰۸۳ھ) کا دور حکومت ہے۔

دکھنی اردو کی خصوصیت کے متعلق پروفیسر بلوم ہارٹ نے اپنی مرتبہ

Marfat.com

فہرست ہندوستانی مخطوطات انڈیا آفس لائبریری کے صفحہ ۳۸ و ۳۹ پر چند امور بیان کئے ہیں۔ جو خاص طور سے قابل توجہ ہیں۔

"لفظوں اور جملوں کی غیر قواعدی ترکیب سے قطع نظر بعض دیگر خصوصیات ایسی ہیں جو قدیم دکنی اردو اور موجودہ اردو میں فرق پیدا کر دیتی ہیں۔ قواعد زبان اور دوسرے لحاظات سے ذیل کے امتیازات خاص طور سے نمایاں ہیں"؛

(۱) علامت فاعلی کے "نے" کا استعمال زمانہ ماضی فعل متعدی میں بھی بہت کم ہوتا ہے لیکن دونو حالتوں میں خواہ علامت فاعل ہو یا نہ ہو فعل حالتِ فاعلی میں تصور ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل ہی سے مطابقت کرتا ہے۔ جیسے برہمنی نے کہی اور برہمن نے کہا "نے" کا استعمال "بولنا" کے ساتھ عموماً دیکھا گیا ہے۔

(۲) "کرنا" کا ماضی ہمیشہ "کرا" اور مونث "کری" مستعمل ہے جیسے "وہ عورت بیان کری" دوسرے افعال میں آخری حرف بجائے "ا" کے "یا" ہوتا ہے جیسے "جلیا" "اونے بولیا"

(۳) "ان" فارسی کی علامت جمع جاندار اور بے جان دونوں طرح کے اسموں کے علاوہ ہندی اسما کے آخر میں بھی لگائی جاتی ہے جیسے عورتاں بھائیاں باتاں، سراں، انکھیاں، ہاتھیاں، لوگاں، اونٹاں۔

(۴) شخصی ضمیریں جو متکلم یا مخاطب کے لئے استعمال ہوتی ہیں ان کے آخر میں حالت مفعولی کی علامت "کو" کے بجائے "تئیں" جیسے تم کو کے لئے "تمہارے تئیں" میرے کو کے بجائے "میرے تئیں" وغیرہ

(۵) عموماً اکثر الفاظ ہندی استعمال ہوتے ہیں مثلاً "سوں" بجائے "سے" کے اور تئیں اور "کوں" کو کے بجائے۔ اس کے علاوہ او یا دو بجائے "وہ" "انے" "اسنے" کی جگہ "اتنے" کے بجائے "اتے" اور کی جگہ "ہور" وغیرہ

Marfat.com

(۶) ہندی کے الفاظ میں بھی تصرف کر لیا جاتا ہے کبھی کبھی املا میں بھی ایک ہی آواز والے حروف (مثلاً حروف سنیہ اور شفوی حروف) میں کوئی امتیاز قائم نہیں رکھا جاتا جیسے دیکھ کے بجائے دیک "اٹھکر" کے بجائے "اٹکر" ساتھ کے بجائے "سات" کچھ کے بجائے "کچ" "بھائی" کے بجائے "باہی" "چڑھنا" کے لئے چڑنا "بہت" کی جگہ "بھوت" "لگے کے مقام پر لاگے" کا استعمال ہوتا ہے۔ ذیل کی چیزیں بھی دیکھنے کے قابل ہیں مذبوت عقربا' طرکیب' واستے' موہات (برائے منہ ہات) بیان کیا جاتا ہے کہ "احکام الصلواۃ" کا ایک اور قلمی نسخہ ۱۱۱۱ھ کا لکھا ہوا مدیر تاج کے کتب خانہ میں موجود ہے۔[1]

(۲) [رسالۂ فقہ] ۴/۲

(ایک رسالہ کا درمیانی حصہ ہے)

اوراق ۴۴ ، سطور ۱۲ تقطیع ۸ × $\frac{1}{2}$ ۵ نستعلیق خط۔

موجودہ حصہ تیسری فصل کے آخر سے شروع ہوتا ہے۔ اگلا حصہ اور آخری حصہ غائب ہے۔ ورق ۱ الف سے یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔

"اور نہ زوال نہیں ہے اور ایک صفت خدا تعالیٰ کی علم ہے
یعنے جاننا وہ خدائے تعالیٰ جانتا ہے اور آگاہ ہے سب چیزوں کے
خواہ بڑی ہوں یا چھوٹی ظاہر ہوں یا پوشیدہ بلکہ جو کچھ خلائق
کے دل میں ہے۔ اور ظاہر میں نہیں آئے وہ چیزاں بھی اس کے

[1] اردوئے قدیم "نسخہ" ، رسالہ تاج (مطبوعہ تاج پریس) جلد ۲ نمبر ۴، ۵، ۶۔

Marfat.com

علم سے خارج نہیں ہیں"۔
جس عبارت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے یہ ہے۔

"اور جب ارادہ کرے اپنے شہر کو جانے کا وداع کرے مسجد نبوی
کو دو رکعت نماز پڑھکر اور دعا مانگے جو چاہے سو اور آئے
قبر مبارک کے پاس۔ جس طرح پہلی زیارت کیا ہے۔ سو
اسی طرح زیارت کرے۔ اور سلام اور وہاں سے نکلے۔
اللہم ارزقنا حسبک نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیارت
قبر شریف والموت علی الایمان۔ فی مدینۃ المبارک
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم"

اسی صفحہ کے داہنے گوشہ میں لفظ "محمد" لکھا ہوا ہے۔ جو آئندہ صفحہ کے شروع کا لفظ تھا رسالہ کی زبان دکنی ہے۔ اور خصوصیات تحریر کے اعتبار سے یہ رسالہ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

(۵) [رسائل شاہ امین الدین اعلیٰ] ۲/۱۴

اوراق ۵۴۔ سطور ۱۵ تا ۱۹۔ تقطیع ½۸ × ½۵ نسخ اور
نستعلیق خط (دسویں صدی ہجری)

اس مجموعہ میں بارہ رسالے ہیں۔ جن میں سے بعض تو نسخ اور بعض نستعلیق رسم الخط میں لکھے ہوئے ہیں۔ سوائے ایک رسالے کے تمام خط ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ عموماً جہاں ایک رسالہ ختم ہوتا ہے اس کے بالکل بعد ہی سے

Marfat.com

دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اکثر رسالے نظم میں ہیں لیکن ایک دو نثر میں بھی لکھے گئے ہیں کسی بھی رسالے سے سال تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔

یہ رسالے بیجاپور کے ایک مشہور خاندان اولیا کبار کے چشم و چراغ[1] حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ امین کے فیوضات سے ہیں۔ آپ کے دادا حضرت شاہ میراجی شمس العشاق علی عادل شاہ ثانی کے معاصر تھے۔ آپ کے والد کا نام شاہ برہان الدین جانم ہے جو بڑے بزرگ تھے۔

شاہ امین الدین اعلیٰ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے ولی کامل اور بلند پایہ صوفی تھے۔ آپ کی وفات سکندر عادل شاہ ثانی (سنہ ۱۰۸۳ ہجری سنہ ۱۰۹۷ھ) کے عہد میں ہوئی۔

عرفان، حقایق اور اسرار پر آپ کی تصانیف دکھنی اردو میں بہت سی بتلائی جاتی ہیں۔ استغراق اور محویت کے عالم میں آپ معرفت کے اسرار ارشاد فرمایا کرتے۔ جن کو آپ کے مریدوں نے ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام "جواہر الاسرار" بتلایا جاتا ہے۔[2] اس میں چھوٹی چھوٹی مثنویاں کثرت سے ہیں۔ اور باقی متفرق کلام ہے دو رسالوں وجودیہ اور قربیہ کا پتہ مدیر رسالہ "تاج" کے کتب خانہ سے چلا ہے۔ جن کی ابیات کی مجموعی تعداد تین سو بیالیس ہے۔

ان رسالوں کے متعلق بھی غالب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ صاحب ہی کی تصنیف ہیں کیونکہ ان میں اکثر مقامات پر اپنے بزرگ شاہ میران جی شمس العشاق یا شاہ برہان الدین کی مدح موجود ہے۔ اور جب تک کوئی تحریری شہادت ان کے

---

[1] محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن حصہ اول ص ۱۱۶ تا ص ۱۲۰۔ (سنہ ۱۳۳۲ھ)
[2] رسالہ "اردو" بابتہ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء ص ۲۔ "اردوئے قدیم" ص ۶۷ و ۶۸

Marfat.com

خلاف دستیاب نہ ہو یہ شاہ صاحب ہی سے منسوب کئے جانے چاہئیں یہ اسلئے بھی کہ یہ رسالے ایک دوسرے کے سلسلہ میں درج ہیں کہیں کہیں "امین" نام بھی آیا ہے۔

(۱) ان میں سے پہلا رسالہ نظم و نثر دونوں پر مشتمل ہے۔ نثر سے شروع ہوتا ہے۔

آغاز

"ہور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح بھی اور تمام پیغمبراں کی رُوح بھی ہر یکیک احوالاں کی رُوح بھی گزرنے کی اب آکے ہونے والے کاماں ہور اب گزرتے سو کاماں اس اس طالبوں کو"

نظم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الہٰی کلیہ ں کھول حاجات کیاں
براوے امیداس مناجات کیاں
تیرا ناؤں کیلی ہر یک کنجی کا
ترا رحم مرہم ہر ایک رنج کا
کیا کرچہ سرمست اس ٹھار سوں
کہ جن نے محمد کے گلزار سوں

آگے معرفت کے نکات بیان ہوئے ہیں ایک جگہ لکھا ہے۔

"آوردہ اند کہ حضرت شاہ برہان الدین اولیا قطب الاقاق قدس سرہ العزیز نزدیک یک طالب آمد کر سوال کرو۔۔۔۔"

سانچا حضرت شاہ برہان
سیرت ہو کر کیتی جہان

Marfat.com

یہ رسالہ ورق ۷۔ ب پر ختم ہوتا ہے۔

خاتمہ

کہہ رل سوتے کہہ ہوشیار
کہہ رل واصل کہہ دیدار
اس کا بھاتا اس کا ہوئے
اس کا بھاتا اس کا ہوئے

(۲) رسالہ منظوم اور نسخی تحریر میں ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

اوّل حمد کہوں اللہ یکہ تمام
کروں حمد تیری سو نس دن مدام
کُنت کنزاً مخفی کر مخفی ابہ ہار
پرگٹ شو جلو ادیستار
ہنی (من؟) کانا نی ہذہ عاما
فہوا فی الآخرت اعما

خاتمہ

اسا قدرت کا ہے میل
قدر سوں ہے مانڈیا کھیل
نہیں شرق اس دوجا کوئی
قدرت کا چھ صاحب ہوئی
نور محمد آئین حال
ہردم پیو سوں مانگی وصال
تو قوت صاحب لا مثال

Marfat.com

مطلکہ امین از بر حال

(۳) رسالہ موسومہ "کشف الانوار" ۵ اسے ۷ اتک آغاز

...............منزا نور[1]

اپیں نور اور کل کا ظہور

احد نور اور واحد نور

ان بیچ وحدت وہ ہے نور

ذات صفت اور اسماں نور

افعل را حکام آثار نور

یہ سب جملہ نور قدیم

وہ حق ابیں آپ مقیم

خاتمہ

وہ سکہ جس کوں آب حیات

اس کو نائیں کد ممات

جب نا چاکھیا پاریا جائے

دائم کیوں نا وہ پچتائے

د اول جس کے اونچے بھاگ

اس کے سر پر پریم سہاگہ

تمت تمام شد کتاب "کشف الانوار"

(۳) رسالہ ۵ اب سے شروع ہو کر ۱۹ اب پر ختم ہوتا ہے۔ موضوع تصوف ہے۔ یہ رسالہ حضرت خواجہ بندہ نواز کی "معراج العاشقین" سے ملتا جلتا ہے۔ بعض ابتدائے اور درمیانی حصے بالکل ملتے ہیں۔ اکثر مقامات مختلف بھی ہیں بہت ممکن ہے کہ اس رسالے اور معراج العاشقین کا ایک ہی فارسی ماخذ ہو

[1] یہ حصہ کرم خوردہ ہے۔

آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے تن واجب الوجود اس کا مقام شیطانی بات شریعت
ذکر جلی نفس امارہ عقل قیاس فرشتہ موکل میکائل شہدت
ہورا منزل ناسوت دسرا تن ممکن الوجود اس کا بات طریقت
ذکر قلبی نفس لوامہ عقل وہم فرشتہ''

رسالہ دس باب پر ختم ہوتا ہے جن کی تفصیل مصنف کے الفاظ میں یہ ہے" پہلا باب توبہ کے بیان میں دوسرا باب پچھیانت کرنا نفس دل روح سر نور ذات شریعت طریقت حقیقت اپر تیسرا باب وضو کا (۴) دنیا کو ترک دینا پانچواں باب تجرید و تفرید۔ چھٹا باب اپنی پچھانت ساتواں باب عشق کا۔ اٹھواں باب تعشق کا۔ نواں باب فنا اور بقا ہونے کا۔ دسواں باب صفت کا اسی پر رسالہ ختم ہوتا ہے"معراج العاشقین" میں یہ تقسیم نہیں ہے۔

خاتمہ رسالہ

"قولہ تعالیٰ۔ وفی انفسکم افلا تبصرون"
خدا کھیا میں تمھارے تنا میں کیوں دلے تمیں
دیکھتے نہیں ہنجے مقصود اس میں مرید منتہی خدا کا وصل
ہور قرب ہوریا نجے تمام ہے ہور جیکوئی بتلائے
دردمند ہے اسے سب صحت ہے اگر کوئی عارف
اچھے تو اس میں قران کے تیس سپارے ہور چیو
چودا صورتاں ان میں تمام ہیں"
تمت شد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵) "کرسی نامہ" کے نام سے ایک شجرہ چشتیہ درج ہے۔ اس کا اگلا حصہ مفقود ہے شروع اس مقام سے ہوتا ہے "الٰہی بحرمت راز و نیاز حلقہ خلافت خواجہ نصیر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز۔

خاتمہ

"الٰہی بحرمت راز و نیاز حلقہ خواجہ مخدوم سید محمد حسینی
گیسو دراز و عاشق شہباز بلند پرواز قدس (س) اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ
قطب الاولیاء الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت بابا شاہ صاحب حسینی
عاشق ربانی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
این کرسی نامہ در خانوادہ چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
بعین عنایت محمد خاں عرب الملک بن شیخ اطار اللہ...

اس کے بعد سے ایک دوسرا رسالہ شروع ہوتا ہے جس کا آغاز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیر کون ہور
پیغمبر کون ہور خدا کون ایچ کر دیکھے
ہور یکیچ کر جانے حضرت علی قول کہئے
"عرف ربی بربی رائت ربی بربی"
اسکا معنا حضرت کہئے ہیں بچھانا خدا کوں
خداتیں ہیں بچھا خدا کوں خداتیں۔

Marfat.com

اسی رسالہ میں آگے چلکر لکھتے ہیں۔

حضرت سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز یوں فرماتے ہیں
ونفس کوں پاک کریگا تو دلکوں صاف ہونگا۔

اس کا خاتمہ یہ ہے۔

صور نفس دل روح سر نور
ذات ای یک ہیں دلے ہریک صفت پر
یونوں جُدا جُدا ہوتا ہے ای سب یوں
بوجھیا سو نیک بخت ہے۔ اور موحد یگانہ ہے
اسے بوجھے نہیں تو وہ بد بخت ہے۔ او ملحد ہے۔
اے سب پیر کی مدت سوں باتاں ہے۔

تمت تمام شد

(۶) رسالہ ارشادات اور نکات تصوف پر ہے۔ اس کے نو تماشے (فصول) ہیں اور ہر ایک میں ایک ایک نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ کا آغاز ہے۔

"سفر تماشا ظاہر و باطن دیکھنا لازم تجہ امر الست بر حکم مختار میثاق تھے۔ بوجھہ پیلا تماشا دیکھنا واجب پہلے تن کا بھو کہہ حواخمس یو کیوں مل بر تین کتیا کتے سجو کہ پانچ اناسر"

خاتمہ

نواں تماشہ و صرار وں دیکھ سکے نا لاچہ دو دل
جلوا ایک تخت پر لذتوں کرتے راز سید علی مل
یکہ تماشا شاہ برہان کی سات
سر پر تیرے پگڑی اللہ بخشوں لاکی ہات

Marfat.com

تمام شد

تمہید کا حصہ نثر میں ہے لیکن پہلے تماشے سے نظم شروع ہوتی ہے۔

(۷) "نور نامہ"

آغاز

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ
محمد وآلہ اجمعین۔ بداں راشدک اللہ فی الدارین برطلب
صادق مخفی ومحتجب نماند کہ حق تعالیٰ در قران مجید فرمودہ کہ

اشہدان لاالہ الا اللہ

ہوراس کا معنا۔ خدا کہیا ہے دیا کہ تحقیق نہیں کوئی موجود
جز وا ہین"

اس کے بعد نور معرفت کی تجلیات کے مظاہر کا ذکر ہے۔

خاتمہ

کھتا دوسری یکہ تمیز یو ہے کو نور یکہ دریا بے پایاں ہے۔
اس پر موطاں آتیاں جاتیاں سو عرفان ہے۔ اس دریا
کے بھیتر تھے موطاں پر بنیا سوزات کا سیوہ ہے

تمت تمام شد نور نامہ (ورق ۳۲ ب)

(۸) رسالہ نکات معرفت کا ہے۔

آغاز "تمہید کتاب"

"اللہ بڑا صاحب ہے۔ اسکوں بہوت ہور نودرنا
اس کے خدائی تھے دو نو عالم پیدا کرنے میں عقل کیا انکھیاں
حیران ہیں۔ خدا دائم قائم ہے"

Marfat.com

یہ عبارت شروع کے حصہ تمہید کی ہے اس کے بعد سے ابواب شروع ہوتے ہیں۔ "پہلی باب بصیرت اور بصارت" کے ابتدائی حصے کے بعد کتاب کا باقی حصہ غائب ہے آخری حصہ کی عبارت یہ ہے۔

"اجلے کاغذ پر اس کالی ستراں میں
نور تو نا دیکھیں اسے مخلوق کہتے ہیں۔
ای جیوں پہلے قرآن میں خدا لکھیا اس
قران کوں کاغذ........

(صفحہ کے گوشہ میں ہور درج ہے)

(۹) "رموز السالکین" منظوم ہے غالباً شمس العشاق کے ارشادات کو امین نے لکھا ہے

آغاز

اللہ پاک منزہ ذات
اس سوں صفاتاں قائم سات
علم ارادت قدرت بار
سنتا دیکھتا بولنہار
ہے صفت یہ جان حیات
اس کو ناہیں کد ممات
ایسی صفاتاں سوں ہے ذات
جو نکے چند نا چند سنگھات

اس کے بعد اس میں " وحدۃ اور نور و روح اور دل و نفس " پر بحث کی ہے۔ اور وحدۃ الوجود فراق فنا و بقا کے مسائل بیان کرتے چلے گئے ہیں اسی ضمن میں ادنیٰ اور اعلیٰ عاشق، اور نبوت اور ولایت کا فرق

Marfat.com

بیان کیا ہے۔ خاتمہ یہ ہے جس میں کتاب کا نام اور اپنا تخلص دونو آگئے ہیں۔

دو ناؤں رموز السالکیں
سالکا پھر دیکھ کیا یقیں

. . . .

حق کی نا منہ پکڑ یقیں
کیوں اس کوں ہوئے امیں
تمت اس تئیں کیا تمام
حق تھی بولیا حق کلام

تمت تمام شد گفتار صاحب شمس العاشق ایں کتاب رموز السالکیں"

یہ رسالہ اور شاہ امین الدین اعلیٰ کے کلام کا کچھ حصہ انجمن ترقی اردو (اورنگ آباد دکن) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ (ملاحظہ رسالہ "اردو" جلد ۸ شمارہ ۲۹)

(ورق ۳۹ ب) حاشیہ پر بھی اشعار درج ہیں۔

(۱۰) رسالہ کا آغاز۔ نویں رسالہ کے آغاز کے اشعار ہی سے ہوتا ہے۔ لیکن پانچویں شعر سے دونوں میں اختلاف شروع ہوتا ہے۔ مسلسل بارہ ابیات لکھنے کے بعد حدیث "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" کی تشریح شروع ہوتی ہے۔ کہ "خاصیت خاک موکل فرشتہ مہتر جبرئیل رنگ زرد و خانہ خاک تن و درخاک افواہ است۔ رگان اور گوشت استخوان اور پوست۔ ابری جستی پشم بر جان خاکی دم" (ورق ۴۱ ب پر) اس طرح رسالہ ختم ہوتا ہے۔

اتنیاں صفتاں سوں مل موس جمع ہوتا ہے۔ آخر باہر آتا بعد چہل روز تک نور میں رہتا۔ ہور دیکھ پڑ آتا سورج کا نظر اسے جانیاں۔ سو دل کا جا کا پکڑنے لگیا سو نفس معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

(۱۱) شجرہ سلسلۂ چشتیہ درج ہے۔ جو حضرت علی سے لیکر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز تک ہے۔ اس کے بعد کا حصّہ غائب ہے۔ ورق ۴۲ (الف و ب) پر کلمات طیبہ لکھے ہوئے ہیں۔

(۱۲) ۴۳ الف پر آخری رسالہ خط نستعلیق شکستہ آمیز میں لکھا ہوا ہے جس کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیغمبر علیہ السلام کو شبی معراج ہوا۔
پیغمبر نے پوچھے کہ سات طبق آسمان اور سات طبق زمین
کیا قدیم کیا جدید ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا نبی ایں ہمہ جدید آفریدہ ام"

خاتمہ

شاہد بھکار اسک راس
مطلق محیط سب کے پاس
کنج مخفی ہے ہینہ کا ٹھار
دل میں پیو کا دیکھ دیدار
جیو میں پیو کا ہے دیکھ ٹھاوں
دونو کا ہے ایکچہ ناؤں
بندہ ہوے تو تحقیقت جان
اللہ نبی پر لیا ایمان
اللہ بندے کا ایک ہی ٹھان
مطلق دو کا ایک نشان
من عرف کو کوئی بوجھے کا

Marfat.com

اس کو اللہ سوجھے کا
لا عبد و لا رب
تا بہا بتلانا یہاں اب

(۶) رسالہ نذیریہ ۲۹۴

اوراق ۱۷۶ اسطور ۱۶ - ۲۲ تقطیع ۸ × ۶ نستعلیق شکستہ آمیز
خط بخط مصنف تحریر ۱۲۷۷ھ اکثر مقامات میں حاشیہ پر
بھی تحریر ہے

کتاب کے شروع میں ابواب اور فصلوں کی فہرست درج ہے۔ اس کے بعد ورق ۵ ب پر "اسمائے الٰہی واعداد آنہا بہر دو حساب جفر وغیرہ" لکھے ہوئے ہیں۔ پھر ورق ۷ ب پر بطور یادداشت کے شجرہ قادریہ لکھا ہے یہ سلسلہ حضرت شاہ غلام سوسن (؟) سے شروع ہو کر ۵۰ پشت کے بعد حضرت سرور کائنات پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی مصنف نے خود اپنا خاندانی شجرہ تحریر کیا ہے۔ جو تیسویں پشت میں خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ اس سے مصنف کا پورا نام معلوم ہوتا ہے جو محمد امیر الدین احمد خاں ابن مجید الدین احمد خاں ہے۔

اصل کتاب ورق ۹ الف پر حمد سے شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں تمہید کے طور پر مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ اور اپنا نام امیر الدین احمد ابن مجید الدین احمد فاروقی بلخی حال متوطن مرادآباد بتلایا ہے۔ اس کتاب کے ماخذ

Marfat.com

حسب ذیل بتلائے ہیں ۔

(۱) مالا بدہ (۲) راہ نجات (۳) مفتاح البحث (۴) رسالہ قاسمیہ (۵) "رسالہ خارجیہ کہ نظم میں ہے ۔"

آغاز

"سب تعریف اللہ جلشانہ کے واسطے ہے۔ اور وہی ہے حمد و ثنا کے لایق جو تمام کا خالق اور رازق ہے اور درود و سلام بے حد اوپر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بخشانے والے امت کے اور بتانے والے اچھے راہ کے اور امت پر مہربان ہیں۔

کل آٹھ باب میں ہر باب کئی کئی غیر متناسب فصلوں پر منقسم ہے۔ کتاب کا بحث مسائل فقہ اور ادعیہ ہیں ۔

خاتمہ میں لکھا ہوا ہے ۔

"یہ رسالہ بپاس خاطر برخوردار نذیر الدین احمد طالعمرہ کے نیک کرے اللہ اس کو اور راور توفیق پڑھنے اور عمل کرنے کی اس کتاب کی دے ۔ اور سب آفات سے بچائے رکھے۔ اور صاحب جاہ و حشمت کرے ۔ تصدق سے اپنے حبیب کے اور آل و اصحاب اس کے کے لکھا گیا ۔ اور برخوردار مذکور کے نام پر موسوم بہ "رسالہ نذیریہ" کیا گیا ہے ۔ اور مدد سے اللہ جلشانہ بتاریخ اٹھارویں ماہ ربیع الاول کے شب جمعہ کو کہ انیسویں شب ہوتی چار گھڑی رات گئے شب ۱۲۷۷ھ میں تمام ہوا یہ رسالہ فقط راقم

Marfat.com

ھذا رسالہ اضعف العباد فقیر حقیر عاصی محمد امیر الدین احمد عفی عنہ
بمقام بلدہ مراد آباد میں تمام ہوا۔ (ورق ۱۲۶ ب)
اسی صفحہ کے آخر میں داہنے گوشہ میں "دعائے حزب البحر" اس طرح لکھا ہوا ہے کہ گویا آیندہ ورق پر دہ شروع ہوتی ہے۔ لیکن خود دعا ندارد ہے۔

(۷) سراج الایمان ۱۲۰۱ھ

اوراق ۱۲۲ - سطور ۱۴ - تقطیع ۹ × ۷ نستعلیق خط غالباً
مصنف ہی کی تحریر ہے سنہ تحریر درج نہیں ہے سال
تصنیف ۱۲۰۱ھ

یہ مخطوطہ عقائد اسلام اور مسائل فقہ پر مشتمل ہے۔ جس کو ۱۲۰۱ھ میں حافظ احمد بن محمد مغربی تلمسانی انصاری نے دکھنی زبان میں تحریر کیا تھا۔ کتاب کی ابتداء میں ایک دیباچہ ہے جس میں مصنف کتاب کی تالیف کا سبب اسکا نام اور سن تصنیف بتلاتا ہے۔

آغاز

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بوجہہ تو کہ پڑھنا عقائد اور فقہ کا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ بغیر سمجھے احکام عقائد کے ایمان آدمی کا درست نہیں ہوتا۔ اور سوائے جانئے احکام فقہ کے نماز روزہ وغیرہ جائز نہیں

Marfat.com

آخر میں ماخذ کے متعلق بیان کرتا ہے کہ۔

اُس رسالہ میں تحقیقات مسائل کیا ہوں اور اکثر مسائل اسکے کنز الدقائق اور نور الایضاح اور امداد الفتاح شرح اس کی اور فتاویٰ عالمگیری سے لیا ہوں "

اس کے بعد غلطیوں کو معاف کرنے کی درخواست اور رسالہ سے نفع پہونچنے کی دعا پر اس کو ختم کرتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۲۴۱ آ لکھا ہوا موجود ہے (جلد دوم ص ۱۱۳۶ تا ۱۲۹)

(۸) فقہ المبین ۴/۶

اوراق ۷ سطور ۱۳-۱۷ تقطیع ۸ × ۵½ نستعلیق خط بے حد کرم خوردہ عنوانات سُرخی کے ابتدائی حصہ بالکل غائب ہے نساخ محمد ملنگ تحریر ۴ صفر ۱۲۲۳ھ ہجری

سن تصنیف ۱۱۰۳ ہجری

فقہ کا یہ منظوم رسالہ ہے۔ مصنف اپنا تخلص الیقین بتلاتا ہے۔ اس میں ہندی مسلمانوں کے وہ تمام امور جو خلاف احکام شرع محمدی ہیں بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ان رسومات کے متعلق معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ جو گیارھویں صدی ہجری تک تمام ہندی مسلمانوں کے درمیان مروج تھے۔ مصنف ایسے رسومات کا یکے بعد دیگرے ذکر کرکے ان کے خلاف احکام شرع ہونے کا حال بیان کرتا ہے۔ ان کے چھوڑنے پر بھی مسلمانوں کو ابھارتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی رسومات میں یہ رسالہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

موجودہ حالت میں اس رسالہ کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے

ہلاک ہوتے ہو کیوں محرم میں عورات

نحو[1]...... وزایشاں اوجگنات

پھر سرخی قائم کی ہے "در مذمت سماپٹے"

سماپٹے ندیو کافر مرد کی

جہنم کے نداسویں پڑو کی

پھر تو تمہارا دین نہ رھیکا

یقین بن تم کو اتنا کون کہیکا

اس طرح "رسم کنج عاشورہ" رسم منڈواکہ مثل شامیانہ بوقت شادی می بندند" رتی جھکہ "ہل وچھاج" کی برائیاں بیان کی ہیں۔ حقوق شوہر بر زن اور "حقوق والدین" صلہ رحمی "حرمت ساحر" مذمت قمار "مذمت ریش تراشیدن" مذمت رسم تابوت والادہ" آخری عنوانات ہیں۔

رسالہ کا آخری حصّہ موجود ہے۔ اس سے ہم کو مصنف کا صرف تخلص نام کتاب تعداد ابیات اور سن تصنیف معلوم ہو جاتا ہے مصنف کا تخلص یقین ہے۔ رسالہ ۱۱۸۲ھ میں لکھا گیا۔

اوپر کے تیسرے شعر میں مصنف کا صرف تخلص آیا ہے۔ اور آخری بیت سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے مصنف کے قول کے مطابق اس رسالہ میں کل چھ سو سے زیادہ ابیات تھیں لیکن باقیماندہ حصہ میں صرف ۱۰۵ ابیات موجود ہیں اور اگلے ۴۹۵ ابیات مفقود

---

[1] یہ حصہ کرم خوردہ ہے۔

Marfat.com

چھ سو ابیات سے زائد کہا ہوں
بیان صوم و صلواۃ کا کیا ہوں

. . . .

یقیں نفقۃ البنیں کو کرلے مختوم
بحق دیں پناہ و آل معصوم

خاتمہ میں تاریخ اختتام اس طرح لکھی ہے۔

صدو ہشتاد و دو الف ہجرت
بتاریخ مبارک گشت تمت

(۵) فقہ محفوظ خانی ۴۱/۷

(فقہ محفوظ خانی کے ساتھ آٹھ دو اور رسالے مجلد ہیں)
اوراق ۱۶۷ اسطور ۱۳۔ تقطیع ۱ ½ ۷ × ۶ نسخہ کرم خوردہ
تحریر ۱۴ شعبان ۱۱۹۹ ہجری

(۱) فقہ محفوظ خانی۔ جس طرح نام سے ظاہر ہے یہ مخطوطہ فقہ کے موضوع پر اور دکنی زبان کی ایک مثنوی ہے۔ یہ قدر عالم بن بدر عالم کی تصنیف ہے جو ۱۱۹۹ہجری میں لکھی گئی۔ کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے مصنف کے نام کا پتہ چلتا ہے یہ محمد محفوظ خاں بن کریم خاں کے نام سے موسوم ہے اس کے اگلے اوراق جو تمہید سے متعلق ہیں غائب ہیں۔ تمہید سے صرف ذیل کا حصہ باقی ہے جہاں سے اس مخطوطہ کا آغاز ہوتا ہے۔

Marfat.com

اچھے دسویں جمادی الثانی آغاز
نہ پندرہ باب ایچھو دو فصل ساز
در ایمان گوید

فصل اول لوازمات ایمان گوید. قال اللہ تعالےٰ
الم ذالک الکتاب لاریب فیہ..... ہم المفلحون

نظم بریں مضمون

کہا اللہ بزرگ ہوں سب سے دانا
ہر اک شئے کو بنایا سب کا بینا
سمجھتا بوجھتا ہوں میں ہر اک شئے
ہوں خالق سب کا ہے مجھ میں تو سب شئے

کتاب پندرہ ابواب پر منقسم ہے جن میں ایمان تربیت اولاد ارکان اسلام نماز وضو غسل تیمم روزہ زکوٰۃ ذبیحات نکاح اور امر و نہی شرک و کفر کے متعلق شرعی احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ کہیں کہیں تشریح کی غرض سے نثری ٹکڑوں کا بھی استعمال ہوا ہے جن میں کا ایک نمونہ یہ ہے ۔

"یکدم میں بولتے وقت دو کانوں میں کی
انگلیاں رکھنا" اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا۔ ضمناً
دونوں لفظ معلوم ہوئے سریکا بولنا"

خاتمہ

عربی فارسی میں اس کا مقصود
لے آیا اس میں مسئلے سب تو موجود

اس کے بعد کتاب کی تالیف کا سبب یوں بیان کیا ہے ۔

Marfat.com

سبب محفوظ خاں کے یو کتابت
مرتب فضل حق سوں کر مشقت
کہ تا جگ میں رہے یو یادگاری
دعا دیوے سنے سو سب ہزاری

آگے محفوظ خاں کے لئے خدا سے دعا کی گئی ہے کہ اے خدا تو اس کو نیک توفیق عطا کر اولاد صالح سے سرفراز کر وغیرہ۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا جو نسخہ موجود ہے ۱۲۰۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ (نمبر ۳۰۶ فن فقہ حنفی جلد دوم صفحہ ۱۱۴)

ترقیمہ

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ خود مصنف ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کی کتابت کا سن وہی ہے جو تالیف کا ہے۔

"ایں کتاب فقہ محفوظ خانی برائے نادم الفقرا ...محفوظ خاں بن کریم خاں ... در نظم دکنی تصنیف ... علمہ عملہ ایں مسودہ ... جمادی الاول آغاز ... چہاردہم شعبان المعظم مرتب شد سنہ ۱۱۹۲ھ نظر ثانی گذاشت۔

---

(۲) خلاصہ الکیدانی

(گزشتہ سال کے ساتھ مجلد ہے)

اوراق ۱۸ سطور ۱۳ تقطیع ۶ × ۷ × $\frac{1}{2}$ ۴ نستعلیق خط

یہ کتاب بھی اسی کاتب کی لکھی ہوئی ہے جس نے فقہ محفوظ خانی کو لکھا ہے۔

Marfat.com

لیکن کہیں بھی مصنف کے نام سن تصنیف اور دوسرے ضروری امور کا پتہ نہیں چلتا۔ کتاب سوال و جواب کی شکل میں لکھی گئی ہے۔ اور موضوع مسائل شرع ہیں ناصیہ ورق ۱ ل پر درج ہے۔

"ایں کتاب خلاصۃ الگیلانی"

آغاز

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بدانکہ اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اگر تجکوں پوچھے کہ (سرخی میں) تو مسلمان ہے جواب بول الحمد للہ۔ سوال اگر تجکوں پوچھے کہ الحمد للہ کا کیا معنی ہے ....

خاتمہ

"اگر چار رکعت نیت بندھا ہوئے تو التحیات عبدہ و رسولہ لگ پڑنا اسے وجہہ سوں دو رکعت کرنا۔ دوسری بیٹھک میں التحیات سارا پڑنا۔ ہور سلام پھرانا۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔

ترقیمہ کی تحریر موجود نہیں ہے۔

(۳)۔ احکام الصلوٰۃ

(گزشتہ دو نو رسالوں کے ساتھ مجلد ہیں)

اوراق ۴۲ سطور ۱۳ تقطیع ۶ × ۷ ½ نستعلیق خط

Marfat.com

اس نام سے کئی رسالے دکنی نظم اور نثر میں لکھے گئے جن میں سے بعض خود اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

اس رسالہ کے شروع صفحہ میں بھی گزشتہ رسالے کی طرح ناصیہ صفحہ پر "یہ کتاب احکام الصلوٰۃ" لکھا ہے۔

مصنف کا نام سن تصنیف اور کاتب کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔ اس مخطوطہ کے ساتھ آخر میں تین اوراق پر بزبان فارسی غسل، وضو لباس وغیرہ کے احکام اور اداب لکھے ہوے ہیں۔

آغاز

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اگر کوئی تجے پوچھیکا مسلمان کدہاں سوں ہوا بول کہ روز میثاق سوں اگر پوچھے کہ روز میثاق کسے کہتے ہیں بول کہ روز میثاق او ہے اللہ تعالیٰ ذریتوں کو پیدا کیا انو کو عقل دیا ہور شعور دیا۔ پوچھیا کہ الست بربکم..."

خاتمہ

ہر ایک چیز بازار میں کھانا مکروہ ہے اور کھانا کھانے کے درمیان چہار مرتبہ پانی پینا منع ہے۔ اور نوالہ لیتے وقت کلمہ کی انگلی جدا کرنا منع ہے۔ تمت تمام شد۔ تحریر فی التاریخ دیوم شہر رجب"

آخری دو اوراق پر ایک نظم "چرخہ وجودی" کے عنوان سے اردو زبان میں لکھی ہے۔ جس کے پہلے اور آخری دو شعر یہ ہیں۔

سہیلی بانو تنکاری چرخہ
کار و غفلت کاری کھہر کہ

Marfat.com

چھوڑ دنیا کا خرقہ ریا
ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ

. . . .

چرخہ نام تُوں باندی
توں تو ہے درویش گھر کی باندی
توں محمود پور میں نانڈی کے
ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ

(۱۰) فقہ ہندوی ۴ لہ ۸

اوراق ۱۷۔ سطور ۱۵۔ تقطیع ۱۰ × ½۶ نستعلیق شکستہ آمیز خط نساخ کا نام درج نہیں ہے سنہ تحریر ۱۲۶۲ء

شرعی مسائل کے بیان میں منظوم رسالہ ہے شروع سے پانچویں شعر میں مصنف اپنا نام ''عبدو امین'' بتلاتا ہے۔ کتاب حمد سے شروع ہوتی ہے۔ جس میں ان تمام امور کی صراحت کی گئی ہے۔ جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کے بعد فصول واجبات ایمان بیان اسلام وضو اور اس کے متعلق احکامات استنجا نماز حج کے مسائل پر بالترتیب بحث کی گئی ہے۔

فقہ ہندوی ''سنہ ۱۰۸۰ھ'' کی تصنیف ہے۔ اس کا ایک مکمل مخطوطہ جو شیخ محمد بحران صاحب کے پاس دیکھا گیا ہے، اس میں سن تصنیف کا یہ شعر زیادہ ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ اورنگ زیب کے عہد میں لکھا گیا۔

Marfat.com

سن یکہزار چوہتر میں بیچ رمضان
اورنگ زیب کے وقت میں نسخہ ہوا تمام

"فقہ ہندوی" کا ایک نسخہ کتب خانہ جات شاہ اودھ میں بھی تھا جس کا ذکر اسپرنگر نے اپنے مرتبہ کیٹلاگ میں کیا ہے۔ لیکن اس کا ذکر "محشر نامہ" محمد جیون کے ذکر میں آگیا ہے۔ مرتب نے فقہ ہندوی کو محشر نامہ کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے چنانچہ وہ محشر نامہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"محشر نامہ" محمد جیون کی مثنوی ہے حشر کے واقعات پر۔ اس میں اہل سنت وجماعت کے عقائد بیان ہوئے ہیں "محشر نامہ" جو واقعات حشر سے متعلق ہو اس میں مسائل شرع کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ یہ دو مختلف موضوع ہیں۔ آگے چلکر آخری حصہ دیکھنے کے بعد اسپرنگر کو شبہ ہوتا ہے کہ یہ "محشر نامہ" نہیں ہے اسی لئے وہ لکھتے ہیں۔

"میرا قوی شبہ ہے کہ اس کا نام "محشر نامہ" نہیں ہے۔ بلکہ فقہ ہندی ہے ایک دوسری تصنیف اسی مصنف کی "محشر نامہ" کے نام سے موسوم ہے۔"

گویا ان کی تحقیق کے مطابق "محشر نامہ" اور "فقہ ہندوی" ایک ہی چیز نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہی مصنف کی دو مختلف کتابیں ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ جیسا اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے۔ "محشر نامہ" محمد جیون کی تصنیف ہے۔ اور "فقہ ہندوی" کا مصنف عبد الآمین ہے۔ جو اورنگ زیب کے عہد کا ایک شاعر تھا۔

اسپرنگر کو یہ سہو اسوجہ سے ہوا ہے کہ ان کے زیر نظر مخطوطے میں یقیناً "محشر نامہ" اور "فقہ ہندوی" ایک ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اسی لئے پہلے حصہ کو انھوں نے صحیح طور پر "محشر نامہ" محمد جیون لکھکر آخر میں "فقہ ہندوی" کو بھی

Marfat.com

غلطی سے اس میں شامل کرلیا۔ اور یہ لکھ دیا ہے کہ۔

"اس میں (محشرنامہ) میں عقائد و مسائل اہل سنت بیان ہوئے ہیں"

مسائل شرع اور عقائد اہل سنت "فقہ ہندوی" کا موضوع ہیں۔

ہمارے اس خیال کی تائید خود اسپرنگر کی تفصیل سے ہوتی ہے کہ "محشرنامہ" کے ذکر میں انھوں نے پہلا شعر تو "محشرنامہ" ہی کا لکھا۔ لیکن آخری شعر "فقہ ہندوی" کا نقل کر دیا جو محشرنامہ کے آخر میں منسلک تھی۔[۱]

آغاز

حمد و ثنا سب رب کو خالق کل جہاں
لائق حمد و ثنا کے اور نہ کوئی جہان
علم و شریعت نال کے بھیجے پاک رسول
جو کچھ بھیجا رب نے سب ہم کیا قبول
یارب اپنے کرم سوں بےحد بھیج درود
نبی محمد مصطفےٰ امتسون خوشنود
بھیجو اس کے آل پر اور اصحاب پر تمام
تس بھیجو احباب پر بہت درود و سلام
کتنے مسئلے دیں کے عہد و کہے امین
فقہ ہندوی زبان پر بوجھو کرو یقین

خاتمہ

مصرف زکوۃ سات ہیں تنکو بھی پہچان
فقیر مسکین رھگذر اور غازی جان

---

[۱] ملاحظہ ہو فہرست کتب خانہ جات شاہ اودھ۔ جلد اول ۶۲۲۔

Marfat.com

فقہ ہندوی کو موناں آنو زبان پر یاد
صلہ آوے دین کی مول نہووے فساد
تمام شد۔ آمین رب العالمین

(۲) "فقہ ہندوی" جہاں ختم ہوتی ہے وہیں (ورق ۱۷ ب کے درمیان) سے دوسرا نثر کا رسالہ شروع ہوتا ہے۔ جس میں بسم اللہ اور کلمہ طیبہ کی تفسیر درج ہے آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

شروع کرتا ہوں اس کام کے تئیں
سات نام اللہ تعالیٰ الرحمٰن اور ایسا اللہ جو رحمان ہے۔
معنی رحمان کے یہ ہیں جو رزق دینے والا بیچ اس جہان کے
سب مخلوقات کو۔ الرحیم اور ایسا اللہ جو رحیم ہے۔ اور معنی
رحیم کے یہ ہیں جو مہربانی کرنے والا ہے۔ بیچ آخرت کے مسلمانوں
پر نہ کافروں پر۔

(۳) ورق ۲۴ اس کے بعد ایک اور رسالہ فارسی زبان میں ہے جس میں کلام مجید کے ہر حرف کو پڑھنے کے فائدے بتلائے گئے ہیں رسالہ نماز اور جنازہ کی دعاؤں پر ختم ہوتا (۲۳ ب) ان رسالوں کی تاریخ تحریر ۹ جمادی الاول ۱۲۶۲ھ ہے

(۱۱) کنز المومنین (۹۱۴)

اوراق ۱۰۶ سطور ۱۷۔ تقطیع ۱۱ × ۶½ نستعلیق شکستہ آمیز
خط بے حد کرم خوردہ نساخ میر تاج الدین ولد سید قاسم

Marfat.com

تحریر ۱۲۔ صفر ۱۲۵۶ھ دوشنبہ۔ مقام تحریر شہر کھمم۔
یہ رسالہ عابد شاہ حسینی کی تصنیف ہے۔ جو بقول مصنفؒ یوسف روحانی عابد شاہ حسینی" کے مُریدہیں۔ تمہیدی حصے میں مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے۔

کتاب کی زبان دکھنی ہے۔ اس کے ماخذ مصنف نے عربی اور فارسی کی حسب ذیل کتابیں بتلائی ہیں۔

(۱) کنزالمومنین (۲) مفتاح الصلوات (۳) کفایت الاسلام (۴) کفایت العباد (۵) تحفتہ الجواہر (۶) تحفتہ النصائح (۷) فتاویٰ (۸) کتاب الاخیار (۹) ہزار مسائل (۱۰) محیط کاخ (۱۱) کنزالعباد (۱۲) کنزالبیان (۱۳) شرح وقایہ (۱۴) ہدایہ (۱۵) بحرفایق (۱۶) رائق (۱۷) مشکات (۱۸) تفسیر حسینی (۱۹) تفسیر جواہر (۲۰) قاضی خاں (۲۱) منہاج الانوار (۲۲) لطائف شاہی (۲۳) کشف الحقائق (۲۴) فتاوی ملتقت

کتاب انیس ۱۹ ابواب پر اور ہر باب کئی کئی فصلوں پر منقسم ہے جن کی مجموعی تعداد مصنف نے "ستر پر تین" بتلائی ہے۔ مشتملات کی تفصیل پورے دو صفحوں پر حاوی ہے ان میں مسائل شرعیہ اور مسائل معرفت کا بالتفصیل ذکر ہے۔ جیسا کہ خود مصنف لکھتا ہے۔

"علم شریعت علم معرفت پر جملہ اس کتاب میں انیس باب ستر پر تین فصل ہیں۔"

جو مشرکانہ عقائد دیگر اقوام سے میل جول بڑھنے کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں پھیل گئے تھے۔ ان کی بُرائیاں دکھا کر ان کو دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آغاز

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

"الحمد للہ رب العالمین۔ سراہنا اور تعریف کرنا سزاوار ہے
اللہ تعالیٰ کو۔ اور پیدا کیا ہے تمام خلقت کو من بعد نعت
شفیع الامم ختم المرسلین سرور احمد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک"

خاتمہ

لوکاں کو دکھانے نماز روزہ کرنا کفر ہے اور درد کیو اسطے دیو
کا پوجا کرنا کفر ہے اور غیب کی باتاں کرنا کفر ہے۔ اور مریض
موت منگنا کفر ہے۔ اور خوب آدمی بھی موت منگنا کفر ہے۔

ترقیمہ

بقلم میر تاج الدین ولد سید قاسم قبلہ فی التاریخ دوازدہم ماہ صفر المظفر
روز دوشنبہ بوقت اوسط عصر و مغرب در شہر کھم تحریر یافت ۱۲۵۷ھ"

اس عبارت کے بعد ہی ایک خوشنما مہر "اعظم علی خاں" کی لگی ہوئی ہے
جو غالباً اس مخطوطہ کے مالک تھے۔ مہر ۱۲۵۳ھ کی ہے۔

(۱۲) مجموعہ رسائل فقہ (۴/۱۰)

اوراق ۱۹۰، سطور ۱۳، تقطیع ۱۱×۵، نستعلیق شکستہ آمیز خط، کاغذ دیسی
کاتب بہلول خاں باشندہ سرکار علاقہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد سنہ کتابت ۱۲۲۴
اس مجموعہ میں کل آٹھ رسالے ہیں جو مختلف لوگوں کی تصنیف سے ہیں۔ ایک

Marfat.com

رسالہ جو ایک سے ۲۲ صفحات پر مشتمل تھا غائب ہے موجودہ مجموعہ تئیسویں صفحہ سے شروع ہوتا ہے تمام رسالے ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے ہیں۔

(۱)۔ **ہزار مسئلہ**۔ (ورق ۲۳ ب سے ،، ب تک) اس رسالہ میں وہ ہزار مسئلہ نثر میں بیان کئے گئے ہیں جو عبداللہ بن سلام خیبر کے یہودیوں کے نمائندے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے تھے۔ ہر مسئلہ کے ساتھ اس کا جواب لکھا ہے جو آنحضرت نے ادا فرمایا تھا ہر مسئلہ کا آغاز سرخی سے ہوتا ہے۔ اور عبداللہ بن سلام" یا صرف "عبداللہ نے کہا" کے جملے سے نئے مسئلہ کی ابتدا کی جاتی ہے آخری مسئلہ کے جواب کے بعد سائل اور اس کے تمام ساتھی مسلمان ہو جاتے ہیں

آغاز

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
محمد پر ان کے آل پر اور اصحابوں پر اور سب خاص آستاں پر
اور بیچ حدیث کے آیا ہے جعفر عبداللہ سے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے یہ روایت عالم معنی ظاہر ہوا ہے

خاتمہ

جو کوئی یہ کتاب پڑھے گا اور سنیگا حق تعالیٰ اس کوں جزا
دیوے گا۔ اور شہادت نصیب کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
فضل و کرم سوں اپنے خدا تعالیٰ کے دلاں سب مومناں کے
اور مسلماناں کے شہادت سے شاد ہوئینگے برکت سے اس
ہزار مسئلہ کے باللہ العظیم و بہ نستعین بفضل و کرم الہ العالمین
تمت آمین

Marfat.com

(۲) **حجۃ الاسلام** (۷۷ ب سے ۹۱ الف تک) رسالہ کے مصنف کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ تحریر کے اعتبار سے یہ رسالہ انیسویں صدی کے ابتدائی نصف سے معلوم ہوتا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ یہ اور گزشتہ رسالہ ایک ہی شخص کی تصنیف ہو۔

اس رسالہ کا موضوع بھی فقہ ہے۔ اس کا آغاز گزشتہ رسالہ کی طرح اور اسی دعا سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی تحریر یہ ہے۔

> "بوجھہ تو نیک بخت کرے تو تجکو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں جو یو رسالہ حجۃ الاسلام کو کیتک مسائل معتبر کتاباں سوں چنکر نکلے ہیں"۔

خاتمہ

> "یو کتاب حجۃ الاسلام ہے۔ اس کو یاد رکھنے سے فائدہ مسلمانی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور نہیں تو وہ مسلمانی سے باہر ہے حجۃ الاسلام اب سب یہ تمام ہوئی"۔
>
> تمام شد۔ کار من بنظام شد

(۳) **کشف الخلاصہ** (ورق ۹۲ ب سے ۱۱۳ ب تک)

یہ مولوی سید شجاع الدین صاحب قادری مرحوم کا منظوم رسالہ ہے جو "کشف الخلاصہ" کے نام سے بے حد مشہور ہے۔ اس کی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ مولوی سید شجاع الدین صاحب دکن کے ایک مشائخ خاندان سے تھے علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ کئی کتابیں فارسی اور دکنی اردو میں لکھیں لیکن "کشف الخلاصہ" کی طرح کسی کو بھی مقبولیت عام حاصل نہیں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت مولانا شجاع الدین صاحب قدس سرہ العزیز کی پیدائش برہان پور میں ہوئی۔ آپ کے والد سید کریم اللہ خاں اپنے زمانہ کے بڑے جیّد علماء میں سے تھے۔ برہان پور آپ کا وطن تھا۔ پردادا مولانا میر محمدؒ دائم بھی علم وفضل میں شہرہ آفاق تھے۔

اپنے نانا کے انتقال کے بعد حضرت شجاع الدین صاحب حیدرآباد چلے آئے۔ یہیں اسلامی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ نواب محمدؒ فخرالدین خاں بہادر شمس الامرا نے پچاس روپیہ ماہوار وظیفہ جاری فرما دیا تھا۔ اسی پر گزر اوقات ہوتی تھی آپ جامع مسجد میں رہا کرتے جہاں ملک کے بڑے بڑے امرا اور فضلا آپ سے ملنے اور آپ کی فیض صحبت سے مستفیض ہونے کے لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے[1]۔

آپ کی تصنیفات[2] دس بارہ سے زیادہ اور عربی فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں موجود ہیں۔ غزلیں اور قصائد ان کے علاوہ ہیں۔ لیکن "کشف الخلاصہ" کی سی مقبولیت اور شہرت عام کسی دوسری تصنیف کو نہیں حاصل ہو سکی اب تک اس کے بیسیوں اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تمام گھروں اور مدرسوں میں لڑکے اور لڑکیاں اس کو ورد زبان رکھتی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر دلعزیز تصنیف کسی فارسی رسالے کا ترجمہ ہے جس کا نام "خلاصۃ الفقہ" تھا مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی کل ابیات کی تعداد (۳۸۳) ہے اور سال تصنیف ۱۱۵۷ھ ہے جو خود نام کتاب "کشف الخلاصہ" سے نکلتا ہے[2]۔

---

[1] مناقب شجاعیہ مصنفہ محمد امیر اللہ (۱۳۰۳ھ) ص۵ سے ۶۲ محبوب ذوالمنن تذکرہ اولیائے دکن ص ۱۰۰۲

[2] آپکا غیر مطبوعہ کلام آپکے پرپوتے مولوی کامل میر مظہر علی صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ جو مرتب کی نظر سے گزرا ہے تصانیف کی تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو مناقب شجاعیہ ص ۶۲ - ۶۵

آغاز

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو
جان و عقل و دیں دیا انسان کو
فضل سے اپنے ہمیں قرآن دیا
اس میں امر و نہی سب روشن کیا
عقل دے کر نفقہ سمجھایا ہمیں
راہ وہ تمیلی کی بتلایا ہمیں

خاتمہ

آل و اہل بیت و اصحاب اجمعین
تابعیں اور بعد تبع تابعیں
بعد ازاں سب مومناں و مومنین
استجب مولائے رب العالمین

(۴) وفات نامہ حضرت رسالت پناہ صلعم

مصنف کا نام معلوم نہیں۔ سنِ تصنیف خود مصنف نے ۱۱۱۱ھ بتلایا ہے۔

ہوا نسخہ یہ ہجرت بعد سارا
ہوا برس اک گیارہ پر گیارہ
دیا توفیق اپنے فیض سے رب
کیا اس پرسے میں نصیر مرتب
الٰہی جو لکھا یہ خط یہ

Marfat.com

عطا دیدار کر تیسرا سراسر

رسالہ منظوم دکھنی زبان میں ہے اس میں آنحضرت کی ہجرت کے بعد سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

آغاز

بیان اول کروں حمد خدا میں
زبان اوپر اس کی ابتدا میں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

. . . .

ہر ایک دکھنی زبان پڑھ کو بوجھے
نہ وہ محتاج کس کا آپ بوجھے

خاتمہ میں مصنف نے رسالہ کی کل ابیات کی تعداد ۲۲۲ بتائی ہے

یو بیتاں ہیں دو صد بیست دو ہیں

خاتمہ

الٰہی بحق نبی کریم کو
بخش محمد کی امت کوں تو رحیم

تمت تمام شد کار من نظام شد

تحریر بہلول خاں ہی کی ہے۔ لیکن دوسرے تمام رسالوں کے برخلاف یہاں کاتب نے ترقیمہ نہیں چھوڑا۔

(۵)۔ **وفات نامہ خاتون جنت** (ورق ۱۲۱ ب سے ۱۲۵ ب تک)

اس رسالے میں حضرت خاتون جنت کی وفات کے حالات

Marfat.com

درج ہیں۔ اس کا سال تصنیف ۱۲۲۴ھ ہے

آغاز

کیا ابتدا میں بنام خدا
کہ مارے جلاوے وہ پالے سدا
محمد نبی سید المرسلیں
حبیب خدا رحمت العالمین

خاتمہ

الٰہی دعا کو تو کرنا قبول
ز برکت محمد و آل رسول
محمد ترے چار یاراں امام
دگر پنجتن پاک عالی مقام

(۶) کنز المسائل۔ (ورق ۱۲۶ الف سے ۱۳۴ ب تک) مصنف کا نام اور حال کچھ نہیں ملتا۔

کتاب کا موضوع فقہ کے مسائل ہیں۔ کتاب ۲۹ محرم ۱۲۶۵ھ کی لکھی ہوئی ہے۔

آغاز

خدا کی ثنا اور صفت کہہ تمام
کہوں میں نبی پر درود و سلام
صفت پھر کروں میں آل و اصحاب کی
کہ تابع ہیں ان کے سبھی امتی

خاتمہ

نظر جب کرے تو کے یہ قصہ مختصر

Marfat.com

دعا سے اس عاجز کے تئیں یاد کر
سخن کر ھوا میرا سراپا خطا
بزرگوں سے ہے چشم لطف وعطا
کیا میں نے اس مختصر کو تمام
محمد نبی پر درود وسلام

(۷)۔ **احکام الصلواۃ** (ورق ۱۳۵ ا سے ۱۴۲ ب تک) یہ کتاب غرہ صفر ۱۲۶۵ھ کو لکھی گئی ہے۔

آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا نام شیخ صاحب تھا۔

کیا شیخ صاحب فرض کا بیان
مسلمان مومن پر ہوئے عیاں

آغاز حمد سے ہوتا ہے جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں۔

اول حمد بولوں بنام خدا
ثنا اور صفت اسکی کرنا ادا
ثنا اور صفت سوں او ہے غنی
سزا وار اس کو یو کبر وسنی

اس کے بعد مسائل شروع ہوئے ہیں۔

(۸) **معراج نامہ**۔ (ورق ۱۴۴ ب سے ۱۴۶ ب تک) گزشتہ رسالوں کے کاتب بہلول خاں ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ ہے اور سید بلاقی کا تصنیف کردہ۔

سنہ تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کا سنہ کتابت ۱۲۶۵ھ ہے اور ریل ابیات سے ظاہر ہوتا ہے جو بہلول خاں نے ترقیمہ میں اپنی عادت

Marfat.com

کے خلاف صرف اس رسالے کے آخر میں موزوں کئے ہیں۔

ان میں کاتب کا نام سکونت اس شخص کا نام جس کے لئے یہ کتابت سرانجام پائی اور سن کتابت تمام امور نظم میں لکھے ہیں جس کی آخری بیت یہ ہے۔

کہ سن یہ اس کا تمہیں دیکھ لو
یکہزار دو سو پینسٹھ ہجری کہو

کتاب کا موضوع معراج ہے۔ آغاز حمد (تاریف باری تعالی) سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد معراج کے تمام واقعات فرداً فرداً بیان کئے گئے ہیں اس واقعہ کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمام اصحاب سے رات کا واقعہ بیان فرمایا تو اس وقت ایک یہودی بھی اس کو کھڑا سن رہا تھا۔ اس نے آنحضرت کی تکذیب کی اور گھر چلا گیا۔ اس پر خدا نے اس کو معراج کی حقیقت سمجھائی چاہی۔ چنانچہ جب وہ پانی لینے دریا پر گیا گھڑا کنارے رکھکر غسل کرنے کے لئے پانی میں غوطہ لگا کر نکلتا ہے تو اپنے آپ کو ایک مہجبین عورت کی شکل میں پاتا ہے ایک مرو زبردستی اس کو پکڑ کر اپنے مکان لے جاتا ہے۔ عرصہ تک یہ دونو ایکجا رہتے ہیں یہودی کو مرد کے بطن سے (۷) لڑکے بھی پیدا ہوے ہیں۔ اس کے بعد ایک روز اس کو پھر دریا پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ نہاتا ہے۔ اور غوطہ لگاتے ہی مرد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فوراً گھڑا لیکر مکان کی طرف جاتا ہے۔ گھر پہنچتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عورت مچھلی دھونے بیٹھی تھی ویسی ہی بیٹھی ہوئی اس کے دیر تک واپس ہونے پر پریشانی کے آنسو بہا رہی ہے وہ حیران ہوا۔ اپنے واقعات لوگوں کو سنائے اور سب نے اس کو بیوقوف بنایا آخر کار چپکا ہو رہا۔ اور حضرت رسول انور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

آغاز

اول نام اللہ سو بولوں احد
ثنا و صفت اسکی ہے بے عدد
ثنا اس اوپر نت سزا وار ہے
کرنہار قدرت میں کرہار ہے

خاتمہ

جو سید بلاقی نبی کا غلام
قصہ یو کیاں میں لطف سوں تمام

"معراج نامہ" کے تین مخطوطے کتب خانہ جات شاہان اودھ میں موجود تھے جن میں سے ایک توپخانہ میں تھا اور دو موتی محل میں (ملاحظہ ہو فہرست مرتبہ اسپرنگر ص۶۰۲)

(۹) نور نامہ

یہ رسالہ حضرت شاہ عنایت کی تصنیف ہے جو نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کے معاصر تھے آپ بلند پایۂ درویش تھے۔ لیکن وضع عام درویشوں سے نرالی تھی۔ ٹاٹ کا جبہ پہنتے تھے جس وجہ سے "ٹاٹ شاہ" نام پڑ گیا تھا لوگ آپ کے بڑے معتقد تھے آپ کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ ملجاتا اس کو غریبوں اور مسکینوں میں بانٹ دیتے۔

علم ظاہری سے زیادہ علوم باطنی میں دستگاہ کامل حاصل تھی جب آپ اورنگ آباد تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے جید عالم مولنا قمرالدین آپ کے معتقد ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۱۵۵ میں ہوا[۱] اس رسالہ کی

[۱] محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ جلد اول۔ ص۵۹۲ اور "تاریخ گلزار آصفیہ" ص۲۵۳۔

Marfat.com

تصنیف کا حال خود مصنف نے سنہ ۱۱۱۱ ہجری بتایا ہے اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ کسی زبان کے رسالے کا ترجمہ ہے [illegible] تھا۔

رسالہ کا موضوع نور آنحضرت صلعم ہے جس قدر دور گزرے ہیں انکی تفصیل ہے۔ آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد "حکایت وحی" کے عنوان کے تحت بتلایا ہے کہ ایک روز [illegible] آنحضرت کی گفتگو ہوئی جبرئیل علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ [illegible] ہوئی آنحضرت کے دندان مبارک کی تعریف کے بعد [illegible] "نور نامہ" کی اہمیت بتلائی گئی ہے۔

آغاز

الٰہی [illegible] کردگار تواں
[illegible] قدرت سوں [illegible]

خاتمہ

[illegible] نور نامہ [illegible]
[illegible] سر بسر
[illegible] عنایت و ثنا
[illegible] پناہ
[illegible] شاہ ہے
[illegible] اولاد ہے
[illegible] نور نامہ [illegible]
[illegible] علیہ السلام
کہ [illegible] ایک صد

Marfat.com

تھی ایکبارا اتھے سال ہوا ہے یوتد
ہزاراں درروداں ہزاراں سلام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ سے اس رسالے کی کتابت کی تاریخ ۱۹ ماہ صفر ۱۲۶۵ھ معلوم ہوتی ہے۔

(۱۲) ہدایت الہندی (۴ / ۱۱)

اوراق ۱۰۷ سطور ۱۳ تقطیع ۳/۴ ۸ × ۶ نستعلیق شکستہ آمیز
خط ابتدائی اوراق غائب ہیں ولایتی رنگین کاغذ نساخ
سید مبارک حسین ساکن ترچناپلی سنہ تحریر ۱۲۶۱ھ

یہ مثنوی دکھنی زبان میں مسائل فقہ پر لکھی گئی ہے۔ اگلے کچھ اوراق غائب ہیں۔ آغاز اس بیت سے ہوتا ہے۔

نہ قد ہور صورت نہ شکل و شبی
نہ کہنہ نوا کوئی نہیں اس کبھی
نہ دبلا نہ موٹا نہ کوتاہ دراز
نہ جوہر مرکب نہ جسم و فراز
نہ نیست ہودیگا نہ جوڑا نہ تول
مثال اسکا کس بہانت میں ناتول

غالباً مفقود اوراق میں مصنف نے کتاب کی تالیف کا سبب خود اپنا نام اور دیگر امور بیان کئے ہوں گے۔ موجودہ اوراق میں کہیں ان امور کا

Marfat.com

پتہ نہیں چلتا۔ آخر میں بھی خاتمہ کتاب کا عنوان نہیں ہے جس سے متعلقہ امور کچھ روشنی پڑسکتی۔

خاتمہ

دے صبر اور شکر کوں لے آئیکے
تو یادیکا عزلت میں جو یوں منکے

اصل کتاب کے خاتمہ پر ترقیمہ میں کتاب کے متعلق جو کچھ بھی موجود ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

"لکھی گئی یہ کتاب مسمی" ہدایت الہندی" واسطے مرتضی خاں
صاحب کے اور راقم اس کا سید مبارک ساکن ترچناپلی
اور تمام پائی یہ کتاب فی التاریخ دوسری ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۱ھ
نبوی صلعم

آخر میں چند اوراق پر ایک اور رسالہ عربی زبان میں کلمات طیبات نماز روزہ پر لکھا ہے۔

Marfat.com

(۲)

تصوّف

(۱۴) باغ ارم ۔(۶ب ۱)

اوراق ۲۰۹ سطور ۱۱ تقطیع ½ ۸ × ½ ۵ نستعلیق شکستہ آمیز خط کاغذ دیسی غالباً مصنف ہی کی تحریر ہے۔

ترقیمہ میں صرف اس قدر لکھا ہے۔

بفضلِ تعالیٰ حسن اتمام یافت

بتاریخ دوازدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۶۰ھ

یہ مثنوی مستعان علی کی تصنیف ہے جن کا تخلص مستعان ہے۔اس کا اظہار خود مصنف نے ایک شعر میں کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ میں صدیقی النسل ہوں ۔اور میرے جد جد شاہ علاء الدین تھے ۔

بہر نام مصطفیٰ و آل پاک
مستعان کو بخش دے مت کر ہلاک
شاہ علاء الدین میرے جد جد
تھی فقیروں میں جیسے تیری مدد

Marfat.com

تاریخ تصنیف ۱۲۴۴ھ ابتلائی ہے۔

نام اس کا میں رکھا باغ ارم
رکھ مدام اس کو خدایا محترم
سال بھی اس نام سے ہے آشکار
یکہزار دو صد چہل و چہار

یہ مثنوی مولوی جلال الدین رومی کی مثنوی کا اقتباس اور ترجمہ ہے جو ۱۲۴۴ھ میں شروع ہو کر ۱۲۶۰ھ میں اختتام کو پہنچا۔

کتاب فہرست حمد و نعت اور سبب تالیف کے ابواب کے علاوہ کل ۱۲۵ حصوں پر منقسم ہے۔ جس میں مثنوی کے چھے دفتروں کا منتخب ترجمہ ہے

ترجمے کی اس کی میں ڈالا اساس
حاصل اس کا کر نصیحت اقتباس

آغاز

حمد کیا کوئی زباں پر لا سکے
بے نشاں کا کیا نشاں بتلا سکے
ممکنات حادث ناستقیم
پائیں کیوں واجب کے اسرار قدیم
ہے منزہ ذات پاک ذوالجلال
نارسا اس کنہ میں وہم و خیال

خاتمہ

ختم تیرے نام پہ ہے یہ کتاب
اے خدائے مستعان و مستطاب

Marfat.com

ترقیمہ

بفضل تعالیٰ حسن اتمام یافت
بتاریخ دوازدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۶ھ

(۱۵)۔ رسالہ پنج گنج اور رسالہ ذکر جلی (۶ ب ۲)

اوراق ۲۰۔ سطور ۱۵۔ تقطیع ۳/۴ ۷ × ۱/۲ ۵ نستعلیق خط دیسی کاغذ (دونوں رسالے ایک ہی خط میں اس طرح لکھے ہوئے ہیں کہ ایک کے ختم ہوتے ہی (ورق ۴ ب کے آخر سے) دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔

(۱)۔ رسالہ پنج گنج (ورق ۱ الف سے ۴ ب تک)۔

یہ رسالہ منظوم ہے۔ اور شاہ برہان الدین جانم کے ارشادات پر مشتمل ہے۔ شاہ برہان الدین جانم دکن میں مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے والد شاہ میراں جی شمس العشاق تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ اندوز ہونیکے بعد والد ہی سے بیعت حاصل کی۔ مشہور رہے کہ آپ بیحد خوش خلق حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔ تصوف و سلوک میں متعدد رسائل آپ کی تصنیفات سے بتلائے جاتے ہیں۔ غالباً آپکے کسی مرید نے آپکے ارشادات کو اس رسالے کی شکل میں جمع کیا ہے۔ ۹۹۰ھ پندرہ تاریخ ماہ جمادی الثانی کو انتقال کیا اور والد کے گنبد (بیجاپور) میں دفن ہیں[1]۔

---

[1] محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن مصنفہ عبدالجبار خاں صوفی ملکاپوری (۱۳۳۱ھ) ص ۲۰۶

Marfat.com

پنج گنج نظم میں ہے۔ اور اسی نام کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ رسالہ (۱)
حمد باری تعالیٰ (۲) نعت (۳) آغاز کتاب پنج گنج (۴) ذکر اللسان تعلقہ ذکر الروحی
اور (۵) مشاہدہ کے پانچ عنوانات پر مشتمل ہے۔ شروع میں ناصیہ ورق ۱ پر "خواجہ
معین الدین چشتی ہندالولی عطائے رسول" اور پھر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" مرقوم ہے
آغاز

بنام خداوند نام خدا
سرا کر کہوں میں دمے دم سدا
عجب اسم او فرخ فرخند ہے
جو کوئی اس کا ذاکر سواو زند ہے

آغاز کتاب کے عنوان کے آخری اشعار یہ ہیں۔

یو پنج گنج غایت کرے رنج اللہ
بفضل محمد رسالت پناہ
دکن کے جو ہیں پیر شاہ برہان
کہے دو ذرا سوں ہر انک کو بیان
مکن وجہہ اوّل توں یوں جانئے
دوم وجہہ نرگس کیرا دھیان لے

ترقیمہ

بفضل النبی علیہ السلام
یو پنجہ گنج کا یہاں ہوا اختتام
تمت تمام شد

(۲) ذکر جلی (ورق ۳ ب سے شروع

Marfat.com

یہ رسالہ بھی تصوف پر مگر نثر میں ہے۔

اللہ محمدؐ کے راز رموز کیاں باتاں کسی
نامحرم کی اگے نا بولنا اگر بولیا تو کافر
ہویگا سنیکا سو دیوانہ ہویگا کسی کوں
سنا کر دیوانہ نہ کرنا ہور اپے بولکر کافر
نہ ہونا۔ اوّل طالب سوں یوں شرط
کرنا بعد از اسکوں ارشاد بولنا
نظم (آگے مختصر سی نظم ہے)

خاتمہ

اے بار خدایا ارادت کر مجہپر تا کہ تیری احد
ذات مین فنا ہوں۔ اس سات شغل
سوں عارف الوجود کوں خدا کے حوالے
کرے تا کہ اس میں شیطان داخل نہ ہوے
انشاء اللہ تعالیٰ تمت تمام شد

اسکے اختتام کے بعد ورق ۲۰ ل پر چند ابیات فارسی اور دکھنی زبان میں درج ہیں۔

(۱۶) پنچی باچھا (۶ ب ۳)

اوراق ۱۵، سطور ۱۳، تقطیع ۸ × ۵ نستعلیق شکستہ آمیز خط
آخر ناقص۔ ناسخ کے نام اور سن کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔

Marfat.com

پروفیسر گارسان دتاسی کے قول کے مطابق اس کا سن تصنیف ۱۱۴۹ھ ہے۔ ببلوتھک ڈر مارگن لیانڈش کیشل شافٹ میں اس کا جو نسخہ محفوظ ہے۔ اس سے اس کا سن تصنیف ۱۱۱۵ھ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اکثر نسخوں سے ۱۱۴۶ھ سال تصنیف معلوم ہوتا ہے۔ جس کا پتہ ان کے آخری شعر سے چلتا ہے۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب
تب ہوا میزان کیا خاصا کتاب

انڈیا آفس کے کتب خانہ میں اس کا جو نسخہ موجود ہے اس میں دوسرا مصرع یوں ہے۔

تب ہوا میزان میں یو خاصا کتاب

جس سے ۱۱۲۱ھ تاریخ تصنیف نکلتی ہے (کٹلاگ آف دی ہندوستانی مینو سکرپٹس صہ ۶۳ نمبرا ۱۲۱) یہ تاریخ "یو خاصا کتاب" سے نکلتی ہے لیکن بعض مخطوطات میں اس کی جگہ "کیا خاصا کتاب" بھی لکھا ہے جس سے ۱۱۵۶ھ سن نکلتا ہے۔

اس کے مصنف کا نام شیخ وجیہہ الدین وجدی ہے جو کرنول کے باشندے تھے صوفیانہ مشرب رکھتے تھے دکھنی میں کئی مثنویوں کے مصنف ہیں۔

(۱)۔ مثنوی باغ جانفزا (۱۱۴۵ھ) جو قیام دھارور کے زمانہ میں اپنے ایک صوفی منش دوست عبدالقدوس کے مرشد صادق کی فرمائش پر ایک دلچسپ افسانہ کو نظم دکھنی کا جامہ پہنا کر لکھی گئی۔

(۲)۔ مثنوی تحفہ عاشقاں (۱۱۵۲ھ) شیخ فرید الدین عطار کی مثنوی "گل و ہرمز" کا ترجمہ ہے جو "خسرو نامہ" یا "خسرو گل" کے نام سے مشہور ہے

پروفیسر بلوم ہارٹ نے ریو اور ایتھے کے حوالے سے "پنچھی باچھا" کے مصنف کا تخلص ضعیف بتلایا ہے۔ جس کی سند میں وہ مثنوی مذکور کا یہ شعر

Marfat.com

پیش کرتے ہیں۔

جی موافق فہم اپنے کے ضعیف
اس کتاب خاصہ کا نظم تعریف

یہاں پروفیسر بلوم ہارٹ کو سہو ہو گیا ہے۔ دراصل ضعیف اس جگہ فہم کی صفت آئی ہے۔ جو ذیل کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

تھا دلے جیوں فارسی میں یو کلام
کم سمجھ سکتے تھے اس کو خاص و عام
گرچہ میں بھی کچھ نہیں معنی شناس
کان مجھے اس کے سمجھنے کا قیاس
لیکن اس کے دیکھکر دلچسپ بول
یک بیک یو دل منے آیا کلول
جو موافق فہم اپنے کے ضعیف
اس کتاب خاص کا نظم تعریف
قصد کر دکھنی زبان میں لیکھے آؤں
تا رہے دنیا منے میرا بھی ناؤں

(جی "کی جگہ جو" اور "خاصا" کی جگہ خاص" کتابت کے اختلافات ہیں)۔

اس مخطوطے میں خاتمہ کتاب کے عنوان سے بالکل پہلے اور سکندر بادشاہ کی حکایت کے آخری شعر میں مصنف کتاب کا نام "بنجی باچھا" بتلاتا ہے۔

(ورق ۱۵۰ ب)

خاتمہ کے عنوان کے تحت بالکل پہلے ہی شعر میں مصنف اپنا تخلص

Marfat.com

وجدی بتلاتا ہے۔

شکر کر وجدی کہ بر وجہ صواب
ختم ہوئی توفیق حق سوں یہ کتاب

یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ مطبع حیدری کا ۱۲۸۴ھ میں چھپا ہوا نسخہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں مصنف کا نام وجیہ الدین لکھا ہے۔ "پنچی باچھا" شیخ فرید الدین عطار ہی کی مثنوی "منطق الطیر" کا ترجمہ ہے۔

اے پنچی پیارے سخن آغاز کر
حمد سوں حق کے بلند آواز کر
شوق سوں ایسا اچایا یک چہچہا۔
جی رہے تر لوک کا عالم لو بھا

خاتمہ

کا ایک ورق غائب ہے۔ کتاب یکایک اس شعر پر ختم ہو جاتی ہے۔

لیکن اس کے دیکھکر دل سوں یو بول
یکبیک یوں دل منے آیا کلول

دوسرے نسخوں میں اس کے بعد اور چار شعر یہ لکھے ہوئے ہیں۔

جیو موافق فہم اپنے کے ضعیف
اس کتاب خاص کا نظم شریف
قصد کر دکھنی زباں میں لیائے آؤں
تا رہے دنیا منے میرا بھی ناؤں
اس منے یا رب میرا ہوتا ہے کام
شکر ہے جو ہوئی پنچی باچھا تمام

Marfat.com

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب
تب ہوا میزان میں یہ خاصا کتاب

پنچھی باچھا کے مختلف نسخے عام طور سے ملتے ہیں اس کا ایک ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ (حیدرآباد دکن) میں بھی موجود ہے۔ (جلد دوم ص ۱۲۸۲ نمبر ۹۴) اور ایک نسخہ انڈیا آفس میں (بلوم ہارٹ ۱۲۱)

(۱۷) جذبات محمدی (۶ ب ۴۱)

اوراق ۲۲۱۔ سطور ۱۴۔ ۱۵ تقطیع ½ ۸ × ¾ ۵ خوشخط نستعلیق خط کرم خوردہ۔ کاغذ دیسی کاتب محمد یوسف تحریر در ماہ شعبان المعظم بتاریخ بست و ہفدہم شہر مذکور ۱۲۲۹ ہجری سرخی کیلیے ایک سطر کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔

مصنف کا صرف تخلص ندا معلوم ہوتا ہے فن تصوف میں دکھنی مثنوی ہے۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

حمد حق بس یہی ہے کھول زبان
بسم اللہ رحیم ہے رحمان
کس کا مقدور حمد بول سکے
آنکھ اس پر کھول سکے

خاتمہ

کرے طالب جو اس کتاب کی سیر

Marfat.com

چاہو اللہ سے خاتمہ بالخیر

ترقیمہ

ایک کتاب خدمات محمدی در ماہ شعبان المعظم
بتاریخ بست و ہفتم شہر مذکور ۱۲۹۶ھ تحریر یافت

(۸) حبل الورید (۶ ب ۵)

اوراق ۴۳ ، سطور ۱۵ ، تقطیع ۲/۱ ۱۲ × ۲/۱ ، نستعلیق خط
کاغذ نفیس رنگین ولایتی ۔ کاتب وزیر علی سال تحریر ...

اس کے ساتھ مزید ۵ رسالے فن تصوف کے فارسی زبان میں ... ایک جلد میں شامل موجود ہیں ۔ یہ سب ایک ہی قسم کے ... نے لکھے ہوئے ہیں ۔ دیگر پانچ رسالوں کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱) عقائد صوفیہ (۲) مدائح حضرت الشاہ فتح اللہ (۳) رسالہ ...
(۴) مراۃ الوجود از محمد بن نور النقی الجعفری الشیرازی (۵) ...
شیخ موسیٰ بن شیخ داود ۔

سوائے ایک رسالہ کے باقی کسی میں کاتب کا ... نہیں ملتا ۔ پہلے رسالہ کی تاریخ تحریر ۱۲ رجب ... قریب ہی زمانہ میں لکھے گئے ہوں گے ۔ کاتب کا نام ... ہے ۔

حبل الورید کے مصنف کا پتہ نہیں چلتا اس ... صرف اس قدر لکھا ہوا ہے کہ : " ایک خاندان آوارہ ...

Marfat.com

کا مرید ہے" اور یہ رسالہ آپ ہی کی ارشاد کی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔

رسالہ سلوک اور معرفت کے اعلیٰ رموز اور نکات کا مخزن ہے۔ جابجا لوح یا نقشوں کے ذریعہ مطلب کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس قسم کے (٩) نقشے موجود ہیں۔

آغاز

"عرض کرتا ہے بندہ ذلیل خاک راہ۔ اہل سلوک حق خوشہ چین علوم محققان بزم ہدایت ہادی مطلق۔ بندۂ بارگاہ مولانا و مرشدنا و ہادینا حضرت پیر دستگیر چشتی نظامی سلیمانی سلمہ تعالیٰ علیٰ روس الخادمین"

خاتمہ

"اب سالک واصل خدا ہے۔ اور عبد اللہ بنا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ سب بھائی مسلمانوں کو یہ توفیق عنایت فرمائے۔ آمین رب العالمین۔ تمت تمام شد

(١٩) - خیالات صاول (٦٩ ب)

اوراق ٩٢۔ سطور ١٧۔ تقطیع ½٦ × ٦ نستعلیق خط تحریر ہشتم شہر جمادی الاول روز سہ شنبہ ١٢٦٧ھ ساخ جمعدار میر عابد علی مرید مصنف۔ سالہ سال تصنیف کتاب ١٢٣٢ھ

Marfat.com

مقام تحریر شہر بنگلور

سلوک و معرفت میں شاہ امیرالدین قادری کی مثنوی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی تجویز مثنوی معنوی کی تقلید میں کئی دفتر لکھنے کی تھی لیکن صرف یک دفتر (دفتر اول) باقی ہے۔ جو مکمل ہے۔ آخر ورق پر مصنف لکھتا ہے۔

ختم کرکے دفتر اوّل رکھا
جب قلم اس راہ میں لکھنے سے تھکا
اور جو کچھ ہے میرے دل میں نہاں
پھر خدا چاہے تو بولوں کا عیاں

مصنف نے تاریخ تصنیف کا بھی ایک شعر میں ذکر کیا ہے۔

بست پر تھے چار بارہ سو برس
جب اٹھی تھی دل میں میرے یہ ہوس

آغاز

اس مثنوی کا آغاز اسی دور کی اکثر کتابوں کے برخلاف راست مبحث سے ہوتا ہے۔ تصوف اور اخلاق کے نکات کے درمیاں کہیں کہیں برجستہ حکایات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اے بدیسی جیوڑے کچھ بات بول
بات کی کنجی سے دل کا قفل کھول
تاکٹے یہ رین کالی سن کے بات
بن کہانی کیوں کٹے تنہا یہ رات

"جیوڑے" کا جواب اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ وہ اپنی کہانی بیان کرتا ہے کہ کس طرح نیستی سے وہ عالم وجود میں آیا۔ اور دنیا کے جھگڑوں

Marfat.com

میں بیعت کر لیا۔

خاتمہ

اور جو کچھ ہے میرے دل میں نہاں
گر خدا چاہے تو بولوں گا عیاں
ورنہ رکھنا بھیک میرے ہاتھ پر
تمہ دعا کی ختم ہے اس بات پر

ترقیمہ

بفضل اللہ تعالیٰ جل شانہ دفتر اول خیالات وصال کہ از تصنیف مرشدی مولانا شاہ امیر الدین قادری قدسنا اللہ تعالیٰ با سرار جمہور افاض علینا من برکاتہم۔ ساکن احمد نگر و از رحمہا اللہ تعالیٰ بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاول بروز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶ ہجری بمقام بنگلور از دست عاصی پر معاصی جمعدار میر عابد علی نوشتہ شد۔

(۲۰)۔ رسالہ قادریہ (۶ ب ۷)

اور

دیگر رسائل

اوراق ۷۲۔ سطور ۱۵۔ تقطیع ۱۳ × ۶ ½ خط خوبصورت نستعلیق چکنے ولایتی کاغذ پر۔ لوح سرخی کے بخصوصیت سے چار نثری رسالوں کا مجموعہ ہے۔ جو ایک ہی طرز اور خط میں

Marfat.com

لکھے گئے ہیں۔ ان کے مصنفین بھی جدا جدا ہیں مصنف کے نام یا کاتب کا پتہ ہر رسالہ سے نہیں چلتا۔ عام مخطوطوں کے برعکس ان میں سے کسی میں بھی ترقیمہ نہیں ہے۔ اس لئے سن کتابت درج نہیں۔ ایک رسالہ میں "من لگن" کے کچھ شعر نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ من لگن کے بعد کی تصنیف ہے۔ "من لگن" ۱۲۱۱ھ کی تصنیف ہے۔ ہر رسالے کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) رسالہ قادریہ: پہلا رسالہ اسی نام سے موسوم ہے۔ اس کی سرخی ہے "یہ رسالہ قادریہ حضرت دادا مرشد سید محمد شاہ میر قدس سرہ' بیان میں تعلیمات کے جو موافق بعض اصطلاح قادریہ کے فرمائے ہیں"

اس عبارت سے صرف اس قدر پتہ چل سکتا ہے کہ یہ رسالہ سید محمد شاہ میر کے ارشادات سے ہے۔ چونکہ بعض رسالے اس قسم کے بھی دستیاب ہو سکتے ہیں جن میں مرشدین کے اقوال و ارشاد کو مریدین نے اپنے طور پر ترتیب دیا ہے اس لئے یہ صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ رسالہ خود حضرت سید محمد شاہ میر کا ہے یا ان کے مریدین میں سے کسی ایک کا

آغاز

"ثنا اور شکر سزاوار اس خدا کو جو انسان کو اپنی ذات و صفات کی معرفت سے مشرف کیا۔ اور اپنی توحید اور یگانگی کی خدمت عطا کیا"

اصل مبحث کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"اوّل فرض بندہ مکلف پر ایمان ہے۔ اور ایمان کلمہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی کلمہ میں بیان خدا کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کا ہے"

خاتمہ

Marfat.com

معنی ششم در شریعت لا معبود الا اللہ در حقیقت لا مقصود الا اللہ
در معرفت لا موجود الا اللہ

تمام شد (ورق ۱۷ ا)

(۲) دوسرے رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام آنکہ او نامے ندارد
بہر نامے کہ خوانی سر برارد

یعنی ابتدا اس کے نام سے ہے جو ایک نام نہیں رکھتا۔ بلکہ جس نام سے تو اسے بلا دیگا سر اٹھا دیگا۔ یعنے جواب دیگا۔

بیاں اس میں ہے پیراں کے ادب کا
مریداں کے سعادت کے کسب کا

یہی کتاب کا موضوع بھی ہے۔

خاتمہ

یعنی جس وقت جس حال میں کہ قبر میں ہے مجلس میں بھی ہے اور اعلیٰ علیین میں بھی ہے اوراب سوائے اس کے بہت ہے لیکن اتنے بھی مرید کو کافی ہیں۔ والسلام

(ورق ۲۸ ب)

اس رسالے کی اہمیت زیادہ تر یہ ہے کہ اس میں مصنف نے حضرت خواجہ بندہ نواز کی کتاب "خاتم کتاب" حضرت شیخ محمد کی کتاب "بحر الاسرار" حضرت شیخ نصیر الدین کی کتاب "ملفوظ" اور شاہ اشرف جہاں گیر سمنانی کی کتاب "لطائف اشرف" کے جابجا حوالے دیے ہیں۔

Marfat.com

(۳)۔ رسالے کی سُرخی ہے۔

"رسالہ مرشدنا حضرت سید جلال الدین المتخلص با کمل مدظلہ العالی مقصود السالکین ۔ من تصنیف معز الیہ مدظلہ العالی رب یسر وتمم بالخیر و بہ نستعین

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کے مصنف حضرت سید جلال الدین ہیں اس کا موضوع بھی تصوف ہے۔ ابتدا منظوم حمد سے ہوتی ہے۔

کروں حمد خدا یہ دم ہے کہاں
یہ لب و لہجہ اور فہم ہے کہاں
کس طرح یہ ثنا رقم ہونا
دست اور لوح اور قلم ہے کہاں

حمد کے بعد منظوم مناجات بدرگاہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے اور پھر اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

"اے طالبو تم جو سیر کرنے والے سیر الی اللہ اور فی اللہ اور باللہ اور مع اللہ کے ہیں واسطے سالکان راہ حق کے اور طالبان دیدار مطلق کے پانچ راہ چار منزل، ہر ایک مقام مقرر کئے ہیں"

ورق ۳۲ ب کے حاشیہ پر کمال الدین چشتی کے یہ شعر نقل کئے ہوئے ہیں۔

تو اپنے یار کا جب ہوئے یار البتہ
تو یار ہوئے تیرا دوستدار البتہ
اگر ہوس ہے جو مذکور ہوئے ایذاکر
خدا کی یاد میں خود کو بسار البتہ
مراد بعد سے غفلت ہے ورنہ یوستہ (ہے)

Marfat.com

ہے تجھ سے یار تیرا ہمکنار البتہ

ورق ۳۸ اِ پر حضرت مرشد علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ عنوان سے یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔

جن کو اہل شہود کہتے ہیں
ذات یک دو وجود کہتے ہیں
ذات تو دو ہیں مگر ایک وجود
یک ہے وہ وجود خدا کا ہے وجود

ورق ۳۹ ب اور ۴۵ اِ و ب کے حاشیہ میں اردو نظم اور نثر سے اصل مطلب کی توضیح کی گئی ہے۔

ورق ۵۳ و ۵۴ اِ و ب پر ایک "مثنوی" اختلافات آں کہ دراصل یک است مسئلہ کے ہر شئے مطلق" کے عنوان سے لکھی گئی ہے جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

میں شہنشاہ ہوں اور میں درویش
میں ہوں دلشاد اور میں دلریش
میں سکندر ہوں اور میں دارا
میرا محکوم ہے جہاں سارا

ورق ۵۶ اِ پر "من لگن" کی تین ابیات مرقوم ہیں۔

خاتمہ

جو اول تھا وہ آخر ہوا یعنے اس دائرے میں جو ذات کے مذکور ہوا اول عقل کل ہے عین آخر کا جو انسان ہے ہوا یعنے حقیقت عقل کل صورت سے انسان کے تمام ہوئی اور

Marfat.com

مظہر اور ظاہر ایک ہوا اور نقطہ آخر ساتھ اول کے متصل ہوا
اور کمال تمام بیچ پیدائش انسان کامل کے ظاہر ہوا

---

(۴) رسالہ - اس کا آغاز یوں ہوا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے لوح و قلم
جس سے پائے نمود نقش عدم
اس کو کہتے ہیں احمد بے میم
جس کی درگہ ہے واجب التعظیم

اس منظوم حمد کے بعد سے نثر شروع ہوتی ہے - ورق ۷۰ الف پر "یعنی عربی بیت کے یہ دکھنی بولا گیا ہے" کی سرخی کے تحت مصنف نے اپنی عربی بیت اور اس کا اردو ترجمہ شعر ہی میں لکھا ہے -

اکملا ان کنت محتاج الذلیل
حسبک اللہ نعم الوکیل

گرچہ اے اکمل ہے تو محتاج و ذلیل
بس ہے تیرے تئیں اللہ غنی نیک وکیل

اس کے بعد ہی یہ تحریر ہے -

بہ طفیل محمد عربی
ختم پایا رسالہ درقی
عربی سے تھا ایک ورق یہ تمام

Marfat.com

ہوا ہندی میں اتنا طول کلام

آگے مزید چار اشعار کے بعد مناجات شروع ہوتی ہے جو ورق ۱۷ ب کے وسط میں ختم ہو جاتی ہے۔

ورق ۴۷ الف کی تیسری سطر سے "دعوت اسمائے حسنیٰ" فارسی میں شروع ہوئے ہیں۔ اور اسی پر رسالہ ختم ہوتا ہے۔

اوپر گزرے ہوئے اشعار سے یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ غالباً یہ رسالہ کسی عربی رسالے کا ترجمہ ہے۔

آخری عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ
العظیم من کل عرق ومن شر حر النار۔

رواہ ترمذی (ورق ۵۷ الف)

(۲۱) من لگن (۶ ب ۸)

اوراق ۹۵ سطور ۱۴-۱۷، تقطیع $\frac{۳}{۴}$ ۷ × $\frac{۳}{۴}$ ۴ دو طرح کے خط میں۔ اگلا حصہ نسخ میں ہے۔ اور آخری نستعلیق میں سنہ کتابت غالباً ۱۱۲۱ھ کاتب حسین صاحب و غلام احمد ولد غلام محمد حسین

مثنوی "من لگن" کے مصنف دکن کے ایک مشہور صوفی بزرگ قاضی محمد محمود بحری ہیں۔ ان کا نام قاضی محمود ہے۔ مگر بحری کے لقب سے مشہور تھے۔

Marfat.com

ان کے والد کا نام بحر الدین تھا اور لوگوں میں ''قاضی دریا'' کے لقب سے مشہور تھے۔ ترقیمہ کی عبارت سے جس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ محمود بحری قصبہ گوگی کے متوطن تھے جو نصرت آباد کے مضافات میں واقع ہے۔ ان کی ولادت یہیں ہوئی اور ۱۰۹۵ھ تک یہاں رہنے کے بعد بیجاپور چلے گئے تھے یہاں سکندر عادل شاہ (۱۰۸۳ھ ۔ ۹۷) کے دربار سے تعلق ہو گیا۔ ان کے پہنچنے کے دو سال بعد ہی بیجاپور کی سلطنت تباہ ہو گئی یہ ۱۰۹۷ھ میں حیدرآباد چلے آئے۔ فارسی اور اردو میں ان کی متعدد تصنیفات مثنویوں غزلوں رباعیوں اور قصائد پر مشتمل تھیں۔ جو بیجاپور سے حیدرآباد کے سفر کے دوران میں قزاقوں کے حملہ سے تباہ ہو گئیں۔ ''من لگن'' کا ترجمہ مصنف نے فارسی میں بھی ''عروس عرفان[1]'' کے نام سے کیا تھا۔ اس کے خاتمے میں اپنے واقعات خود بحری نے بیان کئے ہیں۔ اس مخطوطے میں ان کی تصنیفات سے کچھ اجزا باقی رہ گئے ہیں جن کا تفصیلی ذکر نیچے آئیگا۔

مثنوی ''من لگن'' شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں تصنیف ہوئی تھی چنانچہ اس کے ابتدائی حصہ میں ایک باضابطہ عنوان عالمگیر کی مدح میں تمام کیا گیا ہے۔ (ورق ۸ ب)

''من لگن'' کا موضوع تصوف ہے۔ اس کی زبان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندی الفاظ کثرت کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ مشکل اور عسیر الفہم الفاظ بھی بیحد ہیں۔ اسی وجہ سے اور اس کتاب کی ہر دلعزیزی کے مدنظر سید شاہ اسمٰعیل بن سید شاہ احمد القادری نے نواب شہامت جنگ بہادر کے ایما سے اس کے مشکل اور مغلق الفاظ کا ایک حل ''ارت من لگن'' کے نام سے لکھا ہے[2]۔

---

[1] عروس عرفان کا ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (جلد اول ص ۲۰۴ نمبر ۹۹ د ۲)
[2] فرہنگ ''من لگن'' کے نام کا ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی میں موجود ہے (ملاحظہ ہو فہرست جلد دوم ص ۱۴۶۸ نمبر ۲۸۹)

Marfat.com

"من لگن" کئی بار چھپ چکی ہے۔

آغاز

اے روپ ترا رتی رتی ہے
پربت پربت پتی پتی ہے
پربت میں ادک نہ کم پتی میں
یکسار ہے اس اور پتیا میں

خاتمہ

خاموش کوں بولتے پرس ہے
کہتے کوں کہیں کہ بوالہوس ہے
بوجیا عبث ہوس کے تئیں ہوش
کر ہوش، ہوس سبھی فراموش
رکھہ اصل یہ جست نہ جھاؤں اوپر
کر ختم خدا کے ناؤں اوپر

(۲) اس مثنوی کے ساتھ "بنگاب نامہ" کے صرف آخری دو اوراق[۱] ہی رہ گئے ہیں جو نسخی خط میں ہے۔ زبان "من لگن" سے ملتی جلتی ہے۔ جام (فصل) دوم اور ششم کے کچھ حصے اور جام سوم چہارم پنجم مکمل موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تصوف پر ایک رسالہ تھا۔ اس میں معرفت کو شاعر "بنگاب" (بھنگ آب آب بھنگ) سے تعبیر کرتا ہے اور اس طرح اسکے خواص اور کیفیتیں بیان کرتا جاتا ہے پہلی بیت یہ ہے:

یار ہو یاں بنک نہ یاں آب ہے
دنک نہ ہونا کہ یہ بنکاب ہے

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ "اردو" (اورنگ آباد دکن) جلد ۹ حصہ ۳۴ بابتہ ماہ اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۱۲-۴۴

آخری بیت یہ ہے۔

میں تری جام ہے بنگاب کی
مشک کی مانند نہ (ہے) آب کی[1]

اس کے خاتمہ کے بعد۔ چہاردہ معصوم کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

(۳) ۔ایک فارسی مثنوی ورق ۶۳ ب سے شروع ہوتی ہے جو بحری کی تصنیف ہے۔ اس میں سکر کے ایک عاشق حق محمد وارث کا والہانہ قصہ بیان کیا ہے۔ محمد وارث جذبۂ عشق میں سکر کی ایک پہاڑی سے گر کر جان دیتا ہے۔ اس مثنوی میں ورق ۶۸ ب پر مصنف کا تخلص آیا ہے۔

بحری ایں مرگ از خدا بطلب
کہ ہمیں مرگ وصل راست سبب

یہ مثنوی ۶۸ ب پر ختم ہوجاتی ہے۔

محمد وارث کی جانبازی کا واقعہ مصنف کے قول کے مطابق ۱۱۲۴ھ کا ہے۔ اور اس لئے یہ مثنوی ۱۱۲۴ھ کے قریب ہی کی تصنیف ہے ورق ۷۰ ل کے وسط سے ۶۹ ب تک کچھ عبارت سلوک اور معرفت کے مسائل سے متعلق درج ہے جسکی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

...... محمود انک کہ آئنے کے اوپر دیکھنا ..... نور ....
نظر آتا تو اس نور میں اپنے پیر کی صورت دیکھنا۔

(یہ حصہ کرم خوردہ اور ضائع شدہ ہے)

(۴) ورق ۹۹ ب اور ۱۰۰ ل پر سکندر عادل شاہ کی خدمت میں جو فارسی مثنوی اپنے افلاس کے متعلق محمود بحری نے لکھی تھی درج ہے۔ اس میں بادشاہ سے درخواست کی گئی ہے کہ ایک "وہ بزرگ" مجھے عطا کرتا کہ زندگی آرام سے

---

[1] "بنگاب نامہ" کا ایک مکمل مخطوطہ سید محمد حفیظ صاحب کے پاس (الہ آباد یونیورسٹی کے پاس ہے) (رسالہ اردو، جلد ۱۶، حصہ ۴۲، ص ۲۲۵)

Marfat.com

بسر ہو۔

(۵) ورق ۱۰۱ الف پر متفرق فارسی عبارتیں درج ہیں جن میں ایک بے نقطہ فارسی خط ہے۔ جو ملا داود کے نام لکھا گیا ہے۔

(۶) ورق ۷۱ ب پر "مسعود رائے" کے نام ایک خط لکھا ہوا ہے جس میں ان کی والدہ کے اسقاط حمل سے انتقال کر جانے پر تعزیت کی گئی ہے۔ یہ خط ناتمام ہے۔ نہج سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے صاحب کم عمر اور غالباً بحری کے شاگرد ہونگے۔

(۷) ورق ۷۲ ب پر "نسل نامہ حاجی نبی آدم حضرت شاہ چندا[1] اور شاہ نور عالم قدس سرہ العزیز قائم مقام گوگی من کلام محمود بحری" کے عنوان سے طویل فارسی نظم درج ہے جو ورق ۷۶ ا پر ختم ہوتی ہے۔ ورق ۷۶ ب سے فارسی نظم و نثر کے ایک رسالے کا آغاز ہوتا ہے جس کا عنوان سرخی سے لکھا ہوا ہے لیکن صاف طور پر پڑھا نہیں جاتا۔ "یا مباح المصنوعات" دکھائی دیتا ہے۔ اس میں "برگ تمباکو" اور "گندراج" کی تعریف نہایت صوفیانہ انداز میں اسی طرح لکھی گئی ہے جس طرح پچھلے "بنگاب" کے رسالے میں بھنگ کی

(۸) ورق ۸۶ ب پر قصیدہ من کلام محمود بحری سلمہ اللہ کے عنوان سے چند فصیح فارسی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ "سلمہ اللہ" کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کی کتابت کے وقت بحری زندہ تھے۔

(۹) ورق ۸۹ ب اور ۹۰ پر حضرت صوفی سرمست اسد الاولیا ساکن سکر[2] کا نسل نامہ درج ہے۔

---

[1] پورا نام شاہ چندا حسینی ہے۔ جو قصبہ گوگی کے بزرگ تھے (ملاحظہ ہو محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن جلد اول ص ۲۵۲ - ۵۳)

[2] حالات ملاحظہ ہوں محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن جلد اول ص ۴۶۰ - ۶۱)

Marfat.com

(۱۰) ورق ۹۰ ب سے ایک مثنوی فارسی زبان میں اس عنوان سے لکھی ہے
"این نامہ بطریق مثنوی در جواب عزیز بجہت ... نوشتم"
اسی مثنوی میں "امارت پناہ" ... کا حال لکھا ہے کہ وہ درویشوں کی بیحد خدمت اور دلجوئی کرتا ہے۔ لیکن میری طرف توجہ نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے مجھے سخت تکلیف ہے۔

(۱۱) ورق ۹۲ ا سے ایک نئی فارسی مثنوی در حکایت ملک سکر از محمود بحری غفر اللہ ذنبہ" شروع ہوتی ہے جس میں شہر ... اور اس کی ضمن میں "گنبد عادل شاہ کلاں" "مسجد جامع" کا ذکر آتا ہے۔ اس مثنوی میں سکر کی قحط سالی کی تکالیف کا ذکر ہے۔ یہ مثنوی ورق ۹۴ ا پر ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۲) ورق ۹۸ ب سے محمود بحری کی فارسی ... اور غزلوں کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۱۵ ا پر ختم ہو جاتا ہے۔ آخر میں "... یا روح نباتی" کے خواص درج ہیں۔

یہ مخطوطہ ورق ۱۶۷ ب پر ختم ہوتا ہے۔ اوپر کی تفصیل سے اس مخطوطہ کی اہمیت کا کماحقہ اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہ مخطوطہ قاضی محمود بحری کے فارسی اور اردو کلام کے کچھ حصوں کا مجموعہ ہے جو اکثر محققین کے پاس اب تک نایاب تصور ہو رہا ہے۔ اس مخطوطہ کے متفرق بیانات سے خود بحری کی زندگی پر کچھ کچھ روشنی پڑ سکتی ہے اور بعض واقعات سے شبہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ خود ان کی زندگی میں لکھا گیا ہوگا۔

محمد وارث عاشق حق متوطن ... سے معلوم ہوتا ہے کہ بحری سنہ ۱۱۲۴ھ کے بعد تک زندہ تھے۔ ... میں بمقام گوگی انتقال کیا وہیں ان کا مزار ہے۔[1]

---

[1] رسالہ "تجلی" (حیدرآباد دکن) جلد ا نمبر ...

Marfat.com

ترقیمہ

تمام شد رسالہ "من لگن" من تصنیف قاضی محمود بحری ساکن
گوگی متعلق سکر یعنے حلقہ نصرت آباد چونکہ بہ خاطر داشت
متوطن گوگی مذکور رسالہ "من لگن" نیم کتاب از دست
حسین صاحب تحریر یافت ونصف رسالہ سید غلام محمد
ولد غلام محمد حسین بکلک معجز طراز بر صفحہ اعجاز نگارش یافت
واقعہ بتاریخ مفدہم شہر ذیقعدہ روز شنبہ بوقت دو پہر صورت اختتام پذیرفتہ
سنہ ۱۲۰۸ ہجری مقدسہ (غالباً ۱۲۰۸ھ)

(۲۳) من لگن - (۶۰۶۹)

اوراق ۱۷ - سطور ۱۳ - تقطیع $\frac{1}{2}$ ۸ × ۶ شکستہ آمیز نستعلیق خط
عنوانات سرخی کے - دیسی کاغذ - آب زدہ - مکتوبہ ۱۲۴۳ھ
بمقام رانی پیٹھ (صورت) الناسخ محمد مرتضیٰ

من لگن کا ایک اور مکمل نسخہ ہے - جو غالباً عرصہ تک کسی کے مطالعہ میں رہ چکا ہے - مشکل الفاظ کے معنی جا بجا تحت لفظ یا حاشیہ پر پنسل سے لکھے ہوئے ہیں -

آخری شعر یہ ہے -

"رکھ اصل پہ چت نہ چھانوں اوپر
کر ختم خدا کی نانوں اوپر"

ترقیمہ

کتاب رسالہ من لگن حسب فرمائش معترف بخط عاصی پر معاصی
محمد مرتضیٰ بروز پنجشنبہ بست و پنجم صفر المظفر سنہ ۱۲۴۳ ہجری نبوی
در مقام رانی پیٹھ صورت انصرام یافت

Marfat.com

تاریخ

(۲۲۱) روضۃ الاطہار (۲ ح ۱)

اوراق ۲۲۳ سطور ۱۳ تقطیع [illegible] × [illegible] [illegible]

نستعلیق خط [illegible]

اہل بیت اطہار کے حالات خصوصاً شہادت امام حسین علیہ السلام کے واقعات پر دکنی مثنوی ہے جو نوازش علی شیدا کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کا سن تصنیف ۱۱۴۳ھ ہے۔ نوازش علی شیدا دکن کے مشہور شاعر اور مرثیہ گو تھے۔

بڑا تجھ مرثیوں کا [illegible] ہے [illegible]
محبانچی [illegible] دلکوں جیوں موم
([illegible])

ان کا زمانہ ولی اور [illegible] آبادی اور سراج کا زمانہ ہے۔ شیدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بھی [illegible] لکھی ہے جس کا نام "اعجازی احمدی" ہے [illegible] تصنیف ۱۱۵۰

ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۹ فہرست ہذا)

روضۃ الاطہار۔ شیدا کی دوسری تصنیف ہے جس کے سال تصنیف کے متعلق وہ کہتے ہیں۔

ہوا جب ختم یو مضمون ماتم
کہا تاریخ ہاتف مجلس غم
کیا چاہو تم آسانی سے از بر
اگیارہ سو برس تھا تب یہ بہتر

غالباً یہ کاتب کی غلطی ہے۔ "مجلس غم" سے ۱۱۷۳ اعداد نکلتے ہیں اردو میں غالباً سیوا[۱] (باشندے گلبرگہ کے جو علی عادل شاہ ثانی کے معاصر تھے) نے سب سے پہلے کربلا کے واقعات پر مشتمل فارسی مثنوی "روضۃ الشہدا" کا ترجمہ کیا (۱۰۹۲ء) محمد فیاض ولی دکھنی نے ۱۱۰۹ء میں اس مثنوی کا نظم میں ترجمہ کیا تھا[۲] چونکہ "روضۃ الاطہار" کا ترجمہ اس کے بعد ہوا تھا اغلب قیاس یہ ہے کہ اس مثنوی کے لکھنے کے وقت یہ دونوں کارنامے خصوصاً ولی کا ترجمۂ "روضۃ الشہدا" شیدا کے سامنے موجود تھا۔ ڈاکٹر ہرمن ایتھے نے اپنی فہرست (نمبر ۱۶۲) میں اس کے عنوانات نقل کیے ہیں۔ ان کو "روضۃ الاطہار" کے عنوانات ملا کر پڑھنے سے دونوں میں ایک بڑی حد تک مطابقت معلوم ہوتی ہے۔ ذیل کی ابیات میں مشابہت بھی قابل مشاہدہ ہے۔

کیا ہوں ختم جب یو درد کا حال

---

[۱] ۔ اردوئے قدیم ص ۱۸ و ۶۲ ، آبحیات دسواں اڈیشن ص ۵۴
[۲] پروفیسر بلوم ہارٹ کا خیال ہے کہ "روضۃ الشہدا" کا ولی اورنگ آبادی نے بھی ترجمہ کیا تھا۔ چنانچہ اسکے ثبوت میں وہ لکھتے ہیں کہ کتب خانہ انڈیا آفس میں محفوظ مخطوطے کے ورق ۸۵ ب پر ایک بار مصنف اپنا نام ولی شاہ بتلاتا ہے۔ اور وہ ولی اورنگ آبادی کا نام شاہ ولی اللہ بتلاتے ہیں (بلوم ہارٹ نمبر ۱۱۲)

Marfat.com

اکیارہ سو اوپر تھا تیسواں سال

(روضۃ الشہدا ولی دکھنی - انڈیا آفس نمبر ۱۱۲)

کیا چاہو تم آسانی سے از بر

اکیارہ سو برس تھا تب یہ بہتر

(روضۃ الاطہار - ورق ۱۲ ب)

مخطوطہ کے ورق ۱ ب پر سلام درج ہے مثنوی حمد سے شروع ہوتی ہے حمد کے بعد نعت اور سبب تالیف کتاب کے دو عنوان ہیں سبب تالیف یوں لکھتے ہیں۔

ہوا ایک دن مجھے الہام از غیب

کہ توں حسین کا شیدا ہے لاریب

بڑا تجھ مرثیوں کا جگ میں ہے دھوم

محبانکی کلایا دل کوں جیوں موم

کتاب اک توں بنا ہندی زباں سوں

انجھیاں عالم کے کرانجھوں سے جیوں نم

حمد کے تیرہ شعار کے بعد تین نشان دے کر حاشیہ پر ذیل کے سات شعر لکھدے گئے ہیں۔

شروع جب میں کیا مضمون الم کا

پھٹا اس درد سے سینہ قلم کا

لگا لکھنے سیاہی سے قلم پھر

سن ہجری تھا گیارہ سو بہتر

ریاست تھی سو اس ملک دکن کے

Marfat.com

نظام الملک آصف انجمن کے
نظام الملک کا فرزند دلبند
صفات ذات کا مظہر خلیفہ
نظام الدولہ اسکا نام ہیگا
وہ کیسا ... کام ہیگا
سنے تا پنجتن کا غم جو گریاں
جلاتا غم کے ہے آتش یہ پنہاں
تصدق پنجتن کے اے خداوند
توں رکھ آباد اسکوں اسکے فرزند

لیکن یہ اشعار متن سے مختلف اور کسی بعد کے قلم کا اضافہ معلوم ہوتے زبان کے لحاظ سے بھی ان اشعار میں اور اصل متن کے اشعار میں بے حد فرق ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ اشعار حمد کے عنوان میں جس جگہ بھرتی کئے گئے ہیں۔ وہ قدیم اردو کتابوں کی عام طرز کے بالکل خلاف ہے۔ خصوصاً مصنف نے سبب تالیف کتاب کا ایک عنوان قائم کیا ہے۔ جہاں ان خیالات کا اظہار عموماً کیا جاتا ہے۔ فصول کی تفصیل یہ ہے۔

مجلس اول۔ در وفات سید الانبیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
مجلس دوم۔ در وفات سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا۔
مجلس سوم۔ ولادت و نکاح سعادت و شہادت اسد اللہ الغالب۔
مجلس چہارم۔ دربیان ولادت و شہادت ثانی قرۃ العین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین علیہ السلام۔
مجلس پنجم۔ ولادت باسعادت حضرت سید الشہدا امام سعد و توجہ

Marfat.com

فوون بکہ معظمہ و فرستادن سید خلیل مسلم بن عقیل سمت کوفہ و شہادت یافتن۔

مجلس ششم۔ شہادت ہر دو مظلوم یعنے یتیمان سید خلیل مسلم عقیل۔

مجلس ہفتم۔ توجہ نمودن امام آفاق سوے عراق و شہادت حر و فرزندان وغیرہ

مجلس ہشتم۔ شہادت صوالیان بحضور سید الشہدا

مجلس نہم۔ شہادت مظلومان یعنے شاہ قاسم و حضرت عباس و باقی برادران و برادر زادہا و ہمشیر زادہاے امام

مجلس دہم۔ شہادت امام حسین و علی اکبر و علی اصغر رضی اللہ تعالی عنہم

مجلس یازدہم۔ بردن سرہاے شہیداں و اہل بیت بکوفہ وغیرہ۔

مجلس دوازدہم۔ رفتن اہل بیت بہ ملک شام و سوال جواب با یزید و مراجعت امام زین العابدین وغیرہ۔

مجلس اول کا آغاز حمد تبارک و تعالی سے ہوتا ہے۔ یہیں مصنف نے کتاب کا نام بھی ظاہر کیا ہے۔

اول حمد خدا سے ہو سرافراز
کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
دو عالم نام پر اس کے ہے شیدا
شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

سبب تالیف کتاب یوں لکھتے ہیں۔

رکھا ہوں روضۃ الاطہار کر نام
کہ پڑھکر اس کو روئیں خاص اور عام

حمد کے تیرہ اشعار کے بعد سے نعت شروع ہوتی ہے۔ اختتام کا حصہ

Marfat.com

بارھویں مجلس میں شریک ہے۔ اس کے لئے کوئی نیا عنوان قائم نہیں کیا۔

بحق چہاردہ معصوم ایجاد
مرے کر شہر دلکواں حیدرآباد
دکن میں کر مجھے مقصدات مسرور
سخن کو دے کر مقبول مشہور

. . . .

ہزاراں سے درودا‌ں اور تحیت
نبی پر اور ان کی جو ہیں عترت
تمت تمام شد

(۲۴) ظفر نامہ محمد حنیف (۲ ح ۲)

اوراق ۹۴۔ سطور ۵۔ تقطیع $\frac{1}{2}$ ۷ × ۵ نستعلیق خط
صفحات پر سرخی سے حاشیے کے خطوط کھینچے ہوئے ہیں۔

غالباً یہ محمد عاشق کی فارسی مثنوی (ملاحظہ ہو فارسی مخطوطات انڈیا آفس ریو عمود ۵، ۷، ۹۲ ۱۰۹۷ھ) کا دکھنی ترجمہ ہے۔ جو ۱۰۹۵ھ میں لطیف نے کیا۔ ریو کے خیال کے مطابق لطیف کا لقب "مفتاح العاشقین" ہے۔ اور غالباً غالی مرتبی اسی نے اس نظم کو سلطان ابوالحسن تاناشاہ (سن جلوس ۱۰۸۳ھ) کے نام سے معنون کیا۔ انڈیا آفس میں اس کا ایک ملخص ترجمہ بھی موجود ہے (۲۷۲۱ع)۔ اس کا موضوع محمد حنفیہ ابن علی کی شہادت کے حالات ہیں اس کا دوسرا نام ریو کے مطابق "جنگ نامہ محمد حنیف" ہے۔

آغاز

Marfat.com

کہوں جنگ ایک شاہ خیبری زمان
حسین شاہ ابن علی بعد ازان
سو اس شاہ کا او عرب بھائی تھا
اپ ایک ہور بھائی دو مائی تھا
سو اس ناوں شاہی محمد حنیف
کہ جسکوں نبی ساتھے جد حنیف

خاتمہ

محمد حنیف کوں دیکھے خواب میں
دیکھے تو ہے غمگین درباب میں
رہیا ہے نپٹ غم میں آزاد ہو
فراقاں میں اپنی سو پردرد ہو

ترقیمہ نہیں ہے۔ جہاں کتاب ختم ہوتی ہے حاشیہ پر (۲۷۰۴) کا عدد لکھا ہوا ہے یہ ابیات کی تعداد ہے۔ چنانچہ آخر میں جلد کے اندرونی رخ پر اس کی صراحت اس طرح کی گئی ہے۔

"دو ہزار سات سو بیس چار" صفحہ کے آخر میں "تمت تمام" سرخی سے لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) ۔ نفحات الشہدا (ح ۲ ۲)
یا
نفحات الشہادت

اوراق ۷۰ سطور ۱۱ تقطیع ۱/۲ ۷ × ۳/۴ ۵ نستعلیق خط عنوانات

Marfat.com

سرخی کے سنہ تحریر ۱۲۸۱ ؁ نساخ کا نام موجود نہیں ہے
سن تصنیف ۱۲۸۰ ہجری ہے۔
اس کے مصنف غلام غوث سالک ہیں۔

ہے سالک گنہگار و عاجز مدام
مگر غوث کے گھر کا ہے وہ غلام

ایک ضخیم منظوم مثنوی ہے جس میں اہلبیت اطہار کی شہادتوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب دس بزم (فصلوں) پر منقسم ہے۔ معمولی حمد اور نعت کے بعد اصل مضمون کتاب کا آغاز ہوتا ہے پہلی بزم میں اہل بیت کبار کی بزرگی دوسری میں ولادت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا تیسری بزم میں حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت کا حال چوتھی میں امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی ولادت پانچویں بزم میں آنحضرت کی ناز برداری چھٹی بزم میں دونوں امام کی شہادت کے حال سے آنحضرت کا واقف ہونا اور امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے واقعات ساتویں اور آٹھویں بزم میں یزید بن معاویہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کرنے کے واقعات نویں بزم میں حضرت امام کے عراق تشریف لیجانے اور شہادت کبریٰ پانے اور آخری بزم میں یزید کے دربار میں اہل بیت کبار کے پسماندوں کے جانے کے حالات درج ہیں۔

آغاز

ثنا تیری کیونکر ہو اے کبریا
ہے جس جائے قاصر سبھی انبیا
ہر ایک موئے تن ہووے اپنی زباں
نہ کامل ثنا ہووے تیری بیاں

Marfat.com

خاتمہ

ہے سالک گنہگار و عاجز غلام

گر غوث کے گھر کا ہے وہ غلام

آخر میں پانچ تاریخی قطعات ہیں جن میں سے پہلا اور آخری مصنف کی فکر کا نتیجہ ہے دو سید علی عازم اور ایک سید بہاؤ الدین محبت کا قطعہ ہے آخری قطعہ یہ ہے۔

ختم جس وقت پر کتاب ہوئی

دل کو تاریخ کا خیال آیا

رو رو کہنے لگا یہ دل مجھ کو

سر آل نبی ہوا ہے جدا

لکھدے رو کے یقین اے سالک

ہے یہ غمنامہ آل احمد کا

ترقیمہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

"تمام شد کتاب نفحات الشہادت بتاریخ چہارم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۱ھ روز چہار شنبہ حسب فرمائش محمد قاسم مرزا"

ب تاریخ مقامی

(۲۶) [تاریخ سلطنت بہمنیہ] (ح ۹۱)

(نا مکمل)

اوراق ۳۰۳ سطور ۱۲ تقطیع ۱۲½ × ۸ شکستہ آمیز نستعلیق خط دیسی کاغذ نسا خ سن کتابت مصنف اور سن تصنیف نہیں ہے

Marfat.com

کسی امر کا ذکر موجود نہیں ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ مصنف کے سامنے ابھی مسودے کی شکل میں تھا۔ نہ صرف یہی کہ یہ مکمل نہیں ہے بلکہ اکثر اشعار اور مصرعے قلمزد کر دیئے گئے ہیں اور ان کی جگہ اسی خط میں نئے اشعار اور مصرعے لکھکر اگلے اشعار اور مصرعوں کی اصلاح کی گئی ہے اس سے یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ مصنف ہی کی تحریر ہے بعض جگہ حاشیہ پر بھی اشعار زیادہ کیئے گئے ہیں۔ زبان کے اعتبار سے یہ مخطوطہ انیسویں صدی عیسوی کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

سلطنت بہمنیہ کے حکمرانوں پر لکھنے سے پہلے ایک عنوان "ذکر سلطنت سلطان محمود غزنوی" کا قائم کیا گیا ہے۔ جس میں سلطان کے حالات درج ہیں اس حصے کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

سلاطین اسلام کا سرگروہ
جواں مرد اور شیر دل باشکوہ
تھا سلطان محمود اک غزنوی
دکھاتا تھا وہ صولت خسروی

اس کے آگے ہندوستان میں اس کی جنگوں کے واقعات تاریخ وار اور تفصیلاً درج کیے گئے ہیں۔ آخر میں سومنات کی فتح کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخری شعر ہے۔

وہ ہے۔ قصر فیروز بے اشتباہ
اسی میں ہوا دفن یہ بادشاہ

سلطان محمود غزنوی کے حالات ختم کرنے کے بعد مصنف حمد اور نعت کے ابواب سے سلاطین بہمنیہ کے حالات شروع کرتا ہے۔

Marfat.com

وہ اکر رقم حمد رب کریم
کہ ہے ذات جس کی کریم و رحیم

واقعات کی ابتدا سلطان محمد تغلق (۱۳۲۵-۵۱ء) شہنشاہ دہلی کے عہد حکومت سے ہوتی ہے۔ پہلے اس برہمن کے ذکر سے ابتدا ہوئی ہے جس کا حسن ملازم تھا۔

برہمن تھا دہلی میں قابو نکھ لی
منجم بھی تھا اور وہ قابو نکوئی

پھر حسن کے دکن میں سلطنت قائم کرنے کے حالات اور محمد شاہ بہمنی مجاہد شاہ، داود شاہ۔ محمود شاہ۔ غیاث الدین، شمس الدین۔ فیروز شاہ، احمد شاہ ولی علاء الدین، ہمایوں ظالم، نظام شاہ، محمد شاہ، محمود شاہ دوم کے واقعات "ذکر سلطنت" کے عنوان کے تحت اسی سلسلے سے لکھے گئے ہیں۔

خاتمہ

نہیں ہے یہ بازیچۂ کودکاں
یہ علم ہے یہ دین و دنیا

Marfat.com

سوانح

ا۔ انفرادی

(۳۷) اسرار احمدی (۲ ی ۱)

اوراق ۲۷۱۔ سطور ۱۷۔ تقطیع ۸ × ½ ۴۔ نستعلیق خط۔ قدیم، کرم خوردہ۔ کاغذ ولایتی۔ سنہ کتابت ۱۲۶۸ھ۔ ناسخ شیخ عبداللہ۔ مقام کتابت چھاؤنی جالنہ مدرسہ سرکاری پلٹن مقیم

یہ "مطلع الانوار" مصنفہ عفیف بن نور کاشانی کا دکھنی نثر میں ترجمہ ہے جو محمد خاں عرف بڑے میاں نے ۱۲۰۵ھ میں کیا۔

محمد خاں، بایزید خاں یوسف زئی کے بیٹے ہیں۔ ان کے اجداد قندہار کے متوطن تھے۔ لیکن تلاش معاش پر وطن سے چل کر صوبہ کرناٹک میں آ رہے تھے جہاں نواب داؤد خاں کے پاس غالباً ان کے پردادا ملازم ہوئے۔ آخر میں نواب نے پلیاکھاٹ کے تعلقے میں ان کے لئے پانچ روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تھا۔ جس کے بعد اسی تعلقے میں جا رہے۔ نواب سعادت اللہ کے عہد تک یہ یومیہ جاری رہا۔ لیکن نواب انورالدین خاں کے عہد میں نواب کی چندا صاحب سے جنگ کے دوران

Marfat.com

میں نواب ان فرانسیسیوں کے ہاتھ سے مارے گئے جو اس معاملہ میں خواہ مخواہ دخل درمعقول ہو گئے تھے اس پریشان حالی میں محمد خاں کے دادا کا وظیفہ بند ہو گیا۔ اس لئے انھوں نے وہیں تجارت شروع کی یہی ان کے والد کا بھی پیشہ رہا۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت حیدر علی خاں عرف بہادر کا ہنگامہ برپا ہوا اور یہ خاندان ناگ پٹن میں امن لیتا ہوا چناپٹن بھاگ آیا۔ اور نواب محمد علی خاں والاجاہ کی ملازمت کرلی۔ اور عرصہ تک ترچناپلی میں رہے۔ یہیں ان کے والد کا انتقال ہوا۔

جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے مدراس پر اپنا تصرف جمانا شروع کیا تو بہت سے شریف خاندان آوارہ ہو گئے۔ محمد خاں بھی اپنے بڑے بھائی اور بہن کے تغافل اور بے پرواہی سے پریشان حال ہو کر ۱۲۲۹ھ میں بہنوئی اسمٰعیل خاں کے پاس چلے گئے جہاں معلمی کا پیشہ کرتے رہے۔ اسی دوران میں شکارپور کے قلعہ دار کے پاس ان کو "مطلع الانوار" کا ایک نسخہ ملا جس کا انھوں نے یہ ترجمہ ۱۲۵۰ھ میں شروع کیا۔

ترجمہ لفظی نہیں بلکہ ملخص ہے۔ تمہید کتاب میں مصنف نے یہ تمام واقعات بیان کئے ہیں۔ ایک اور ترجمہ "دستور النثر" ہے۔ جو "مغنی الصبیان" سے کیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ۱۶ فہرست ہذا) اس مخطوطے میں اگلے چار اور آخری چھ اوراق سادہ ہیں یا ان پر نسخے لکھے ہوئے ہیں۔ پہلا ورق دلی منقش اور مذہب لوح دار ہے۔

آغاز نظم حمد سے ہوتا ہے۔

"تو بسم اللہ سے کر عنوان سخن کی
کہ ہے مفتاح وہ سر سخن کی

خاتمہ

Marfat.com

"اور طفیل سے نبی المختار و پنجتن ابرار و آل کبار و صحابۂ الاطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہ کتاب انصرام کو پہنچی ۔"

ترقیمہ

"نسخۂ اسرار احمدی در سنہ ۱۲۶۹ ہجری بتاریخ ہفتم ماہ ربیع الاول در چھاونی جالندھر بموجب فرمائش شمشیر خاں خانساماں در مدرسہ سرکاری پلٹن ہفتم شیخ عبداللہ قلمی نمود ۔"

(۲۸) اعجاز احمدی (۱ ی ۲)

اوراق - سطور ۱۵ تا ۱۶ ۔ تقطیع ... نستعلیق شکستہ آمیز خط ۔ عنوانات سرخی میں کاغذ دیسی ۔ سنہ کتابت ندارد
نساخ غلام علی ۔ ناقص الاول

یہ مثنوی حضرت رسول کریم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے ۔ اس کے مصنف نوازش علی شیدا ہیں ۔ (ملاحظہ ہو ۲۱ فہرست ہذا)

اس میں آنحضرت کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مختلف عنوانات کے تحت بتفصیل بیان ہوئے ہیں ۔ یہ ۱۲۵۸ھ کی تصنیف ہے ۔ ابتدا کا کچھ حصہ غائب ہے ۔

آغاز

لکھا یوں ہے راوی کہ بعد از نبی
رہے تین دن تک تھے گھر میں علی

Marfat.com

خاتمہ

کروروں درود اور کروروں سلام
وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

آخری شعر سے پانچ شعر اوپر مصنف نے اپنا تخلص لکھا ہے۔

"ای شیدا ہی مضمون یہ دردناک
کیا صبر اپنی گریباں کو چاک"

ترقیمہ

تمت تمام شد اعجاز احمدی بکاتب الحروف غلام علی برائے برخوردار سعادت اطوار ذوالفقار علی [illegible] عمرہ و قدرہ [illegible] بحرمت النبی وآلہ الامجاد

(۲۹) ریاض الجنان (۲ ن ۲)

در مناقب اہل بیت کرام علیہم السلام

اوراق ۱۲۹۔ سطور ۲۲۔ تقطیع [illegible] نستعلیق [illegible] خوردہ عنوانات سرخی کے [illegible] ان کے نیچے [illegible] ہوئے ہیں تصنیف سنہ ۱۲۱۱ھ تحریر [illegible]۔

اس کتاب کے مصنف بھی مولانا محمد باقر آگاہ ہیں [illegible] فہرست ہذا۔ اس کا موضوع اہل بیت کے مناقب [illegible] لیکن اس سے پہلے ایک دیباچہ [illegible]

Marfat.com

جن کا حوالہ کہیں نہیں ملتا اور اتفاق سے وہ اسی مجموعہ میں شامل ہیں۔ اسی دیباچہ میں "محبوب القلوب" کی تاریخ تصنیف لکھی ہے۔ اپنے متعلق بھی بعض واقعات درج کئے ہیں۔ ضروری حصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں آغاز یوں ہوتا ہے۔

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ
شافعی قادری بیجاپوری ایلوری توفیق دیوے
اللہ تعالیٰ اس کو .... وغیرہ

یہاں اس کتاب کی ضرورت بتلاتے ہیں۔ یوں رقمطراز ہیں کہ:-

"ولی ایلوری اور شیدائی حیدرآبادی دکھنی زبان میں دو نسخہ منظوم لکھے نام ان کا "روضۃ الشہدا" اور "روضۃ الاطہار" مناقب عترت اخیار ان دونو میں ... باقر آگاہ ان دو نو کتابوں کو غلطیوں سے پر بتلاتے ہیں چنانچہ عکاسیہ کے ... کو موضوع کہتے ہیں۔ وغیرہ

مصنف کے ذاتی حالات اس عبارت سے معلوم ہوتے ہیں۔

"... بھائی۔ یہ عاصی پندرھویں سال سے شعر کے سات الفت و ارتباط رکھتا ہے۔ اگرچہ شعر کم کہتا تھا اسی واسطے تخلص اپنا مدت لگ مقرر نہیں کیا تھا جب ۱۱۹۳ھ اور ... میں بعض رسائل "ہشت بہشت" کے منظوم کیا لفظ باقر کہ جز نام ہی بجائے تخلص رکھا۔ بن بعد بیچ سنہ ایکھزار و یکسو اور نود و چہار کی وقت نظم کرنی دیوان عربی کے تخلص اپنا آگاہ مقرر کیا۔ اس تخلص کو اشعار عربی و فارسی میں لایا۔ اور اکثر مراثی اور ریختوں میں بھی اس تخلص کو

Marfat.com

اختیار کیا۔ اور تتمہ رسائل ”ہشت بہشت“ میں کہ ۱۲۶ھ (سنہ ۱۲۲ھ) کے منظوم ہوئی۔ اور ”مجموعہ کتاب محبوب القلوب“ کے کہ بیچ اوائل ۱۲۵ھ (سنہ ۱۲۳ھ) کے منظوم ہوئے اور اس رسالے میں کہ ریاض الجنان نام رکھتا ہے تخلص اپنا وہی لفظ باقر رکھا ہے کیونکہ رسائل اول کی جابجا مشہور ہو گئی تھی۔ اگرچہ بعد کے رسالوں میں تخلص اگاہ لاتا تو وہ تخلص ہوتے۔ اسی لئے وہی تخلص بحال رکھا تا سب مثنویات دکنی کے ایک تخلص رہے۔

اصل رسالہ اس طرح شروع ہوتا ہے

در حمد حضرت اللہ تعالیٰ عز اسمہ الخبیر

اے تیری ہستی کی ہیں کل وجود
دیا ہاک کیا دل میں تیرے سجود

مثنوی بارہ رسالوں کی فضلوں پر مشتمل ہے جو بارہ دکنی زبان اور بنی فصلیں ... نکات ... مثنوی ... افادہ ... لکھے گئے ہیں۔

اختتام

ہر چند پایا وہ رتبہ ...
ہے خوش جس میں ... ...

با ایں جو ذرا ظاہر ہیں ... نہ
کرتا ہے میری ناظر کو ...
بیوستہ نہیں غم سے لطف آگاہ

Marfat.com

بنجے دحسنزنی اشکوالی اللہ
تمت

ترقیمہ ندارد۔ آخر میں ایک طویل فارسی نظم احمد علی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جو آخری تین اوراق پر حاوی ہے۔

(۳۰)۔ شمائل محمدی (۲ی ۲)

اوراق ۲۵۔ سطور ۲۔ تقطیع ۶½ × ۴½ شکستہ آمیز نستعلیق خط۔ کاغذ دیسی۔ سنہ کتابت وغیرہ ندارد

شمائل نبوی میں دکھنی مثنوی ہے۔ جو دکن کے ایک شاعر عثمان کی لکھی ہوئی ہے۔ ابتدا میں دیباچے کے طور پر تقریباً آدھے حصے تک شمائل کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔ ورق ۴ الف کی آخری سطر سے شمائل کا آغاز ہوتا ہے۔ مخطوطہ ترقیمہ یا سنہ کتابت اور دیگر امور متعلقہ تصنیف سے خالی ہے۔

آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الٰہی گلشن دیدار میں توں
نبی کی نور سوں کر دو جہاں کوں

خاتمہ

لکھیا عثمان عاشق ہو شمائل
ہمیشہ کر رکھو گل میں حمائل

Marfat.com

محبت ہی رسول اللہ کی مجھ کوں
اور ان کی آل اصحا سوں
تمت تمام شد

(۳۱) غوث نامہ (۲ ی ۲)

اوراق ۸۸ سطور ۱۲۔ تقطیع ½ ۷ × ¾ ۲ د۔ خوشخط نستعلیق نیلے رنگ کے دبیز ولایتی کاغذ پر۔ تحریر خود مصنف کی معلوم ہوتی ہے۔ سن تصنیف اور سن کتابت ایک ہی ہے
سنہ ۱۲۷۵ھ ہے

پہلے صفحہ پر خط نسخ میں "غوث نامہ" اور اس کے نیچے سرخی میں "شیخ سلیمان" نام لکھا ہوا ہے۔ جس سے دھوکا ہوتا ہے کہ شاید یہ شیخ سلیمان کی تصنیف ہے۔ لیکن چونکہ کتاب میں مصنف اپنا نام لعل نہال شاہ بتلاتا ہے۔ اس لئے قیاس یہ ہے کہ شیخ سلیمان اس مخطوطے کے مالک کا نام ہوگا۔

ہے عاجز بندہ لعل نہال شاہ غلام
کیا ختم یہ غوث نامہ تمام

رسالے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ کے واقعات اور کرامات "حکایت" کے عنوان کے تحت نظم میں لکھے ہوئے ہیں۔

آغاز حمد سے ہوتا ہے۔

اول اسم اللہ ذات قدیم

Marfat.com

یہ ہے باقی اسم سب صفاتی قدیم

اختتامیہ

ہے عاجز بندہ لعل خاں شاہ غلام
کیا ختم یہ غوث نامہ تمام

تمت

ترقیمہ

تحریر فی التاریخ ۱۷ ماہ رجب المرجب سنہ ہجری مقدسہ
۱۲۷۵ بروز دوشنبہ بوقت چہار گھنٹہ اتمام یافت۔

(۳۲) تحفۃ القلوب (۲ ی ۲)

اوراق ۱۶۲ سطور ۷ تقطیع ½۵ × ½۶ شکستہ آمیز نستعلیق
خط جا بجا پانی کے دھبے لگے ہوئے ہیں سن تحریر ۱۲۵۵ھ
سن تصنیف ۱۲۲۰ھ

مولانا محمد باقر آگاہ قادری کی منظوم تصنیف ہے۔ جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب کی ابتدا میں ایک مبسوط دیباچہ نثر میں لکھا ہے جس میں کتاب کی ضرورت اس کے ماخذ اور ابواب و مضامین کی تقسیم کی تفصیلات درج ہیں۔ مصنف کی سوانح حیات پر بھی اس دیباچہ سے روشنی پڑتی ہے۔ کتاب کے ماخذ کئی ہیں۔ لیکن شیخ نور الدین علی شطنوفی شافعی کی عربی تصنیف "بہجۃ الاسرار" اور فارسی "محبوب المعانی"

Marfat.com

مصنف سید محمد صادق قادری اورنگ آبادی۔ خاص طور سے مصنف کے پیش نظر رہی ہیں۔

اصل کتاب گیارہ وصل (فصل) اور کئی جلوؤں (ذیلی ابواب) پر مشتمل ہے۔ دیباچہ کا آغاز یہ ہے۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری توفیق دیوے اسے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت محبوب سبحانی کے علی جدہ علیہ الصلواۃ والسلام"........

آغاز (نظم)

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی
کہ ہے قدرت تری حد سے بالا

اختتام

آیات تیری نسخۂ آفاق میں بہم
یوں پاویں جسکا ہو ورق اسفر انتخاب

اس مخطوطے کے ساتھ ولی دیلوری کے ترجمہ "روضۃ ..." کی مجلس دہم (نسخہ ۹۳ فہرست ہذا) بھی منسلک ہے۔ ... کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

کیا ہوں ختم یو جب درد کا حال
اکیبار اسو پو تھا سین تیسوں سال
نشان اس درد میں ہے زندگی کا
زمانہ مہدی آخر زماں کا
نشان ہے دولت و پایندگی کا
اتھا اس باعث امن و اماں کا

Marfat.com

ولی اب رکھ قلم اور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بھیج صلوات

ترقیمہ

یو کتاب واسطے مطالعہ فرمانے بی بی صاحبہ پیرانی ماں صاحبہ قبلہ دوجہاں کی واسطے روز پنجشنبہ وقت نماز صبح کے مہینہ ذیحجہ کا ہور تاریخ بست و نہم سلخ تھے۔ تمام ہوئی سنہ ۱۲۵۵ھ

مجموعۃ القلوب کا ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (حیدرآباد دکن) میں بھی موجود ہے۔ (جلد دوم ص ۱۵۶۲ نمبر ۳ ۵)۔

(۳۳) ہشت بہشت (۲ ی ۷)

اوراق ۱۹۵ سطور ۱۵ تقطیع ۷ × ۱۱ نستعلیق شکستہ آمیز خط عنوانات سرخی کے سنہ کتابت نساخ نصیرالدین "پڑھنے والا سری رنگ پٹن کا حال علاقہ بار" رساتویں رسالہ کمپنی بہادر کا۔ مقام ساگر کینڈے کے مالک راجہ احمد و عبدالرحمن فرزندان عبدالرحیم۔ تصنیف سنہ ۱۲۰۶ھ

اس کے مصنف بھی باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری ایلوری ہیں
(ملاحظہ ہو ص)

یہ کتاب آگاہ کی اولین تصنیفات میں سے ہے۔ نثر کی طرف انھوں نے آخری زمانہ میں توجہ کی تھی اس کا موضوع سیرۃ النبوی ہے "ہشت بہشت" جیسا کہ

Marfat.com

نام سے ظاہر ہے آٹھ رسالوں پر مشتمل ہے (جن کی تفصیل یہ ہے)
(۱) من دیپک نور نبوی کے احوال ہیں، (۲) من ہرن تولد کے بشارت میں (۳) من موہن۔ احوال ولادت میں (۴) جنگ سوہن حالات زندگی میں (۵) آرام دل۔ شمائل اور اخلاق مصطفوی میں (۶) راحت جاں میں "خصائص" حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۷) من درپن۔ اور (۸) من جیون۔ آنحضرت کے معجزات میں۔

یہ نسخہ ناکمل ہے۔ اس میں صرف آخری تین رسالے ہیں۔ ابتدائی پانچ رسالے اس میں موجود نہیں۔

"راحت جان" جو "ہشت بہشت" کا چھٹا رسالہ ہے اس نسخہ کا پہلا رسالہ ہے۔ اس میں حضرت نبی کریم کے خصائص پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مصنف نے ان کی چار قسمیں کی ہیں۔ اول وہ جو حضور انور کے ساتھ ہی مخصوص تھے مثلاً تہجد کی نماز کا فرض ہونا۔ دوم وہ جو آنحضرت پر حرام مگر امت محمدی کے لئے جائز ہیں مثلاً مال کفار کا لینا۔ سوم وہ جو آنحضرت اور امت دونوں پر حرام ہیں جیسے چار سے زیادہ نکاح یا زنا چوتھے وہ جن میں سے بعض آنحضرت کے لئے مخصوص ہیں اور بعض امت کے لئے۔

آغاز ہر رسالے کا حمد سے ہوتا ہے۔ "راحت جان" کا آغاز اس طرح ہوا ہے۔

حمد بے حد اور ثنائے بے عدد
ہے سزاوار خدائے صمد
جس کا ہر مخلوق ہے سر عظیم
کیا کرے کوئی وصف اسکا اے حلیم

Marfat.com

خاتمہ

دل کو میرے کر تری الفت نصیب
تن کو میرے قوت و صحت نصیب
ہور شہادت پر میرا انجام کر
اور مدینہ بیچ میرا کر حشر
"راحت جاں" یاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفیٰ شاہ انام

اس کے بعد معجزات کا رسالہ "من درپن" شروع ہوتا ہے سرخی کی عنوان لکھا ہوا ہے۔ "ہفتم رسالہ من درپن"

آغاز

الٰہی کیا کروں اوصاف تیرے
کہ عقل و فکریاں حیراں ہیں میرے
ہے طاقت کیا میرے عاجز بیاں کو
کہ کھولے حمد میں تیری زباں کو
کہاں ہمّت ہے کلک نارسا کی
کہ بولے اک سخن تیرے ثنا کی

حمد اور نعت کے بعد اپنے مرشد شیخ ابوالحسن قربی قادری کی مدح لکھی ہے۔ یہیں مصنف نے بیان کیا ہے کہ اردو میں کچھ رسالے اس موضوع پر لکھے گئے ہیں لیکن وہ مستند نہیں ہیں۔

اگرچہ معجزوں کے ذکر اندر
ہے نسخے بہت دیکھا لے برادر

Marfat.com

ولے اکثر غلط اس کا بیاں ہے
محدث پاس جھوٹ اسکا عیاں ہے

اختتام

بحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخر
بحق مصطفیٰ سالار فاخر

ورق ۱۳۸ اب سے نیا رسالہ یعنے اٹھواں حصہ ''ہشت بہشت''
''من جیون'' شروع ہوتا ہے جس کا موضوع وہی ہے جو اگلے رسالے کا ہے۔

آغاز

اے وجود ترا وجود عالم
تجھہ علم سے ہے نمود عالم
ہے مہر سے تیرے عین اشراق
ہر ذرۂ نفس اور آفاق
ہے علم ترا محیط کونین
چوں روح بہ جسم و نور در عین

خاتمہ میں سن تصنیف بیان کیا ہے۔ (۱۲۰۶ھ)

بارہ سے اپر تھے چھ برس جب
یہ نسخہ خوش ہوا مرتب

اس رسالے کی ابیات تعداد (۸۱۸) بتلائی ہے۔

ابیات سب اوسکے اے دل آرا
بے ریب ہیں آٹھ سے اٹھارہ

آگے مناجات پہ خاتمہ ہے اخری شعر یہ ہے۔

Marfat.com

نت ہوئے خدائے درست اوقات

روضہ پو ترے سلام وصلواۃ

تمت تمام شد

ہشت بہشت کا ایک مکمل مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (حیدرآباد دکن) میں محفوظ ہے۔ (جلد دوم ص ۸۸ نمبر ۵۳)

"ہشت بہشت" دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔ پہلا اڈیشن سنہ ۱۲۶۲ھ میں مطبع راج کشن سے شائع ہوا۔ دوسرا مطبع عزیزیہ سے[1] سنہ ۱۲۷۰ھ کو نکلا۔

ترقیمہ

ایں کتاب مستطاب ہشت بہشت تصنیف مولوی

محمد باقر آگاہ مرحوم و مغفور کی ہے صاحت سے

لکھا ہوا کاتب الحروف بندہ گنہگار اپنے گناہوں

سے شرمسار اللہ کی رحمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفاعت کا امیدوار نصیر الدین رہنے والا سری رنگ پٹن

حال علاقہ بازار ساتویں رسالہ کیمپنی بہادر کا مقام ساگر

کنبہ کے مالک راجہ احمد عبدالرحمان و فرزندان

عبدالرحیم بتاریخ بست و نہم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۶۹ھ

روز دوشنبہ بوقت عصر فضل سے پروردگار کے تحریر

یافت

تمام شد

---

[1] ملاحظہ ہو سرورق "ہشت بہشت" مطبوعہ عزیزیہ (۱۲۷۰ھ)

Marfat.com

ب۔ تذکرے

(۳۵) ریاض العارفین (ی ۱)

اوراق ۲۶۳۔ سطور ۱۳۔ تقطیع ۳/۴ ۸ × ۱/۲ ۶ شکستہ آمیز خط
بعض مقامات کرم خوردہ۔ آب زدہ عنوانات سُرخی کے
نساخ قادر خاں تاریخ کتابت پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ

یہ اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کا ایک ضخیم منظوم تذکرہ ہے۔ جسکے مصنف محمد اسحاق[۱] ہیں اسحاق بیجاپور کے رہنے والے تھے انکی پیدائش ۱۱۸۴ھ میں ہوئی یہ تذکرہ ان کے قیام مدراس کے زمانے میں لکھا گیا ان کے چار بھائی تھے اس تذکرہ کی تصنیف کے وقت انکی عمر ۲۲ سال کی تھی ان کے والد جو ایک مشہور آدمی تھے ان کا انتقال ہو چکا تھا اسحاق نے اپنے ایک دوست یعقوب کے اشارے پر نظم دکھنی لکھنا شروع کیا یہ صاحب ان کے بڑے گھرے دوست تھے اور اسحاق کے قول کے مطابق دکھنی نظم کے استاذ تھے۔ یہ امور سبب تالیف کتاب کے عنوان کے تحت بیان کیے گئے ہیں۔

شکر کر منعم کا اے اسحاق اب
جے تجھے بخشا ہے نعمت پاک رب
. . . .

[۱] درگا پرشاد نادر نے اپنے تذکرہ شعرائے دکن موسومہ "خزینۃ العلوم" میں ایک اور محمد اسحاق کا ذکر کیا ہے جو سورت کے رہنے والے اور غالباً فارسی شاعر ابو اسحق اطعمہ کی رعایت سے اپنے اشعار میں کھانے پینے کا ذکر لازماً لاتے تھے۔ (ملاحظہ ہو "خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم" صفحہ ۱۰۶۔ مطبوعہ مفید عام لاہور ۱۸۸۹ء)۔

Marfat.com

گرچہ ہوں میں آج مدرے میں مقیم
لیک بیجاپور ہے وطن قدیم
باپ میرا مغفرت معمور ہے
سو رمنے جگ میں سب مشہور ہے
چار بھائیاں ہیں میرے شیریں مقال
فہم میں کامل فراست میں کمال
بھی مرا ہے دوستدار دلپسند
نام ہے یعقوب اس کا ارجمند
مجھکوں اس سوں ہے نہایت اتحاد
نظم دکھنی میں ہے وہ بھی اوستاد

کتاب اپنے مطالعہ کے لئے لکھی تاکہ اس کو پڑھ کر خدا کا خوف ان پر ہمیشہ غالب رہے۔

کتاب کے مواد کی فراہمی میں جو جو کتابیں ٹٹولنی پڑی ہیں ان کا بیان اس طرح کیا ہے کہ میں گنہگار ہوں خیال تھا کہ کوئی ایسا کام انجام دوں جس سے اپنے گناہوں کی تلافی ہو۔ اس لئے۔

تا حکایات بزرگان سلف
اور مصفا نقلیات باشرف
جو فریدالدین عطار کرام
ذکر کہہ گئے اولیاؤں کا تمام
بھی صفا جامی کی تصنیفات کوں
راست اقوالاں کی تالیفات کوں

Marfat.com

سعدی شیراز بھی جو کہہ گئے
راویاں سوں جو روایت رہ گئے
اور کلام پیشوایان فصیح
جن کی تصنیفات اخبار صحیح
ما سلف کے اولیاؤں کے کلام
ڈھونڈ کر میں اس کتاباں میں تمام
فارسی کے جوں نثر تھے سوں یہاں
نظم سوں دکھنی کے کرتا ہوں عیاں

کتاب کو گیارہ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ جن کی تفصیل انہیں کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

باب اوّل خواہش قوت حلال
باب دوم بندگی ذوالجلال
باب سوم ترس حق رکھنا مدام
باب چہارم ہے تحمل کا تمام
باب پنجم باب جو شام و سحر
حق اوپر رکھنا توکل کی نظر
باب ششم عاجزی لا تو بجا
عیب پوشی خلق کی کرنا سدا
باب ہفتم زہد کا ہے پر قدر
رنج اور سختی منے کرنا صبر
باب ہشتم عشق سوں بھرپور ہے

Marfat.com

ہمت عشاق سوں مامور ہے
باب نہم چھوڑدے کبر و منی
یاد حق سوں دلکوں دینا روشنی
باب دہم پاک کر مانند جاں
اولیاؤں کی کرامت کا بیان

ہر باب میں اس کے عنوان کے مناسب اولیائے کرام کی حکائتیں درج کی گئی ہیں جملہ دو سو کے قریب اس طرح کی حکائتیں ہیں۔ حمد۔ نعت تعریف اصحاب اربعہ اور سبب تالیف کتاب کے بعد سے پہلی حکایت جو شروع ہوتی ہے وہ حضرت ابراہیم ادھم کی ہے۔

آغاز

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں
صاحب اجلال عزو جاہ سوں
حمد حق ہے افسر فرق سخن
زینت ہر نامہ نو و کہن

خاتمہ

بھیج اپنی بندگی کو کر نمود
مصطفیٰ کی روح اشرف پر درود

سن تصنیف یہ ہے۔

اور سن ہجرت شہ ذوالافتخار
تھے ہزار و یک دو صد و شش در شمار

یہاں "یک" کا لفظ زیادہ ہے۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ ہجری ہے۔

Marfat.com

ترقیمہ

"تمت تمام شد کتاب ریاض العارفین من تصنیف حضرت [illegible]
تاریخ پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۰ سنہ ہجری۔ بدست کاتب
قادر خاں تحریر یافت"

(۳۶) تذکرہ جوہر فرد (۱ ی ۲)

اوراق ۱۳۴ سطور ۱۰ تقطیع ½ ۱۰ × ¾ ۶ نستعلیق خط
تحریر مصنف ہی کی معلوم ہوتی ہے سنہ تصنیف اور سنہ
کتابت ۱۳۲۷ھ ہے

یہ مخطوطہ شعرائے ملیح آباد کا ایک تذکرہ ہے جو سید محمد علی عرشی ملیح آبادی نے لکھا ہے۔ سید محمد علی ملیح آباد کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام میر سجاد علی رضوی تھا۔ اوائل عمر ہی میں حیدرآباد کو آ [illegible] تصدق حسین عظیم آبادی کے مکان پر قیام رہا۔ تذکرہ جوہر فرد [illegible] بازار گھانسی میں گونڈ کی باولی کے قریب تھا۔

شعرگوئی سے دلچسپی تھی حیدرآباد دکن کے اکثر مشاعروں میں [illegible] پڑھا کرتے تھے رسالہ "حدیقہ" "المعروف" اور "محبوب الکلام" میں [illegible] چھپی ہیں دیوان بھی مرتب کیا تھا جو ۱۳۲۶ھ کی طغیانی رود موسیٰ [illegible] میں کتب خانے کے ساتھ ضائع ہوگیا۔

مولف تذکرہ کی تجویز اصل میں ملیح آباد کی ایک تاریخ تیار کرنے کی [illegible]

Marfat.com

ایک باب حالات شعرا پر بھی مشتمل ہوتا لیکن یہ خیال عملی جامہ نہ پہن سکا۔ صرف تذکرہ کی حد تک ہی لکھ سکے۔

یہ تذکرہ دراصل مختلف شاعروں کے کلام کے ایک مجموعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ابتدا میں مصنف نے صرف ملیح آباد کے شاعروں کا کلام جمع کیا تھا۔ بعد میں حاشیہ پر بعض شاعروں کے حالات بھی درج کر دیے گئے ہیں اکثر شاعروں کے حالات میں سے کچھ بھی تذکرہ میں موجود نہیں۔ آخری انتخاب شیدا کا ہے۔

ایک دیباچہ اور فہرست کے علاوہ تذکرہ (۵۲) شعرا کے کلام کی انتخاب پر مشتمل ہے۔ ہر ایک شاعر کے کلام کا انتخاب لکھنے کے بعد کئی کئی صفحے چھوڑ دیے گئے ہیں۔ ترتیب ابجدوار ہے نہ تاریخ وار حاشیہ کی تحریروں کے علاوہ بعض جگہ خود متن میں کانٹ چھانٹ کی گئی ہے۔

دیباچہ میں مولف تذکرہ نے اپنی تجویز متذکرہ بالا کا ذکر کیا ہے ملیح آباد کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ اور بتلایا ہے کہ یہ شہر اہل سیف کا معورہ تھا۔ اور علم و عمل میں بہت پیچھے چنانچہ اس وقت تک قصبہ کا قصبہ جاہل مفلس ہے۔ (دیباچہ ص۵)

آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت کے بعد کمترین خلائق .... ح سید محمد علی
ملیح آبادی ارباب علم و ہنر کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ۔

خاتمہ

زلزلہ آیا زمیں کو عرش کو جنبش ہوئی
ہجر میں اک آہ کی شیدا جو تجھ و لگینے

ترقیمہ ندارد

Marfat.com

زبان اور قواعد

۱- قواعد

(۳۷) زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو (۱/۲۴)

اوراق ۴۳ سطور ۱۳ تقطیع ۸ × ۳/۴ ۵ کرم خوردہ

یہ رسالہ مصنف کے الفاظ میں زبان ریختہ ہندی کی صرف ونحو سے متعلق ہے شروع یا آخر میں کہیں مصنف کا نام سن تصنیف نساخ یا سن کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ غالباً یہ انیسویں صدی کے ابتدا کی تصنیف ہے

رسالہ دو مقالوں پر مشتمل ہے پہلا مقالہ مفردات پر حاوی ہے اس میں تین بحثیں (فصلیں) ہیں پہلی بحث میں اسم کا ذکر ہے (یہ بحث چار ابواب پر منقسم ہے) دوسری میں فعل اور تیسری میں حرف سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرے مقالہ کا موضوع مرکبات ہیں۔ یہ دو بحث پر مشتمل ہے۔ پہلی بحث مرکب غیر کلامی اور دوسری بحث کلام اور جملہ سے متعلق ہے۔

آغاز

"یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کی صرف ونحو پر مشتمل ہے دو مقالہ پر

Marfat.com

مقالہ اوّل

"کلمہ وہ لفظ ہے کہ جو موضوع ہے واسطے ایک معنی مفرد کے"

اختتام

"فائدہ ۔ دہسنا اور دہسکنا دونو مترادف ہیں ایسے چوسنا چسکنا ہٹنا ہٹکنا ۔ اور بطور تکیہ کلام اکثر ایسے الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہارے سو ۔ جن پر ۔ صاحب مہربان یا خدا ۔

چشم بد دور ۔ تمت بالخیر"

یہ رسالہ دو اور عربی قلمی رسالوں کے درمیان ایک جلد میں بندھا ہوا ہے پہلا عربی رسالہ مفتاح النحو ہے ۔ دوسرا اور آخری رسالہ بھی نحو ہی سے متعلق ہے ۔

ب لغت

۳۸ - [اُردو لغت] (۳ ز ۱)

اوراق ۱۰۶، سطور ۲۰ تا ۳۰ تقطیع ۱۲×۷، نستعلیق شکستہ آمیز خط قدرے کرم خوردہ کاغذ دیسی ترقیمہ وغیرہ نہیں ہے ۔

یہ اردو کا ایک لغت ہے ، جس میں اُردو الفاظ کی تشریح فارسی زبان میں کی گئی ہے ۔ اُردو الفاظ جو اس میں شامل ہیں ، ان کی ترتیب ابجدی ہے ۔ ہر اردو لفظ سُرخی میں لکھا گیا ہے ۔ اور اس کے مقابل اس کے فارسی معنی یا تشریح لکھی گئی ہے ۔ جگہ جگہ حاشیہ پر اور سطور کے درمیان بھی عبارت لکھی ہوئی ہے ۔

Marfat.com

دیباچہ، تمہید، یا تتمیہ کوئی تحریر اس کے ساتھ موجود نہیں۔

آغاز

باب الف ممدودہ فصل الف آ امر بآمدن واو بزیادت واو نیز
مستقل بمعنے مذکور۔

خاتمہ

(میر تقی) افسوس میری مردی پر اتنا نحیہ کہ اب
پچھتانا یوں نہیں سائی جو ہونا تھا ہوچکا

ج عروض وغیرہ

۳۹ گلدستہ گفتار (۱۴۱)

اوراق ۲۷۔ سطور ۱۴۔ تقطیع ۶×۹ درشت نستعلیق خط
کرم خوردہ دیسی کاغذ سن تصنیف ۱۲۲۱ھ

گلدستہ گفتار کا دوسرا نام " رسالہ ضلع جگت " بھی ہے یہ مشہور دکنی شاعر شیر محمد خاں ایمان کی تصنیف ہے (نمبر فہرست ۱۰۱) اس میں ضلع اور جگت کی صنعت والے اشعار لکھے گئے ہیں۔ کتاب کا نام سن تصنیف اور مصنف کا صرف تخلص آخری دو شعروں میں آیا ہے " گلدستہ گفتار " تاریخی نام ہے جس سے سن نکلتا ہے۔

آغاز

قبضہ قدرت پیر دی چار کمان قربان بندہ خاکی[۱] تمام دستانہ ملقہ گوشہ ہی صلا کی۔

---

[۱] یہ حصہ کرم خوردہ ہے۔

Marfat.com

اختتام

ایمان سخن تجھ سے میں کہتا ہوں راست
اس نسخہ کی تاریخ جو کی میں درخواست
چٹ غنچہ سوسن نے چمن میں مجھ سے
"گلدستہ گفتار" کہا بے کم و کاست

سرنامہ پر اور آخر میں ایک مہر لگی ہوئی جس پر سید غضنفر علی نام اور سن ۱۲۹۳ھ لکھا ہے۔

"گلدستہ گفتار" کا ایک نسخہ آب زدہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہے (جلد اول ص ۱۰۳ نمبر ۱۸۲) جو ۱۲۶۱ھ کا لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

نظم

(۴۰) دیوان آگاہ (۱۷۰۳)

اوراق ۲۵۰۔ سطور ۱۳۔ تقطیع ½۸×۶ خوشخط نستعلیق کاغذ ولایتی
صفحات پر سرخی کا حاشیہ۔ عنوانات سرخی کے سن کتابت ندارد

یہ محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری کا ہندی (اردو) دیوان ہے (ملاحظہ ہو ۱ فہرست ہذا) تمام اصناف سخن پر مشتمل ہے۔ قصائد سے اس کا آغاز ہوا ہے جن کی تعداد (۱۰) ہے۔ اس کے بعد غزلیں اور غزلوں کے بعد قطعات رباعیات رباعیات مستزاد مقطعات افراد کبت دھرے اسی ترتیب سے درج ہیں۔

ایک رباعی تلنگی زبان کی اور ایک فرد اروی زبان میں بھی موجود ہے۔

یہ میر و سودا کے معاصر تھے سودا کے کلام کے آشنا بھی تھے جس کا پتہ بعض قصائد اور قطعات سے چلتا ہے۔ دکھنیت کے جزو کو علیحدہ کر دیا جائے تو ہم سودا کا رنگ رکھتا ہے۔

دیوان کی ابتدا میں ایک بسیط دیباچہ نثر میں ہے جس میں اصناف

Marfat.com

شاعری اور خود زبان اُردو پر بحث کی گئی ہے موضوع کے اعتبار سے دیباچہ نہایت اہم جزو دیوان ہے۔

آغاز (دیباچہ)

"حمد و ثنا اس ذات اقدس کا کون کرسکے"

اختتام

نہیں ہوئے ہیں گے شب کے جگنے سے لال یہ نین ہمارے
وہ آرسی نگہ کے جوہر ہوئے رنگیں غمزہ ہمارے

اس کے بعد "روئداد بیداد سرکار طیبہ کے حضور میں" کے عنوان سے ایک طویل مسدس سیماب صدیقی الوارثی اکبرآبادی کا درج ہے آگے ایک چھوٹی سی نظم شاہ کمال الدین بادشاہ قدس سرہ کی لکھی ہوئی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

عدل حق سے ترسکاری خوب ہے
فضل سے امیدواری خوب ہے

اس دیوان کے نسخے کہیں دستیاب نہیں ہوئے۔ صرف ایک اور نسخہ آگاہ کے ایک رشتہ دار محمد حمیداللہ صاحب بی۔ اے۔ (عثمانیہ) کے پاس بھیجا گیا تھا۔[۲] غالباً یہ دیوان۔ اس دیوان کی نقل ہے۔ دیوان میں نثر تھیم نثارد ہے۔

ا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ "اردو" بابتہ اپریل ۱۹۲۹ء۔

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ "اردو" بابتہ اپریل ۱۹۲۹ء۔

Marfat.com

(۴۰) کلیات ایمان (ن، ۲)

اوراق ۱۳۶، سطور ۱۲، تقطیع ۹ × ۶، نستعلیق خط عنوانات سرخی میں قدرے کرم خوردہ۔ بنساخ مرزا ہاشم بیگ وصف
تحریر ۱۱ جمادی الاول ۱۲۴۵ھ

شیر محمد خاں ایمان دکن کے مشہور شاعر ہیں اسی کلیات کی ابتدا میں دیوان کی تحریر کے بعد کا لکھا ہوا ایک مختصر سا فارسی دیباچہ ایمان کی زندگی پر روشنی ڈال رہا ہے۔ دیباچہ کا عنوان یہ ہے۔

"مجملی از مفصل و مفصلے از مجمل ذکر شاعر نامور مرحوم شیر محمد خاں متخلص بہ ایمان"

اس میں زیادہ تر وہی حالات بیان کئے گئے ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ[۱] اور مولف "تذکرہ شعرائے دکن"[۲] (محبوب الزمن) نے بیان کئے ہیں۔

ایمان کے والد محمد عاقل خاں جونا ئک کے لقب سے مشہور ہیں حیدرآباد دکن کے باشندے اور اخبار گوئی یا وقائع نگاری کی خدمت پر مامور تھے۔ ایمان حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ اور عربی و فارسی کے متداول علوم و فنون کی تکمیل کے بعد باپ ہی کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ اپنے معاصر اخباریوں کے سردار تھے۔ دکن کے ہر قریئے قصبے اور دیہات کے واقعات ان کو پہنچتے

---

[۱] گلزار آصفیہ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ ص ۲۴۰ تا ۲۴۴

[۲] ملاحظہ ہو۔ از ص ۲۴۳ تا ص ۲۵۰ -

Marfat.com

حفظ تھے سفر اور حضر میں حیدرآباد کے دیوان اعظم الامراء معین الدولہ شیر الملک ارسطو جاہ کی مصاحبت میں رہتے اور سرزمین دکن کے احوال ان کے سامنے بیان کیا کرتے۔

ایمان شعر فہمی اور شعر گوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے ہمعصر ان کی بڑی وقعت کیا کرتے اور استاد مانتے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ۱۲۱۶ھ سہ شنبہ کے روز کمان ایلچی بیگ میں ایک مشاعرہ قرار پایا تھا جسمیں ہند اور دکن کے اکثر سربرآوردہ شعرا شریک تھے ایمان کے آنے میں تاخیر ہوئی لیکن ان کے آنے تک مشاعرہ شروع نہیں ہوا۔ دکن کی مشہور شاعرہ مہ لقابائی چندا (جو اردو کی پہلی صاحب دیوان عورت ہے[2]) سے ان کو خاص تعلق تھا جس کا حال خود کلیات ایمان کی اکثر نظموں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کئی رباعیاں اور ایک طویل نظم ایمان نے مہ لقا کی تعریف میں لکھی ہے۔ چندا کا دیوان بھی ایمان ہی کی راہنمائی میں مرتب ہوا شاہ تجلی ایمان کے استاد تھے۔ جس پر ان کو بیحد فخر تھا۔ اس کا اظہار انھوں نے اپنی تالیف "تزک آصفیہ" میں کیا ہے۔

ایمان کی اردو نظم و نثر میں کئی ایک کتابیں تبلائی جاتی ہیں ذیل کی مشہور ہیں

(۱) کلیات (۲) سردار نامہ شطرنج (رسالہ شطرنج) (۳) گلدستہ گفتار (رسالہ ضلع جگت[3])

یہ کلیات ایمان کی غزلیات رباعیات مثلثات مسدسات قصائد اور مثنویوں پر مشتمل ہے۔

---

[1] ۔ پروفیسر بلوم ھارٹ نے "بہارستان ناز" مصنفہ درگا پرشاد نادر (مطبوعہ میرٹھ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۳) اور "تذکرۃ النسا" (مولفہ درگا پرشاد نادر مطبوعہ دہلی ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷) کے حوالے سے یہ واقعات بیان کئے ہیں ملاحظہ ہو نمبر ۱۸۱ ۔ فہرست اردو مخطوطات انڈیا آفس

[2] ۔ چندا کے دیوان کا مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے (بلوم ہارٹ صفحہ ۲۱۸)

[3] ۔ ملاحظہ ہو فہرست ہذا صفحہ ۲۸

غزلیں ردیف وار لکھی ہوئی ہیں۔ سوائے ایک غزل کے جس کا مطلع یہ ہے۔

درد و غم ہجر کا مذکور کروں یا نہ کروں
تجھ سے اخلاص بدستور کروں یا نہ کروں

اور جو بجائے ردیف "ن" کے "ی" کے درمیان آگئی ہے۔

غزلوں کا حصہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

کب مجھ سے شکر ہوئے بیان اس کریم کا
عالم نواز جو کہ ہے گنج عمیم کا

ورق ۹۶ ب سے رباعیات شروع ہوتی ہیں جن میں سے ایک مہاراج[1] کے لڑکے کی سالگرہ کے موقع پر دوسرے امیر اعظم ارسطو جاہ[2] کی سالگرہ کے موقع پر کہی گئی ہیں۔ اکثر مہ لقا بائی چندا کی تعریف میں ہیں بہت سی رباعیاں مروجہ مضامین شاعری پر ہیں۔

ورق ۷۶ ب مسدسات۔ ایک بندہ نواز گیسو دراز خواجہ قاسم علی حسینی کی مدح میں ایک مہ لقا کی تعریف میں ایک نواب ارسطو جاہ کی مدح میں۔

ورق ۸۰ ب مخمسات جس میں سے تین سودا کی غزلوں پر ایک قائم کی غزل پر تضمین ہے۔ باقی عام مضامین شاعری سے متعلق ہیں۔

ورق ۸۹ ب قصائد۔ ایک نعت میں دوسرا منقبت علی کرم اللہ وجہہ۔ ایک قصیدہ نواب نظام علیخان بہادر کی مدح میں دو نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ کی سالگرہ کی تہنیت میں نواب مغفرت مآب (نواب نظام الملک آصفجاہ اولؒ) کی تہنیت نوروز میں ایک قصیدہ اور ایک

---

[1] یہ غالباً مہاراجہ بہادر چندو لعل ہیں جو ایمان کے معاصر اور دکن کے مشہور امیر کبیر تھے۔ (ملاحظہ ہو گلزار آصفیہ" ص ۲۲۳ تا ص ۲۲۶)

[2] دیکھو "تاریخ گلزار آصفیہ" ص ۱۵۸ اعظم الامرا ارسطو جاہ معین الدولہ مشیر الملک غلام سید خاں بہادر جن کا سلسلہ نسب نوشیروان عادل پر منتہی ہوتا ہے۔ والد فرخ نژاد خاں نے حضرت آصف جاہ اول اور نواب میر نظام علی بہادر کے عہد میں ملک کی اہم خدمات انجام دیں (گلزار آصفیہ ص ۱۵۸)۔

Marfat.com

قصیدہ رزمیہ درشان نواب غفراں مآب (نواب میر نظام علی خاں بہادر) دو قصیدے ارسطو جاہ کی مدح میں ایک نواب سردار الملک شہید کی تعریف میں۔ ایک ارسطو جاہ کی لڑکی کی شادی کے موقع پر ایک سلیماں جاہ کی سالگرہ کی خوشی میں اور ایک قصیدہ نواب مدبر الملک کی مدح میں لکھا ہوا ہے۔

ورق ۱۱۸۔ ب مثنویات۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مثنوی باران برق تاب

(۲) ، اشتیاق نامہ

(۳) ، ، معہ فراق

(۴) ہجو صاحب

پہلی غزل کے ناصیہ پر ایک مہر لگی ہوئی جو صاف نہیں ہے صرف "بیکنہ لعل" پڑھا جاتا ہے مہر کا سنہ ۱۲۰۵ ہے۔

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد دیوان شیر محمد خاں ایمان بموجب
حکم رائے سورجمل سرور بتاریخ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۲۵ھ
راقم الحروف مرزا ہاشم بیگ وصفت

کلیات ایمان کے اور تین قلمی نسخے ہماری نظر سے گزرے جس میں سے ایک جناب عبدالرزاق صاحب مددگار صدر محاسب کے پاس دوسرا جناب عمر یافعی صاحب کے اور تیسرا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ (ضمیمہ فہرست غیر مطبوعہ)

Marfat.com

(۴۱) دیوان بیدار اور دیوان یقین (نمبر ۳)

اوراق ۱۴۱، سطور ۱۰، تقطیع $\frac{1}{2}$ ۸ × $\frac{3}{4}$ ۵، نستعلیق خط، دیسی کاغذ، یقین کا دیوان نامکمل ہے۔ آخری اوراق غائب۔ نساخ ہدایت بیگ، سنہ تحریر ۱۲۱۲ء

بیدار تخلص ہے میر محمدی کا جو شاہجہاں آباد کے رہنے والے تھے خواجہ میر درد کے بڑے دوست تھے اور ان کی صحبت سے مستفیض۔ کہا جاتا ہے کہ خواجہ صاحب کو اپنا کلام بھی دکھایا ہے۔ شعر و شاعری کا بڑا ذوق تھا۔ دہلی کے زباندانوں کے ہمیشہ ہمنوا رہے۔ غزلیں ردیف وار ترتیب دی ہوئی ہیں۔ ورق ۱۰ ب تک غزلیں ہیں ۲۰ الف و ب پر نا تمام غزلوں کے مطلع اور مقطعے اور متفرق اشعار درج ہیں ورق ۳۰ الف سے مخمسات شروع ہوتے ہیں۔ ان میں سے دو حافظ کی غزلوں پر دو سودا کی ایک درد اور ایک قائم کی غزل پر تضمین ہے۔ دو مخمس اور ہیں جن میں سے ایک نا تمام منقول ہے۔ ورق ۱۰۴ ب پر جرأت کا ایک واسوخت لکھا ہوا ہے۔

آغاز

ہے نام تیرا باعث ایجاد نظم کا
محتاج نہیں وصف ترا لیک نظم کا

خاتمہ

Marfat.com

تیری سواری کی خبر سنتے ہی اے آرام جان
دوڑے ہیں باصد شوق سے گھر سے نکل اہل جہاں
کیا طفل کیا پیر و جواں کہتے ہیں وہ دیکھو میاں
سلطان خوباں سیر دہر سو ہجوم عاشقاں
چابک سواراں یکطرف سکیں گدایاں یکطرف

اس دیوان کے خاتمہ کے بعد جرات کا ایک واسوخت درج ہے۔

"یارب اندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر"

دیوان بیدار کے دو نسخے انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہیں۔ (ملاحظہ ہو فہرست مرتبہ بلوم ہارٹ نمبر ۱۵۶ و ۱۵۷)

ورق ۹۴ ب سے یقین کا دیوان شروع ہوتا ہے۔ یقین[1] کا پورا نام انعام اللہ خاں ہے جو دہلی کے ابتدائی ریختہ گو شعرا میں ہیں۔ شاہ جہاں آباد کے متوطن اظہر الدین خاں کے بیٹے اور شیخ عبدالاحد سرہندی مجدد الف ثانی کے پرپوتے تھے۔ اردو کے باکمال شاعر مرزا مظہر جانجاناں کے بڑے پیارے شاگرد تھے۔ شہر میں ان کے متعلق یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ یہ خود شعر نہیں کہہ سکتے بلکہ مرزا مظہر شعر کہہ کر ان کا نام داخل کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن میر تقی میر نے اپنے تذکرہ میں اس کی تردید کی ہے۔ مخفی نے لکھا ہے کہ ۲۵ سال کی عمر میں کسی تقصیر پر انکے باپ نے ان کو مار ڈالا۔[2]

یقین کی شاعری کا درجہ بہت بلند ہے اپنی شاعری کے آگے وہ دوسروں کے اشعار کو ہیچ سمجھتے تھے اگر وہ نو عمری میں انتقال نہ کرتے تو

---

[1] تذکرہ "گلشن ہند" مرزا علی لطف ــــ (مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ئہ) ص ۹۵
[2] تذکرہ "گلشن ہند" ص ۱۸۵

یقین ہے کہ میر سے بھی زیادہ "بد دماغ" ہوتے۔ اکثر تذکروں میں ان کا حال ملتا ہے ان کے دیوان کا ایک کمیاب مطبوعہ نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے جو ۱۲۰۰ھ میں بمبئی میں چھپا تھا۔ ۱۳۰۶ھ میں اس کا ایک اور اڈیشن چھپا۔

آغاز

کون کرسکتا ہے اُس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اختتام

کوہی فرہاد جیسی نانیکو فنا کرمائے (؟)
یقین ہم وہاں اگر ہوتے تو ایک دو دو کرتے بچن

گوشہ صفحہ میں "رہے ہیں" لکھا ہوا ہے۔ جو آئندہ صفحہ کا پہلا لفظ ہوگا۔

دیوان یقین کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ (جلد اول ص۷۶۲ ۷۶۷ و ۷۶۸)

ترقیمہ ندارد۔

(۴۲) دیوان جرات (۷۰/۴)

اوراق ۱۰۵ سطور ۹ تقطیع ½۶ × ½۳ خط شکستہ آمیز نستعلیق مقطع میں تخلص سرخی سے کاغذ دیسی سنہ کتابت وغیرہ

ندارد

یحییٰ امان شیخ قلندر بخش جرات کا دیوان ہے جو صرف غزلوں پر مشتمل ہے جرات کے والد حافظ امان دہلی کے رہنے والے تھے۔ انکے اجداد کو شہنشاہ اکبر کے دربار سے "امان"

Marfat.com

(یا مان) کا خطاب عطا ہوا تھا انھیں میں سے ایک رائے امان نادر شاہ کے حملۂ دہلی ۱۱۵۲ھ میں مقتول ہوئے تھے۔ وہ کوچہ جس میں یہ رہا کرتے تھے ابتک ان کے نام سے موسوم ہے۔

جرأت نے سب سے پہلے بریلی کے نواب محبت خاں ابن حافظ رحمت خاں کی ملازمت اختیار کی ۱۲۰۰ھ میں لکھنؤ آئے جہاں مرزا سلیمان شکوہ خلف شاہ عالم بادشاہ کی سرپرستی نصیب ہوئی یہیں انکا انتقال ۱۲۲۵ھ میں ہوا ناسخ اور ناسخ دونوں نے انکی وفات پر تاریخی قطعے لکھے۔

جرأت مرزا جعفر علی حسرت کے شاگرد تھے۔ شاعری کے علاوہ موسیقی اور نجوم میں بھی خاص دستگاہ تھی۔ بد قسمتی سے کم عمری میں انکی آنکھیں ضائع ہوگئی تھیں جسکے کئی لطیفے نہایت تفصیل کیساتھ آزاد نے اپنے علاوہ شگفتہ اسلوب میں بیان کئے ہیں نساخ کے خیال کے مطابق ان کی آنکھیں انیس سال[19] کی عمر میں چیچک سے ضائع ہوئیں۔

دیوان جرأت کا ایک نسخہ کتبخانہ انڈیا آفس میں (فہرست مرتبہ پروفیسر بلوم ہارٹ ۱۶۲) اور برٹش میوزیم میں ایک نسخہ کلیات کا ۶۶ اور ایک نسخہ دیوان کا (۶۷) موجود ہے۔

آغاز

نالۂ موزوں سے مصرعہ آہ کا چسپاں ہوا
زور یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا

خاتمہ

کھا گئی تھی دل بلاق یار کے موتی کی طرح
بوسے کی خواہش میں اس لب پر لٹکتے رہ گئے

ترقیمہ نہیں ہے۔ درمیان میں ایک ورق سادہ چھوڑ دیا گیا ہے کہیں کہیں غزلوں کے نیچے یا درمیان میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ سر ورق پر "ظہیر الدین احمد خاں بہادر" کی تین مہریں لگی ہوئی ہیں جس کا سنہ ۱۲۵۱ھ ہے۔

۱۹۔ آبحیات (مطبوعہ کریمی پریس) دسواں اڈیشن ص

(۴۳) دیوان سراج (۲۷۸۵)

اوراق ۳۱۴ سطور ۱۰ تقطیع ۴/۳ ۷ × ۲/۱ ۴ خوشخط نستعلیق
کاغذ دیسی مکتوبہ ۱۲۱۵ بمقام حیدرآباد دکن نساخ کا نام نہیں
یہ سید شاہ سراج الدین سراج اورنگ آبادی کے دیوان کا ایک غیر مکمل نسخہ تھا لیکن کتب خانہ میں داخل کرنے کے وقت اسکی وہ تمام غزلیں جو اس میں موجود نہیں تھیں کتب خانہ آصفیہ کے نسخوں کو پیش نظر رکھکر لکھوالی گئی ہیں۔ جو ضمیمہ کے طور پر دیوان کے ساتھ منسلک ہیں۔

سراج کی مثنوی بوستان خیال اس مجموعہ میں شامل ہے (ملاحظہ ہو ۵۴)
دیوان کے نسخے کمیاب ہیں۔ ایک غیر مکمل نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہے۔ جس کی ابتدا ردیف (ا) کی ایک غزل سے ہوتی ہے۔

اس لب لعل کو قند مکرر کہو
اس کف دست کو گلدستہ رنگیں کہو

(ملاحظہ ہو فہرست بلوم ہارٹ ۲۱۹)

دو نسخے کتب خانہ آصفیہ (حیدرآباد دکن) میں بھی ہیں (ملاحظہ ہو نمبر ۹۹ و ۲۹۱ دواوین اردو فہرست جلد اول صفحہ)

آغاز

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زبان پر ورد نام او از خدا جان کا

خاتمہ

Marfat.com

کیا ہے پردہ دل جس نے فانوس
سراج اس کو خیال شمع رہی

ترقیمہ

تمت تمام شد دیوان سراج مرقوم بست ہشتم ربیع الاول ۱۲۵۱ھ
دربلدہ فرخندہ بنیاد

(۴۴) دیوان عاشق (۷ / ۶)

اوراق ۸۰، سطور ۱۷، تقطیع ۱۰ × ۶ خوشخط نستعلیق کرم خوردہ کاغذ دیسی آخری حصہ ناقص۔ آخری اوراق غائب

دیوان میں کسی جگہ سے مصنف کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔ آخری اوراق نہ ہونے کی وجہ سے کاتب کا نام اور سن کتابت بھی نہیں ملتے غالباً یہ عاشق کوئی غیر معروف شاعر ہے جس کے اشعار موجودہ تذکروں میں نہیں ملتے زبان نسبتہً صاف اور شستہ ہے۔ غالب قیاس یہ ہے کہ یہ کوئی شمالی ہند کا شاعر ہے جو انیسویں صدی کے اوائل میں گزرا ہے۔

دیوان غزلوں پر مشتمل ہے جو ردیف وار ترتیب دی گئی ہیں۔
آغاز حمد سے ہوتا ہے۔

کر سکے وصف اس خدائے پاک کا
ہے کہاں مقدور مشت خاک کا
پہونچی اس کی معرفت کے کنہ کو

Marfat.com

حوصلہ نہ فہم نہ ادراک کا

خاتمہ

رخصت جان ہے کیا آج ہمارا تن سے
نالہ دل کی جو کچھ شب سنے صدا آتی ہے

اسی ورق (۸۸ ب) کے گوشہ میں آئندہ صفحہ کا ابتدائی لفظ "بیطرح"........ (اور کچھ لکھا تھا جو ضائع ہو گیا ہے) لکھا ہوا ہے۔

(۴۵) دیوان ولی (۱۰۷)

اوراق ۲۳۰، سطور ۵، تقطیع ۹ × ۵، نستعلیق خط، سنہ ۱۲۱۳ کو شہر حیدرآباد میں لکھا گیا۔ نساخ نے کاتب الحروف لکھ کر نام چھوڑ دیا ہے۔ کاغذ دیسی، چند اوراق کا حاشیہ سرخی سے منقش ہے۔

ولی کے نام اور وطن کے متعلق اختلافات ہیں۔ اس کی وجہ اس نام کے کئی ایک شاعروں کے حالات کا خلط ملط ہو جانا ہے۔ منشی درگا پرشاد نادر نے اپنے تذکرہ شعرائے دکن موسومہ "خزینۃ العلوم فی المتعلقات المنظوم" (لاہور ۱۸۷۶ء، ۶ صفحہ ۲۱۲ اور ۲۲۴) میں اس کو گجرات کا باشندہ بتلایا ہے۔ آزاد[1] نے بھی حکیم قدرت اللہ خان قاسم کے حوالے سے اس کو احمد آباد گجرات ہی کا باشندہ فرض کیا ہے۔ لیکن ولی نظم اردو کی اصلی کہا آدم

۱؎ آب حیات دسواں اڈیشن صفحہ

اورنگ آباد کا باشندہ ہے۔ (چمنستان شعرا اور نکات الشعرا) چند روز کے لیے دلی گجرات، دہلی اور حرمین الشریفین بھی گئے تھے۔ صوفی منش ہونے کی وجہ سے گجرات کے اولیا اللہ سے خاص عقیدت تھی۔ سورت کی تعریف میں بعض بہترین نظمیں لکھی ہیں جن سے ان کے گجراتی ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے۔

دلی کا پورا نام محمد ولی ہے۔ انکی تاریخ پیدائش ۱۰۷۹ھ بتلائی جاتی ہے[1] نہیں ۱۱۱۲ ہجری میں احمد آباد سے ابو المعالی کے ہمراہ دہلی گئے تھے اس سے پہلے ہی ان کی اردو شاعری کا آغاز ہو چکا تھا۔ دلی مین شاہ سعد اللہ گلشن سے بیعت کی اور کچھ عرصہ کے بعد اورنگ آباد واپس ہوئے۔ پھر گجرات کا سفر کیا۔ یہاں عرصہ تک رہے اور تعلیم پائی یہیں ان کی منظومات کا بیشتر حصہ مرتب ہوا غالباً اس کے بعد وہ حرمین الشریفین روانہ ہوئے۔ اس کا ذکر اپنے ایک شعر میں کیا ہے۔

رونے ستی فارغ (ہو) ولی پیو کو دیکھا
کعبے کی زیارت کیا دریا سوں اتر کر

دلی نے حسب ذیل تصنیفات چھوڑے۔ (۱) کلیات (۲) دہ مجلس منظوم (۳) رسالہ نور المعرفت (نثر میں) شیخ محمود کرمانی کے سلوک کے ایک رسالے کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۱۰۹ھ میں مکمل ہوا۔

کلیات میں بیشتر غزلیں ہیں جو ردیف وار ترتیب دی ہوئی ہیں انکے علاوہ رباعیات فردیات مخمسات مثلث ترجیع بند مثنویات اور قصائد بھی ہیں۔

ولی کا کلیات گارساں دتاسی کے اہتمام سے ۱۸۳۴ء میں بمقام پارس چھپا۔ اور ۱۸۳۶ء میں بعض غزلوں کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہوا ۱۸۷۰ء

---

[1] مقدمہ کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو (اورنگ آباد دکن) ۱۹۲۷ء ص ۱۲

میں بمبئی میں محمد منظور نے اس کو چھاپا تھا۔ اس کا ایک اور اڈیشن منشی نولکشور نے ۱۸۸۰ء میں لکھنؤ سے شائع کیا۔ یہ مطبوعہ کلیات محمد مردان علی خاں نظام (جو سلطنت میواڑ کے دیوان اور وزیر اعظم رہ چکے تھے) کے کتب خانہ کے مخطوطہ سے منقول تھا۔ ۱۸۸۰ء میں مسٹر ہوے لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے ولی کی چند غزلوں اور قصیدوں کو فراہم کیا جو نول کشور کے مطبوعہ نسخہ کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر شامل کرلئے گئے ہیں۔ حال ہی میں انجمن ترقی اردو نے اس کا ایک نیا اڈیشن بسیط مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ولی کی وفات کا ٹھیک سنہ نہیں معلوم ہوا۔ لیکن[1] ۱۱۳۰ھ اور ۱۱۴۳ھ کے درمیان اس کا انتقال ہوا۔ کیونکہ پہلے سن میں ولی نے اپنی کتاب ترجمہ روضۃ الشہدا[2] ختم کی اور ۱۱۴۳ھ کے لکھے ہوئے ایک دیوان[3] کے آخر میں ختم شد دیوان ولی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے اس سنہ میں موجود نہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ غزلوں کا آغاز یہ ہے۔

کتیا ہوں ترے نام کوں میں درد زباں کا
کتیا ہوں ترے شکر کو عنواں بیاں کا
جس گرد او پر پاؤں رکھیں تیرے رسولاں
تس گرد کوں میں کحل کروں دیدہ جاں کا

ورق ۱۸۵ ب سے رباعیات شروع ہیں۔ پہلی رباعی یہ ہے۔

اے جیو دو عالم کا ترے مکھ پہ فدا
محتاج تری ذات سوں سب شاہ گدا

---

[1] انڈیا آفس کے اردو مخطوطات کی فہرست نمبر ۱۱۳ صفحہ ۱
[2] انڈیا آفس کے اردو مخطوطات کی فہرست نمبر ۱۱۲
[3] "اردوئے قدیم" مؤلفہ مولوی شمس اللہ قادری صفحہ ۸۹

Marfat.com

مجھ عاجز بیکس پہ نظر رحم سوں کر
اے منظر ہر ناظر منظور خدا

ورق ۱۸۸ ب سے فردیات شروع ہوتے ہیں۔

وزن سوں کہا کیا تیرے برمیں دیکھا مجھ
بولی کہ نکو چھیڑ مجھے سینا ہے

ورق ۱۸۹ ب سے مخمسات کا آغاز ہوتا ہے۔ پہلا شعر یہ ہے۔

تیرے قدم کے فرش میرے نین سب دن اچھو
تجھ نقش پا مجھ سیس کا حب الوطن سب دن اچھو

ورق ۲۰۱ ب سے مثلث شروع ہوئے ہیں۔

دیکھ غمزہ تیرے کا جور و جفا
ہوش عاشق کے اڑ چلے یہ ہوا

ورق ۲۰۲ الف سے ترجیع بند شروع ہوتے ہیں پہلا شعر یہ ہے۔

اے توں مقبول سرور عالم
ہے توں فہرست دفتر عالم

ورق ۲۰۹ ب سے مثنویات شروع ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے۔

الہٰی دل اوپر دے عشق کا داغ
یقین کہ نین جن سٹ کحل ازاغ

ورق ۲۱۲ ب سے قصائد شروع ہوئے ہیں۔

عشق میں لازم ہے اول (؟) کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

ترقیمہ

Marfat.com

آمدہ در معرض قرطاس دیوان ولی
از برائے خاطر معمور شاہ قادری

تمت تمام شد دیوان ولی بتاریخ بست و چہارم بروز چہارشنبہ در پہر اول در بلدہ فرخندہ بنیاد سنہ ۱۲۱۳ ہجری

اس کے بعد ایک مرثیہ شروع ہوتا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

جب سوں گئے دو ستہاں آہ دریغا دریغ
غم میں ہے ہر دوجہاں آہ دریغا دریغ

دیوان ولی کے مخطوطے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں (انڈیا آفس ۱۱۳۳ تا ۱۱۴۰ ۸ نسخے برٹش میوزیم ۱۰۵ اسپرنگر ۱۵۲)

(۴۶) دیوان ہزبر (۷/۸)

اوراق ۵۶ سطور ۱۴ - ۱۵ تقطیع ۱۱ × ۷ نستعلیق چکنے ولایتی کاغذ پر ۱۶ شعبان ۱۳۰۳ روز چہارشنبہ کو شہر حیدرآباد دکن میں محمد اشرف الدین ولد محمد عزیز الدین صیغہ دار مرافعہ محکمہ معتمدی صرف خاص مبارک حبشی خداوندی کے ہاتھ کا لکھا ہوا سنہ تصنیف

۱۲۵۷ ہجری

دیوان ہی کے ورق اول کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزبر تخلص ہے مرزا محمد ہزبر علی بہادر بے کا جو ابوالمنصور ناصر الدین بادشاہ عادل قیصر زمان محمد واجد علیشاہ بادشاہ اودھ کے خلف اکبر تھے۔

Marfat.com

آغاز

عقل حیراں ہوگئی محو تماشا ہوگیا
کیا کہوں ایک لفظ کن سے خلق کیا کیا ہوگیا

خاتمہ

شہرہ ترے سخن کا ہر سو ہر یہ پہنچا
دھومیں مچی ہیں کیا کیا تحسین و آفریں کی

آخر میں مصنف نے تاریخ طبع دیوان ایک مصرعہ سے ۱۲۹۰ھ نکالی ہے۔

بین لطف خیابان محبت

اس تاریخی قطعے کے علاوہ منشی محمد عبدالعزیز اعجاز رقم کے چار تاریخی قطعے ہیں اور منشی محمد یعقوب کا ایک جس پر دیوان ختم ہوتا ہے۔

ترقیمہ

کتاب ہذا بتاریخ ۱۶ ر شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ بوقت چار ساعت صبح بروز چہار شنبہ از قلم عاصی کمترین نیاز آگین محمد شرف الدین ولد عالیجناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب صیغہ دار رافعہ محکمہ معتمد صرفخاص مبارک خداوندی اعلیحضرت بندگانعالی میر عثمان علیخان والی دکن شروع شد و بتاریخ ۷ ر رمضان ۱۳۳۰ھ بروز دو شنبہ بوقت سات ساعت صبح باتمام رسید

(۴۷) کلیات انشا (۷ نمبر ۹)

اوراق ۱۶۵ سطور ۱۲۔ تقطیع ۱۲ × ۶ ½ نستعلیق شکستہ آمیز

Marfat.com

بے حد کرم خوردہ نساخ میر ابوالقاسم طباطبائی مکتوبہ ۲۹ ج فر ۱۲۷۰ء

یہ کلیات میر انشاء اللہ خاں انشا کے کلام کا مجموعہ ہے۔

شعرائے اُردو میں انشا کا درجہ نہایت بلند ہے۔ انشا حکیم میر ماشاء اللہ خاں[۱] کے فرزند ہیں جو مصدر تخلص کرتے تھے۔ ان کے افادات سے بھی کئی نظمیں موجود ہیں حکیم ماشاء اللہ خاں کے آبا و اجداد نجف اشرف کے رہنے والے تھے۔ ان کے باپ نواب ذوالفقار خاں کے عہد میں ہندوستان آئے اور مرکز علما دہلی میں مقیم ہوئے حکمت کے زور سے دربار تک رسائی حاصل کی اور درباری طبیب مقرر ہو گئے۔ دہلی کی تباہی کے بعد حکیم مصدر مرشدآباد میں نواب سراج الدولہ کے پاس آ رہے جہاں ان کی بڑی وقعت کی جاتی تھی یہیں میر انشا تولد ہوئے۔

انشا نے متعدد علوم و فنون اور السنہ میں کمال حاصل کیا اور فن شعر میں والد سے مستفیض ہو کر دہلی کی طرف کوچ کیا۔ یہاں شاہ عالم بادشاہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کچھ دن یہاں گزارنے کے بعد انشا لکھنؤ آکر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے (۱۲۰۰ھ) لکھنؤ میں انھیں شہزادہ سلیمان شکوہ کی سرپرستی مل گئی۔

شہزادہ خود بھی شاعر تھا۔ اور مشہور شاعر غلام ہمدانی مصحفی سے شعر میں اصلاح لیا کرتا تھا۔ اب یہ خدمت انشا کے سپرد ہوئی نواب سعادت علی خاں سے بھی خوب ربط و ضبط بڑھ گیا۔ نواب موصوف کے لطائف کو انشا نے "لطائف السعادت" کے نام سے جمع کیا۔ (ملاحظہ ہو۔ یوکا فارسی کیٹلاگ صفحہ ۱۶۰ ذیل) آزاد لکھتے ہیں کہ انشا کا انتقال ۱۲۳۳ھ میں ہوا یہ سنہ ان کے ایک شاگرد نسیم دہلوی کے قطعہ تاریخ سے نکلتا ہے۔

---

[۱] آبحیات (دسواں اڈیشن) صفحہ ۲۶۱

انشاء کئی زبانوں کے ماہر اور اپنے باپ کی طرح حاذق طبیب بھی تھے فارسی اور عربی میں کمال حاصل ہونے کے علاوہ ترکی کشمیری برج بھاشا پشتو پنجابی اور دوسری زبانوں سے بھی فی الجملہ آگاہ تھے۔ انشاء پہلے شخص خیال کئے جاتے ہیں جنھوں نے اردو زبان کی لسانیات پر قلم اٹھایا اور "دریائے لطافت" کی صورت میں اپنی کاوشوں کو جلوہ گر کیا۔ مشہور ہے کہ انشاء نے یہ کام مرزا محمد قتیل لکھنوی کی شراکت میں ۱۲۲۰ھ کو مکمل کیا۔ "دریائے لطافت" کے ٹائپ اور ہیتھو میں کئی اڈیشن نکل چکے ہیں ۱۲۶۸ھ میں بمقام مرشد آباد طبع ہوئی۔ (ملاحظہ ہو ریو صفحہ ۹۹۸ ب) پشتو فارسی زبان کی قواعد پر بھی انھوں نے ایک مثنوی لکھی اور ایک داستان جس میں فارسی یا عربی لفظ کے نہ لانے التزام کیا گیا ہے۔ پشتو کی قواعد کا انگریزی ترجمہ پادری ایس سلیٹرنے کر کے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے رسالے میں شائع کیا (جلد ۲۱ اور ۲۴، ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۵ء)[1]

کلیات انشاء دلی میں ۱۸۵۵ء میں طبع ہوئی اور ۱۸۷۶ء میں لکھنو سے چھپی۔ اکثر اڈیشن کلام کی ترتیب میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ زیر نظر کلیات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

اس مخطوطے کے ابتدائی تین اوراق میں سے پہلا سادہ دوسرے تیسرے اور چوتھے (رخ ل) پر متفرق تحریریں ہیں۔ ورق ۴ ب سے قصائد شروع ہوتے ہیں۔ پہلے قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے خداوند مہ و مہر و ثریا و شفق
لمعہ نور سے ہے تیرے جہاں کو رونق

پہلا قصیدہ حمد، دوسرا منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں باقی قصیدوں

---

[1] انشاء کی تصنیفات کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فہرست اردو مخطوطات انڈیا آفس لائبریری۔ اشاریہ ص ۱۵۵

Marfat.com

میں ایک شاہ عالم بادشاہ اور ایک سلیمان شکوہ کی مدح میں ہے۔ غزلیں ورق ۱۹ الف سے شروع ہوتی ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے۔

صنما برب کریم یہاں تیری ہیں ہر ایک سے یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو اگھی کہی تو کہیں بلا

ورق ۱۲۹ ب پر غزلیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے آخر میں ایک ترقیمہ ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"تمت بالخیر دیوان میر انشاء اللہ خاں بتاریخ ۲ شہر صفر المظفر
سنہ ۱۳۳۰ ہجری

ورق ۱۴۰ الف سے ریختی کا دیوان شروع ہوتا ہے۔ جس کا پہلا شعر حسب ذیل ہے۔

جب سے کہ سامنا ہے اس چاند کی کلی کا
ہے ورد مجھکو حضرت مشکل کشا علی کا

ورق ۱۶۱ ب پر ریختی کا دیوان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ یہ ہے۔

تمت تمام شد بتاریخ بست و نہم شہر صفر المظفر سنہ ۱۳۳۰ ہجری
بروز شنبہ کاتب الحروف میر ابوالقاسم ملتانی

ورق ۱۶۱ ب کے بعد ایک قصیدہ نظام الملک سلیمان شکوہ آصفجاہ کی مدح میں لکھا ہوا ہے۔ جو ان کی سالگرہ کے موقع پر لکھا گیا ہوگا۔ پہلا شعر یہ ہے

زہی فتوح کہ ہو لیں دلوں میں یاد کرہ
موافقت کہ بہم دیں باختیار کرہ

خاتمہ

Marfat.com

مخالفوں کی بجز آتش جحیم کہیو
کہلی نہ کام سے ہرگز سپند دار کرہ

آخری دو اوراق بھی متفرق تحریروں سے بھرے ہوئے ہیں۔

انشا کی کلیات کا ایک نسخہ ۱۸۲۶ء کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (ملاحظہ ہو فہرست جلد اول ص ۲۵۳ نمبر ۷۵۴) ایک نسخہ کا ذکر اسپرنگر نے کیا ہے جو موتی محل میں تھا ملاحظہ ہو اسپرنگر کی فہرست مخطوطات مشرق کتب خانہ جات شاہ اودھ جلد اول ص ۲۱۶ نمبر ۳۳۶۔ موتی محل میں انکی مثنوی "مرغنامہ" کا بھی ایک مخطوطہ تھا۔ انڈیا آفس لائبریری میں کلیات کا ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ کی فہرست ہندستانی مخطوطات نمبر ۱۷۶)

(۴۸) کلیات انشا (ن ۱۰۷)

اوراق ۱۱۲۔ سطور ۱۲۔ تقطیع ۸½ × ۷ شکستہ آمیز نستعلیق خط
کرم خوردہ۔ مکتوبہ ۱۲۴۰ھ۔ ناسخ کا نام نہیں ہے
یہ سید انشاء اللہ خاں انشا (ملاحظہ ہو ص ۱۴۴ فہرست ہذا) کے قصائد غزلوں اور رباعیات کا مجموعہ ہے۔

آغاز

صنما برب کریم یہاں تیرے ہیں ہر ایک بتبلا
کہ اگر الست بر بجم تو ابھی کہی تو کہیں بلا

خاتمہ

Marfat.com

اپنی تھی نظر میں سب یہ کہانی رین کی
ہاں تم ہو قریب اور راتیں ہیں کی
کہتی ہو جو تجکو میں بہت چاہوں ہوں
موںہہ پر کی میاں یہ ساری باتیں ہیں کی

ترقیمہ

تمام شد دیوان انشاء اللہ خاں بتاریخ پنجم شہر ذیحجہ روز پنجشنبہ
سنہ ۱۲۴۰ ہجری

(۴۹) کلیات سودا (۷۸/۱۱)

اوراق ۲۹۶ سطور ۱۵ تقطیع $\frac{3}{4}$ ۹ × $\frac{1}{2}$ ۶ نستعلیق بید
کرم خوردہ آخری اور کچھ درمیانی اوراق غائب ہیں۔ کاغذ
دیسی نساخ کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے

مرزا محمد رفیع سودا شعرائے اردو میں اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں ذیل میں ان کی زندگی کے حالات "آبحیات" "گارسان دتاسی کی تاریخ "ادب ہندوستانی" جلد دوم ص ۶۶ "الہ آباد ریویو جلد سوم شمارہ چہارم (اپریل ۱۸۹۲ء) اور حالات سودا مولفہ احمد حسین خاں (لاہور ۱۸۹۶ء) سے جمع کرکے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

سودا کے آبا و اجداد کابل کے رہنے والے تھے جن کا پیشہ سپہ گری تھا ان کے والد مرزا محمد شفیع کابل سے بغرض تجارت دہلی میں آکر رہ گئے تھے

Marfat.com

یہیں ۱۱۲۵ھ (۱۷۱۳ء) میں سودا پیدا ہوئے۔ تعلیم پہلے سلیمان قلی خاں وداد کے پاس اور پھر شیخ ظہور الدین حاتم سے پائی۔ فن شاعری میں فارسی اور اردو کے مشہور شاعر سراج الدین علیخاں آرزو سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

سودا نے جوں ہی شاعری کے میدان میں قدم رکھا ان کی شہرت ہندوستان بھر میں پھیل گئی۔ اور رفتہ رفتہ شاہ عالم بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچی۔ بادشاہ خود شعر کہا کرتے تھے۔ سودا کو اپنی غزلیں دکھانے لگے بدقسمتی سے سودا کی طبیعت تیز اور زود رنج واقع ہوئی تھی جس سے ناراض ہوجاتے اس کے لئے ان کی ہجویں تیر و نشتر سے زیادہ تیز کام کرنے لگیں۔ اسی طبیعت نے بادشاہ عالم سے سودا کو جھگڑا دیا جس کے بعد یہ دربار شاہی سے منقطع ہوگئے۔ اور سالہا سال تک اپنے مربی مہربان خان اور بسنت خاں کے سایہ عاطفت میں عمر گزاری ان کے انتقال نے سودا کو بے یار و مددگار اور مفلس چھوڑ دیا۔ ۶۰ سال کی عمر میں دہلی چھوڑ کر فرخ آباد کے نواب بنگش خاں کے یہاں کچھ دنوں کے لئے آرہے۔ اور پھر لکھنؤ کی طرف کوچ کرکے ۱۱۸۵ھ میں نواب شجاع الدولہ کے ملازم ہوگئے۔ نواب کے انتقال کے بعد (۱۷۷۵ء) ان کے جانشین نواب آصف الدولہ نے ان کے لئے سالانہ چھ ہزار روپیہ تنخواہ مقرر کردی اور ملک الشعرا کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

سودا کا انتقال لکھنؤ میں ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) کو ہوا جبکہ ان کی عمر ستر سال کی تھی فخر الدین اور شمس الدین منت نے یہی تاریخ انتقال لکھی ہے۔ لیکن مصحفی ۱۱۹۳ھ بتلاتے ہیں۔

سودا کی کلیات حکیم سید اصلاح الدین خاں نے ایک دیباچہ کے ساتھ مرتب کی کلیات پہلی دفعہ ۱۸۰۳ء میں بمقام کلکتہ چھپی ۱۸۱۰ء میں ایک

Marfat.com

انتخاب کلیات فورٹ ولیم کالج کے ارباب قلم نے شائع کیا تھا مولوی غلام حیدر مندی سررشتہ دار کالج مذکور نے کلکتہ میں دیوان پر نظرثانی کرکے ایک ضمیمے کے ساتھ جو غزلوں اور قصیدوں پر مشتمل تھا ۱۸۴۷ء میں چھپوایا کلیات کا ایک اٹھواں ایڈیشن میر عبدالرحمٰن آہی تلمیذ سید مومن خاں کی نظرثانی سے ساتھ دیوانوں میں ۱۸۵۳ء کو دہلی سے چھپکر شائع ہوا ایک اور ایڈیشن منشی نولکشور کے مطبع (کانپور) میں ۱۸۷۲ء میں پہلی دفعہ اور ۱۸۷۶ء میں دوسری دفعہ چھپا۔ ان دونو ایڈیشن کے ساتھ سودا کا رسالہ "عبرت الغافلین" بھی شامل ہوا تھا۔

سودا کی منتخبہ مثنویوں کا ترجمہ میجر ہنری کورٹ نے اردو ہائی پروفیشنسی امتحان کے امیدواروں کے لئے شملہ سے ۱۸۷۱ء میں شائع کیا۔ ان ہی مثنویوں کا دوسرا ایڈیشن کپتان ایچ۔ اس۔ جارٹ نے کلکتہ میں چھپوایا (۱۸۷۵ء)

آزاد کے قول کے مطابق سودا نے میر تقی میر کی مثنوی "شعلۂ عشق" کو اردو نثر کا جامہ پہنایا تھا[۵] اور ایک تذکرہ شعرائے اردو کا بھی مرتب کیا تھا۔ دونوں اب کمیاب ہیں۔

۱۔ کلیات مخطوط ورق ۱ ب اور ۲ الف پر حکیم میر اصلاح الدین خاں مرتب دیوان کا فارسی دیباچہ ہے۔ اس کے بعد سے فارسی دیوان شروع ہوتا ہے۔ جو ۷ الف پر ختم ہوتا ہے۔

۲۔ قصائد ورق ۱۰ ب سے شروع ہوتے ہیں۔ جو حمد، نعت، منقبت اہل بیت، مدح شاہ عالم ثانی اور امرائے دربار دہلی اور لکھنؤ قصیدہ شہر آشوب مذمت مولوی ساجد اور مذمت اسپ پر مشتمل ہے۔

۵۔ آبحیات، دسواں ایڈیشن (مطبوعہ کریمی پریس لاہور) ص ۱۵۱

آغاز یوں ہوتا ہے۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

۳۔ قصائد کے اختتام پر غزلوں کا دیوان شروع ہوتا ہے جو ابجد وار مرتب ہے۔ لوح پر بسم اللہ کے نیچے یہ عبارت ہے۔" مالک ایں کتاب نصراللہ ساکن دیکم محل" (د ۹) سنہ ۱۱۰۹ھ یوم یکشنبہ۔

دیوان کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

مقدور نہیں اسکی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا

۴۔ غزلیات کے اختتام سے قطعات مخمسات مثنویاں ہجو میر تقی مرثیہ گو، مرثیے ہجو میں اس ترتیب سے لکھی ہوئی ہیں۔ ہجو میں ناتمام ہیں۔
کتب خانہ آصفیہ میں ایک مکمل اور اچھا نسخہ دیوان سودا کا موجود ہے۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۶ نمبر ۵۰۵)۔ اس کے علاوہ برٹش میوزیم میں چار (فہرست ۵۰، ۵۰۵ صفحہ ۱۰۵۹) اور کتب خانہ جات شاہ اودھ میں ایک نسخہ ہے (صفحہ ۷۰۳)

مجموعۂ نظم

(۵۰) بیاض (۱۲۷۷)

اوراق ۷، سطور ۵ تا ۱۰، تقطیع ۷ × ½۴، نستعلیق شکستہ آمیز خط
دیسی کاغذ آب زدہ۔ مکتوبہ تقریباً ۱۲۷۰ھ

یہ کوئی مسلسل رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی ہندو خاندان کی بیاض ہے۔ جس میں ہندی اُردو اور فارسی شعرا کے کلام کے ساتھ خطوط کے مسودے، معاملات کی تفصیل لین دین کا حساب غرض اکثر امور درج ہیں۔ ورق اول پر ایک باعی اور یہ تحریر درج ہے۔

"ایں خط راجہ دیو رام است"

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مالک راجہ دیو رام فرزند راجہ گردہاری لعل کریت ونت بہادر ہیں اور یہ انھیں کی تحریریں ہیں۔

ورق ۴ ب پر ایک ہندی نظم (ہولی) درج ہے۔

ورق ۵ ب پر ایک رقعہ کا مسودہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہنود بھی مسلمانوں کی طرح اپنے مردوں کی بخشش کے لئے "فاتحہ" کیا کرتے تھے

ورق ۶ ب پر ایک فارسی خط ہے۔

ورق ۸ الف پر تراب کی ایک اردو غزل ہے

ورق ۱۱ الف پر شادان (مہاراجہ چندو لعل بہادر) کی اردو غزل ہے (کیا جنس ہے تو دل سے خریدار ہوں تیرا)

ورق ۱۲ الف و ب پر "گنبدے درکہ دراں قوم زنخیان متوطن اند" (ترتیب)

Marfat.com

کے کسی دوست کے پاس بھیجے جانے کے معمی خطوط فارسی میں لکھے ہوئے ہیں۔
ورق ۲۰ ب پر عزت کی ایک اردو غزل ہے (گہر گوش گلے میں جو ہار موتی کا)

ورق ۲۷ ا سے ۴۱ ب تک (الٹے طرف سے "سری گنیش ایمہ" کے عنوان سے "کرشن، ارجن وغیرہ کے حالات فارسی زبان میں درج ہیں۔
ورق ۴۳ ب پر انگریزی میں "ایم چندر، چند و لعل، ور راجہ راجی کے نام درج ہیں، اور فارسی میں میر علی خطاط کی ایک رباعی درج ہے۔
ورق ۴۷ ب ۴۸ ا پر نواب وزیر علی خاں متبنی "آصف الدولہ" کی ایک غزل درج ہے، (اس گردش افلاک سے پھولا نہیں ہم)
ورق ۵۰ ا سے ۵۰ ب تک نعمت خاں عالی کی ایک فارسی غزل درج ہے۔
ورق ۵۱ ا پر نیر اور دوسرے شاعروں کی اردو نظمیں لکھی ہوئی ہیں۔
ورق ۵۷ ا کے بعد سے بعض ہندی دوہرے اور اردو فارسی نظمیں شروع ہوئی ہیں انہیں پر یہ بیاض ختم ہوتی ہے۔

۵۱۔ کلام ہندی ملک محمد جائسی (۲۰ ز ۱۳)

اوراق ۱۰۳، سطور ۱۳ تا ۱۴، تقطیع $\frac{1}{2}$ ۷ × ۴ نستعلیق شکستہ آمیز، دیسی کاغذ مطلا حاشیہ تا ورق ۷۴ ب نساخ کیشو رائے۔ تحریر بست و پنجم رجب ۱۱۵۲ھ مقام کتابت پرگنہ مدو

Marfat.com

یہ ملک محمد جائسی کی ہندی نظمیں ہیں جن میں سے پہلی نظم کسی ہندی شاعر کے کلام کی تضمین ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد کے ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

آغاز

رب یسر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وتمم بالخیر

مورکھ من اللہ میاں سوں لاوا
جیہ کھاوا بتجھ کر گاوا

خاتمہ

اب جوگ سومانے جو کچھ کیلئے ہوئے
محمد کبت کہاں ایک ایک کھڑے

ترقیمہ

"تمت تمام شد کار من نظام شد بتاریخ بست و پنجم رجب المرجب ۱۱۵۴ در سرکار رائے چندری صوبہ حیدرآباد برائے خاطر دیوان ... صاحب املکاتیاص سال دیوان سیٹھ راجیو سلمہ اللہ تعالیٰ ... ولد بسنت رائے رقم کردہ موسیٰ ... خالی از خطا نبود"

ورق ۵ ب پر بھی ایک ترقیمہ ... حسب فرمود دیوان صاحب ... بتاریخ سوم رجب المرجب سنہ ۱۱۵۴ ہجری ... رقم کردہ"

(۵۲)- گلدستۂ گلشن معانی (۷ نا ۱۴۱)

اوراق ۲۳۱ سطور ۹ تا ۱۲ تقطیع $\frac{۳}{۴}$ ۸ × ۶ شکستہ آمیز نستعلیق خط- کرم خوردہ نساخ مرتب بیاض ہی ہے جن کا نام بھوانی داس ولد نتھو لعل المتخلص بہ واضح تحریر ۱۲۰۶ھ

یہ بھوانی داس ولد نتھو لعل واضح کی بیاض ہے جو فارسی اور اردو کے شاعروں کے کلام پر مشتمل ہے-

قدیم فارسی اور اردو دان بزرگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر ایک ایک بیاض اپنے پاس رکھتا جس میں وہ اپنی پسند کے اشعار درج کرتے- اس سے نہ صرف یہی کام لیا جاتا بلکہ یہ ایک قسم کی ڈائری ہوتی جس میں ہر وہ چیز بطور یادداشت کے لکھ لی جاتی تھی جو صاحب بیاض کو متاثر کرتی- ان بیاضوں کی جو ادبی قدر و قیمت ہے اس کی تفصیل تذکرہ "گل رعنا" (عبدالحی) کی تمہید میں مل سکتی ہے- ان بیاضوں نے اکثر شعرا اور ادیبوں کو علمی دنیا سے روشناس کروایا ہے- شعرا کے تذکرے لکھنے کا رواج بھی اس قسم کے احساس کے تحت پیدا ہوا-

زیر نظر بیاض ۲۳۱ اوراق پہ ختم ہوتی ہے بھوانی داس نے اسکو کئی فصلوں پر منقسم کیا ہے- ہر فصل کا خاص عنوان مثلاً "سراپا" "حمد" وغیرہ ہے- جس کے ماتحت فارسی اور اردو شاعروں کا بہترین کلام جمع کیا گیا ہے-

Marfat.com

بیاض کا تسلسل غالباً جلد سازی کی غلطی کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ چنانچہ آغاز اس کا فصل دوم (نمبر ورق جو واضح نے قائم کیا ہے ۱۱ ہے) سے ہوتا ہے موجودہ ورق ۱۲ دراصل پہلا ورق ہے۔ جس سے "توحید" کے مضمون والے اشعار کا آغاز ہوتا ہے۔

ورق ۱ الف فصل دوم۔ "تمار فراق و ہجران و سالے و ناشکیبائے" اس فصل میں تابان۔ صائب، غبار۔ ملا جامی۔ ملا نافع۔ طریجی ساوجی (؟) شاعر غریب۔ اور نواب خانخاناں۔ کے اشعار درج ہیں۔

ورق ۴ ب۔ فصل دوم۔ تواریخ وغیرہ

ابجد کے تمام حروف معہ ان کے مقررہ اعداد کے درج ہیں۔

ورق ۵ الف ب۔ پر جلال اسیر۔ بدر چاچ۔ ناصر جنگ۔ اور علی کے اشعار ہیں۔

ورق ۶ الف فصل نہم متضمن صنعت اسپ و خیل

حسب ذیل شعرا کا کلام درج ہے۔ طالب آملی۔ شیدا۔ آصفی۔ فیض حافظ۔

ورق ۹ الف پر جعفر زٹلی کا ایک رقعہ درج ہے۔

ورق ۹ ب کے آخر میں ایک نظم "بخدمت قطب الدولہ" لکھی ہے

ورق ۱۱ الف پر فصل نہم "کنایت و لف و نشر و تجنیس و کسر الویف و نغز بے نقط" اس فصل میں تمام صنائع و بدائع کے فارسی شعر درج ہیں۔

ورق ۱۲ الف "تاریخ مصنفہ عسکری صاحب خلف میر علی فیاض" (یہ ورق تاریخی اشعار کا ہے جس میں منجملہ اعتبار خاں بہادر حسن صاحب فیاض برادر راجہ عسکری صاحب (تاریخ قتل ٹیپو سلطان) ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد)

Marfat.com

اور رضا علیخاں عرف رجو میاں کے فارسی اشعار تاریخی مندرج ہیں۔

ورق ۱۲ ب پر فارسی میں تاریخ تولد نبیرہ لالہ بھوانی داس (صاحب بیاض) "گل چون بشگفت در چمن امید" (۱۲۰۲ھ) لکھی ہے۔

ورق ۱۳ الف سادہ ۱۳ ب، اور ۱۴ الف فارسی اشعار (صنائع و بدائع) سعدی علیہ رحمتہ

ورق ۱۳ ب "فصل چہارم سوال وجواب شاہ جہاں و نور جہاں" خسرو کے اشعار (فارسی)

ورق ۱۵ الف مقدمہ فارسی صاحب بیاض؛ ابتدا میں رسمی حمد و نعت وغیرہ کے بعد لکھتے ہیں۔

اما بعد چنین گوید نیاز اساس بھوانی داس ولد نتھو لعل منشی المتخلص دانع کہ در اثنائے صحبت و مصاحبت با عزیزان عالی فطرت در شہر دار السرور محمد نور عرف ارکاٹ مرکوزی درمیان فرصت کہ اکثر (؟) عزیزی متصدی انتخاب دواوین شعرائے فارسی و ہندی متقدین و معاصرین کردہ۔ و ابیات برگزیدہ ہر کدام را کہ دلالت معنی خاص داشتہ باشد فراہم آوردہ در ابواب و فصول معین ترتیب داد.........

و تاریخ اتمام این مجموعہ از ہر یک مصراع این ابیات.... بوضوح جواہر پیوست۔

سرمایہ شوق و کامرانی
مجموعہ عیش و نکتہ دانی

Marfat.com

آرائش عقل و ہوش دانم
عرض دلمن شدہ حیانی
در بزم وجہ سرود بشنو
خاطر بجمال شادمانی
ہر فرد بریں سفید رنگین
تسویہ ہمہ چو نقش مانی
واضع اصول اصل ولس؟
گلدستہ گلشن معانی

اس کے نیچے ۱۲۰۷ ہجری لکھا ہوا ہے۔

اوراق ۱۸-۱۹-۲۰- سادہ ہیں ۲۱ الف پر توحید، نعت وغیرہ کے عنوان سے صائب نظامی گنجوی۔ امیر خسرو۔ زیدے۔ فیضی۔ محفوظ بیدل اور طغرا کے فارسی اشعار درج ہیں۔

ورق ۲۴ الف پر بیدل کی رباعی عالمگیر کی شان میں لکھی ہوئی نقل کی گئی ہے۔

ورق ۲۴ ب۔ کلام ابیات حسن بعشق و جلوہ حسن (اشعار فارسی)

ورق ۲۷ الف بیان حال ارباب کمال کلام اولیاء اللہ۔

ورق ۲۹ الف باب سوم مشتمل بہ بیان عشق و ثابت قدمی و ملامت و رسوائی و آہ و نالہ و سوز و داغ و عجز و نیاز اظہار جنونی۔ بیدار دو الم۔ بہر یازدہ فصل ہے۔ (آگے تفصیل درج ہے)

فصل اول۔ در بیان عشق و ثابت قدمی و ملامت رسوائی و سوز و گداز و عجز و نیاز افتادگی و ضعف و جنون و اظہار بداد و الم ہے اس فصل میں کلیم۔

Marfat.com

جامی - میر حسن - غنی کشمیری کے فارسی اور منعم - عبدالحی تاباں، میر درد، یقین - سودا
قائم - محمد اسمٰعیل، بے تاب - کے اردو شعر درج ہیں -

ورق ۳۴ ب فصل دوم " در بیان جور و جفا معشوق وغیرہ" میر سنجر، مرزا
عجم قلی جلال، اسیر - کے فارسی اشعار اور ریختہ رنگ سودا، نقد علیخاں ایجاد - ممتاز
مظہر، عزلت - میر محمد سعید ذوفن، کے اردو شعر درج ہیں -

ورق ۳۵ ب فصل سوم " در کیفیت آرزو ، مدعا و محبت و خیال
و آغوش " مشتمل ہے - صائب، میر، شیدا، ہمت، بابا فغانی، ناصر علی -
جوشش کے فارسی اور سودا کے اردو اشعار پر -

ورق ۳۸ ب فصل چہارم - ذکر بے وفائی وغیرہ - صائب - ساقی - نسائی
کمال خجند، طالب آملی کے فارسی اور میاں قائم کے اُردو اشعار پر مشتمل ہے -

ورق ۴۰ ب فصل پنجم - در بیان نصیحت و صفت دل و صفت آن
و شکست شیشہ دل الفت -

اس میں فارسی اشعار - صائب، محمد ایوب، آزاد، شیدا - فسائی (؟) آصفی -
اور بیدل کے درج ہیں

ورق ۴۳ ب فصل ششم حقائق طعنہ و مداوی طبیب" فارسی اشعار
عشقی -

ورق ۴۴ ب فصل ہفتم " در بیان نزول، غرور جوانی و صفت آن"
فارسی اشعار - آزاد - اور اردو اشعار محمد صالح ندی (ندا؟)

ورق ۴۵ ب فصل ہشتم - در بیان انعام و دشنام وغیرہ" امانی
اور رہائی وغیرہ کے فارسی اشعار پر مشتمل ہے -

ورق ۴۷ ب فصل نہم " در کیفیت و صفت رحم " اسیر، شیدا، سلیم

Marfat.com

کمال خجند۔ آصفی اور صائب کے اشعار کے ساتھ کچھ ہندی شعر بھی درج ہیں۔

ورق ۳۶ ۔ فصل یازدہم بر اشعار مضامین شوق انگیز لطائف اوضاع و حرکات اقتضائے سن و سال طفلتان نوشتہ کہ اسم آن غزال الہند یعنی اسرار نسوان کہ عبارت از نائیکا بہید است"

ورق ۸۲ ۔ باب چہارم "مشتملہ وصف شراب و طلب آن و خوردن با محبوب و ساقی و توصیف بنگ و افیون وغیرہ آن و نظارہ مہتاب و باغ و بہار و فزا و آب رواں ۔ و فوارہ و آواز عندلیب و خزان و نغمۂ مطرب و رقص و ساز و نواز و طعنہ ہزار و محتسب و تعریف شعر و سخن و خط منقسم بر نہ فصل" مشتمل ہے ۔ صائب ۔ غنی کشمیری مرزای مرزایان آصفخان، حافظ، عمر خیام محمد قلی سلیم، خاقانی، احسن، طالب آملی، ہمت، رضائی، موزوں، اسیر، خسرو، علی، قدسی، جلال، موسی خاں، کمال خجند، سودا، محمد اسمٰعیل، بے تاب ٹیک چند بہار، سراج الدین علی خاں آرزو، خواجہ میر درد، خرم خاں، مرزا خاں یقین ۔ کے اشعار اردو اور فارسی پر ۔

ورق ۱۰۳ ۔ باب پنجم "متضمن اشعار فصول اصول رسائل و رسائل و عنوان مکاتیب و نامہ فرستادن و صبا و قاصد و بمقام ہش یار و شدائد فراق و ہجران و بیتابی و بے صبری ۔ و استدعاء ترحم" اس میں آٹھ فصلیں ہیں جن میں تحت کے عنوانات کے ساتھ بیدل ۔ سالم ۔ زیب النسا ۔ فیضی ۔ احسن صالح، جامی، کے فارسی اشعار مندرج ہیں ۔

ورق ۱۱۵ ۔ باب ششم "متضمن بر اشعار تفصیل ذیل" لکھا بارہ فصلوں کے تحت شجاعت ۔ عہد و پیمان اختلاط ۔ تواضع قناعت ۔ و ۔ وغ و ہرزہ انصاف و ظلم اعتبار و انکسار وغیرہ راحت و افلاس قامت ۔ و قیامت بدنمائی، خود نمائی ذلت وغیرہ خوبی خورد سالے پہلوانے و جوانے کے مضمون

Marfat.com

والے اشعار اسی ترتیب سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں عموماً اشعار کے ساتھ شاعر کے نام درج کرنے کے بجائے مضمون شعر کی سرخی قائم کی گئی ہے۔ مثلاً دروغ "ظلم" وغیرہ۔

ورق ۱۳۰ الف باب ہفتم "در بیان شکوہ و شکایت اہل دنیا و بے مہری سپہر و حسرت طعنہ بر چرخ کج رفتار و حسود و فرزانہ و غیر آں بتفصیل افصال (فصل کی جمع ؟) ذیل"

اس میں (۱۲) فصلیں ہیں۔ جن میں عمر خیام، ملا وحشی، ملا شیدا صائب۔ محمد صلاح، مرزا آئے گرامی (؟)، احسن، میر عماد، فیض، سلیم، فغانی، زیب النسا، بیدل، وحید کے فارسی اور زرعید (؟) بیگم کے اُردو اشعار درج ہیں۔

ورق ۱۵۰ الف سے "اشعار آبدار فارسی و ہندی" کے عنوان سے نقر، حزیں، مظہر، ثابت، قاسم خاں، ہمزلف شاہجہان، کلیم، کمال خجند ناصر جنگ، نواب محفوظ خاں، رسا۔ مرزا انوراللہ، باقر صاحب گہر، مصری ناراین بیراگی، عارف الدین خاں عاجز، نوازش خاں، تابان، سوزان عاشق علی خاں ممتاز۔ حاتم فیض اتم۔ سودا۔ نقد علیخاں ایجاد، عزلت سید عظیم الدین، صاحب۔ نوازش علی خان شیدا۔ شاہ مرزا خاں، ماہ مرزا کے فارسی اور اُردو اشعار لکھے ہیں۔

ورق ۲۱۰ الف باب دوم "متضمن بر توصیف سراپائے دلربا"۔ اس میں چار فصلیں ہیں جو موئے سر، جعد و غیرہ افشاں پیشانی و جبین حسین، درازدستی پیکان و خدنگ چشم و سرمہ" کے بیانات پر مشتمل ہے اس میں حسب ذیل شعرا کا کلام ہے۔ طالب آملی اور شیدا۔

Marfat.com

ورق ۲۱۷ الف "رو در خ در حسن و ملاحت"

ورق ۲۱۹ ب "در بیان خط و خال و پان و مسی"۔ ان دو فصلوں میں انھیں شعرا کا کلام درج ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

ورق ۲۲۳ الف فصل ہشتم "در بیان زنخدان و گلو و گردن وغبغب" اس میں صائب، شیدا، جامی اور سعدی کے فارسی اشعار درج ہیں۔

ورق ۲۲۴ الف ب فصل نہم "ساعد و دست و پنجہ و سینہ وغیرہ" مشتمل ہے۔ صائب۔ ملا، شیدا، طوسی، زلالی، معقول (؟) خسرو ملا علی رضا تجلی، جامی اور عالی کے فارسی اور سودا کے اردو اشعار پر۔

ورق ۲۲۷ الف فصل دہم "کمر و سرین و ساق و پا و پنجہ" صائب و جامی، سیرتی، طوسی، صوفی، شیدا کے فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔

اوراق ۲۳۰ و ۲۳۱ سادہ ہیں۔

۵۲ [ہندی کلام کا مجموعہ] (۷ / ۱۵)

معہ

راگ درپن

اوراق ۲۲۵۔ سطور ۱۰ تا ۱۵۔ تقطیع $\frac{3}{4}$ × $\frac{3}{4}$ ۴۔ نستعلیق شکستہ آمیز خط کرم خوردہ۔ اول اور آخر حصہ ناقص درمیان کے بعض اوراق معلا حاشیہ دار ہیں۔ نساخ میر بہاد الدین اور عنایت اللہ عرف امیر صاحب مکتوبہ ۱۲۰۳ھ

Marfat.com

ہندی راگوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جس کے پہلے فارسی کا مشہور رسالہ موسومہ "راگ درپن" مصنفہ فقیر اللہ (۱۰۷۳ھ) فن موسیقی پر لکھا ہوا مجلد ہے۔

"راگ درپن" کا کاتب سید عنایت اللہ عرف امیر صاحب اور سنہ کتابت ۱۱۷۳ ہے۔

درمیان کے کچھ اوراق سادہ ہیں۔ ان کے بعد ہندی راگوں کے مجموعہ کا حصہ شروع ہوتا ہے۔ جس کے بیچ کے چار اوراق مطلا حاشیہ کے ہیں پہلے ورق پر "کتبہ میر بہاؤ الدین" لکھا ہوا ہے۔ آخری حصہ ناقص ہے۔

آغاز (مجموعۂ ہندی)

"چوتالہ۔ کبت ...... بھیرون...
تیر و یہ پران پت رگھوری چونپ جاہ جاڑں ہوں
سدہ سکھ دایک"

خاتمہ۔

کہانلوں استت کروں تو توہی نکائی"

Marfat.com

قصص

(ا) منظوم قصے

۵۴ - بوستان خیال (۱۳ نمبر ۱)

اوراق ۳۵ - سطور ۱۲ تا ۱۴ - تقطیع ۸ × ۴ نستعلیق شکستہ آمیز خط
ترچھی تحریر کاغذ دیسی - بے حد کرم خوردہ - مکتوبہ ۱۱۹۵ ہجری
درمیان کے کچھ اوراق غائب ہیں

یہ مثنوی دکھنی زبان میں ہے - اس کے مصنف سید شاہ سراج الدین المتخلص بہ سراج ہیں - جو اورنگ آباد کے متوطن تھے - اور وہیں ۱۱۲۷ میں پیدا ہوئے میر تقی میر نے اپنے تذکرہ میں اور ان کے اتباع میں میر حسن نے ان کو سید حمزہ دکھنی کا شاگرد لکھا ہے۔[ل۵]

سراج درویش صفت بزرگ تھے - شاعری میں بھی ان کا پایہ بلند ہے - ان کی تصنیفات میں ایک فارسی اور ایک اُردو دیوان اور یہ مثنوی "بوستان خیال" ہے سراج نہایت پرگو شاعر تھے زبان بھی نسبتاً زیادہ صاف استعمال کرتے ہیں - ان کے اردو دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

ل۵ - نکات الشعراء ، "لسان العصر" جلد اول نمبر ۵ - تذکرہ شعرائے دکن صفحہ ۴۰ -

Marfat.com

میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۱۰۱ء میں اپنے ہی کلام کا ایک انتخاب چمنستان بھی کیا تھا۔ سراج کا انتقال ۱۱۷۷ء میں ہوا[1]۔

بوستان خیال میں مصنف نے ایک قصہ بیان کیا ہے۔ جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ سچا ہے۔ اس قصے کے واقعات میر تقی میر کی مثنوی "خواب دل" سے مشابہ ہیں۔ یہاں بھی شاعر کی زبان سے شخص قصہ اپنے واقعات بیان کرتا ہے۔ کہ وہ کسی پر عاشق تھا، جس کی وجہ سے اس کو دنیا کی کسی چیز میں دلچسپی نہیں ہوتی تھی۔ اسی حال میں ایک شخص نواب نظام الملک بہادر "وزیر شہنشاہ ہندوستان" کی فوج کا سردار جبکہ فوج بالکنڈہ کی فتح کے بعد گھر لوٹ رہی تھا، ان کو اپنے ساتھ منت وسماجت سے لیجاتا ہے تاکہ وہاں ان کا دل بہل سکے۔ اس کے ساتھ ایکروز باغ کی سیر کو کھنچے کھنچے چلے جاتے ہیں لیکن وہاں عجیب حرکتیں دیوانوں کی سی صادر ہوتی ہیں۔ اس پر وہ سرداران کو اپنا حال کہنے پر مجبور کرتا ہے عاشق اپنے عشق کا حال اور اس قسم کے واقعات کا ایک اور قصہ بھی سناتا ہے۔ سردار کو سراج کے معشوق کی کہانی سے رنج ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ان کو سمجھا کر اپنے ساتھ ہی رکھ لیتا ہے۔

آغاز :-

اے ہمنشینو میرا دکھ سنو
مری دل کی گلشن کی کلیاں چنو

خاتمہ :-

نظر درد پر کوئے میری کری
ختم مثنوی کر دعا کو پڑھی تو

---

[1] مخطوطہ تذکرہ چمنستان شعرا (کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

Marfat.com

ترقیمہ

ایں قصہ مثنوی شاہ سراج..... برائے خاطر عزیز برادر اقبال....
شاہ..... مرزا تحریر یافت۔ بتاریخ دوازدہم شوال مقام
فرخندہ بنیاد ۱۱۹۵ھ ہجری

مثنوی کے آغاز سے پہلے ورق ا و ۲ الف و ب پر مختلف فارسی اور اُردو نظمیں ہیں۔ مثنوی کے اختتام کے بعد سوداؔ کا مشہور قصیدہ "تضحیک روزگار" مندرج ہے۔ آگے سب سے آخر میں ایک ہندی نظم ہے، جس میں فارسی جملے بھی بلا تکلف استعمال کیے گئے ہیں۔

۵۵- قصّہ حضرت تمیم انصاری (۱۳/۲/۲)

اوراق ۹۵۔ سطور ۹ تقطیع $\frac{3}{4}$ ۸ × $\frac{3}{4}$ ۵ نسخ خوشخط کاغذ کہرا
بعض درمیانی اوراق غلط سے ہوئے نساخ کے نام اور
سنہ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا

یہ منظوم قصہ تین سو سال پیشتر یعنے گیارھویں صدی ہجری کے وسط میں دکن کے ایک شاعر صنعتی کا لکھا ہوا ہے۔ اور غالباً اُردو منظوم قصہ نویسی کی تاریخ میں ابتدائی باب ہے۔

صنعتی کا حال کسی تذکرہ میں نہیں ملتا۔ تمہیدی حصہ میں مصنف کے حالات صرف اسقدر معلوم ہوتے ہیں کہ وہ بیجاپور میں پیدا ہوا۔ اور سلاطین عادل شاہیہ کے اس نے دو سلسلے دیکھے ایک جگہ وہ "محمد شاہ" کی تعریف

نقطے کرم خوردہ حصے کو ظاہر کرتے ہیں

Marfat.com

بھی کرتا ہے۔

یہاں محمد شاہ سے' پڑھنے والے کا خیال دکن کے ان تمام حکمرانوں کی طرف جا سکتا ہے جو اس زمانے کے قریب میں گزرے ہوں۔ اور جن کے نام کا جز محمد شاہ ہو۔ سلاطین بہمنیہ ہی میں اس نام کے تین حکمران گزرے ہیں۔ محمد شاہ بن بہمن شاہ (۷۵۹ھ - ۷۷۶ھ) محمد شاہ ثانی (۷۸۰ھ - ۷۹۹ھ) محمد شاہ ثالث جس کا پورا نام شمس الدین محمد شاہ تھا۔ (۸۶۷ - ۸۸۷ھ) لیکن ان میں سے آخری بادشاہ کے عہد سے بھی صنعتی کا زمانہ مطابقت نہیں کرتا۔ یہ قصہ صنعتی نے ۱۰۵۵ھ میں لکھا۔ اس لحاظ سے محمد شاہ ثالث کا عہد قصے سے ایکسو اڑسٹھ ۱۶۸ سال پہلے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ صنعتی کا قصہ محمد شاہ ثالث کے عہد میں موجود ہوگا۔

اسی طرح قطب شاہیہ سلسلہ میں محمد قلی قطب شاہ کا عہد حکومت ۹۸۸ - ۱۰۲۰ھ تک ہے۔ اور یہ قصہ اس سے پینتیس ۳۵ سال بعد لکھا گیا۔ محمد قطبشاہ (۱۰۲۰ - ۱۰۳۵ھ) صنعتی کا معاصر ہو سکتا ہے۔ تاہم اس کے عہد حکومت میں بھی یہ قصہ نہیں لکھا جا سکتا۔

صنعتی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ محمد شاہ ابراہیم شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

براہیم کے بعد از ہوا نامدار
جگت میں محمد شہ کامکار

اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ صنعتی عادل شاہی سلسلہ کے حکمران محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ - ۱۰۷۰ھ) کا معاصر ہے اور اس کے عہد میں اس نے یہ قصہ تصنیف کیا۔ کیونکہ محمد عادل شاہ سے بالکل پہلے ابراہیم عادل شاہ (۹۸۸ - ۱۰۳۷ھ)

Marfat.com

حکومت کرتا تھا۔ اوپر کے شعر میں محمد شاہ کے نام کے ساتھ "داد گر" کی صفت یقیناً عادل شاہی لقب کی طرف اشارہ ہے۔

قصہ کا موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت تمیم انصاری کی فوق فطری مہمات ہیں۔ ان کی نوعیت حاتم طائی یا سندباد جہازی (الف لیلہ) کے قصے کے واقعات سے ملتی جلتی ہے۔

قصے کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے۔ اور حمد کے ختم سے پانچ شعر پہلے مصنف اپنا تخلص لاتا ہے۔ حمد کے نو اشعار کے بعد نعت، منقبت، تعریف سخن (شعر)، اور بادشاہ وقت کی مدح کے ۶، ۷، ۹، ۴، ۸، ۵ اور ۷، ۵ شعر بالترتیب لکھے گئے ہیں۔

قصہ بارہ مقام (فصول) پر منقسم ہے۔ ہر فصل کی ابتدا سے پہلے اسی قسم کے مضمون کا ایک ایک ساقی نامہ بھی لکھا ہے۔ جو غالباً ابتدائی اُردو کے ساقی ناموں کا ایک اچھا نمونہ ہیں۔

آغاز　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا بول اول توں سبحان کا
جو خالق ہے جن و انسان کا

خاتمہ

بحمد اللہ از حسن توفیق رب
ہوا نظم دلخواہ یو ختم سب

اس قصے کا ایک نامکمل مخطوطہ مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو (اورنگ آباد دکن) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ تیسرا کامل اور نفیس مخطوطہ نواب عنایت جنگ بہادر مددگار محکمہ مالی بلدہ کے کتب خانے میں ہے۔

Marfat.com

۵۶ - قصّہ ملکہ مصر ۱۳ ا ۲/۱۳

اوراق ۱۳ - سطور ۹ - تقطیع ۴/۱ ۶ × ۴ - نستعلیق خط - کاغذ دیسی
نساخ غلام مرتضیٰ سن کتابت ۱۲۱۶ ہجری سن تصنیف ۱۱۰۰ھ

ڈاکٹر ایتھے اسپرنگر اور پروفیسر بلوم ہارٹ[۵۸] کی تحقیق کے مطابق "قصۂ ملکہ مصر" دکن کے ایک شاعر محمد علی نام اور عاجز تخلص کا ہے۔

تو کچھ نا کہے اس کی جا بلی جا
بھر حال عاجز کو دیویں دعا

عاجز کا زمانہ وہ ہیجان انگیز عصر ہے جس میں دکن کی اسلامی سلطنتیں الٹ دی جا رہی تھیں اور شہنشاہ اورنگ زیب غازی عالمگیر فتوحات میں مصروف تھے۔

عاجز کی تصنیفات میں اس قصے کے علاوہ ایک اور "قصہ فیروز شاہ" ہے جسکے واقعات گل بکاؤلی کے قصے سے مشابہ ہیں۔ اور جو ایک فارسی قصے کا ترجمہ ہے[۵۹]۔

ملکہ مصر کا قصہ یہ ہے کہ مصر کی سلطنت کا ایک بادشاہ فیروز شاہ نامی تھا جس کے انتقال پر اس کی بیٹی[۶۰] ملکہ نامی تخت پر بٹھائی گئی گیارھویں سال جب وہ شادی کے قابل ہوئی تو اس نے اعلان کر دیا کہ وہ اسی شخص کے ساتھ عقد کرے گی جو اس کے سوالات کے تشفی بخش جوابات ادا کرے گا۔ یہ سوالات اور ان کے

---

۵۸ - ایتھے نمبر ۱۰۰، اسپرنگر ص ۶۰۹، اسٹوارٹ ص ۴۲، بلوم ہارٹ نمبر ۲۰۔
۵۹ - ملاحظہ ہو "مجلہ مکتبہ" (حیدرآباد دکن) جلد ۱ نمبر ۲ ص ۱۱۲۔
۶۰ - پروفیسر بلوم ہارٹ نے یہاں غلطی سے بیوی لکھ دیا ہے۔ اسکا ماخذ یہ شعر ہے۔ تھی بیٹی نہ تھا اس کو فرزند سیتی شاہ اس سا کچھ دلبند ہو۔ اسی طرح لڑکی کے گیارہ برس کی عمر تک پہنچنے کو۔ وہ لکھتا ہے کہ گیارہ سال تک حکومت کی۔۔

Marfat.com

جوابات ہی درحقیقت اس قصّے کی روح رواں ہیں۔ سوالات سب کے سب اسلامی عقائد اور احکامِ قرآنی سے متعلق ہیں۔ اور قصے کا مقصد ان مسائل کو ذہن نشین کرنا ہے۔ ملکہ کے سوالات حل کرنے کے لئے کئی ایک سرفروش نوجوان آئے اور قاصر رہنے پر اجل کے گھاٹ اُتارے گئے۔ آخرکار ایک ہندوستانی شخص جس کا نام عبداللہ عالم[1] ہے۔ آتا ہے اور تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات ادا کرکے شہزادی کو بیاہتا ہے۔ اس طرح تخت و تاج اس کو نصیب ہوتا ہے۔

آغاز

کہوں میں ثنا صفت حق کا اول
بنایا ہے دو جگ حکم بے بدل
رکھا جیوں معلق زمین آسماں
چلاتا ہے جو نت زمین اور زماں

خاتمہ

اے محمود اب پیر کا ناؤں لے
ختم کر درازی کو سب چھوڑ دے
لکھیکا اکر توں تو ہے یو بھوت
جو تھوڑی ہیں اس وار کرتوں ترت
اِتا یاد کر دل میں اپنا امام
درود بر محمد علیہ السلام

قصے کی تاریخ تصنیف مصنف نے ۱۱۰۰ ہجری بتلائی ہے۔

کہ ہجرت بعد از برس ایکہزار
ہور یک سو (یو) بولیا ہوں یو یادگار

[1] انڈیا آفس کے نسخے میں اس کا نام عبدالعلیم بتلایا گیا ہے یہی نام اس مجموعے کے دوسرے نسخے میں بھی ہے (ملاحظہ ہو مطبوعہ فہرست ج۱)

Marfat.com

تمت تمام شد بتاریخ بست ہفتم ماہ شعبان المعظم کاتب الحروف
فقیر حقیر کمترین غلامان غلام مرتضیٰ بروز دوشنبہ باتمام رسید
سنہ ۱۲۱۶ ہجری

خاتمہ کے پہلے منقولہ شعر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمود دکنی نے عاجز کے قصے کو غالباً اپنا لیا ہے۔ زیر نظر عاجز کے نسخہ محمود ہی کا ہے عاجز کے اصل قصہ کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے۔

لکھیا یو قصہ میں مبارک گھڑی
طبق مشتری نور کی لے گھڑی
درود اں کہو دمبدم محمد پر مدام
بحق محمد علیہ السلام

(ملاحظہ ہو فہرست انڈیا آفس نمبر ۳، ص ۳۶ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۲۱ء) اس مخطوطے کے آخری اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف محمود ہی ہے لیکن محمود کے قصے کا آغاز بالکل وہی ہے جو عاجز کے اصلی قصے کا ہے اور نیز خود عاجز کا نام شعر نمبر ۷۳ میں آگیا ہے۔ اس لئے یقیناً محمود نے عاجز ہی کے قصے کے آخر میں اپنا نام بھرتی کر دیا ہے۔ اسی طرح اور ایک شخص عبداللطیف نامی نے بھی عاجز کے اصل قصے کو کہیں کہیں اشعار مصرعوں یا الفاظ کی تبدیلیوں، اضافے یا کمی کے ساتھ اس کو اپنا لیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا نمبر ۵۸)

لیکن اس مخطوطے کے پڑھنے والے کو اس کے محمود کی تصنیف ہونے کا شبہ اس وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے کہ مصنف کا نام جو شعر میں آیا ہے اسکی طرف

Marfat.com

بغیر علم کے توجہ نہیں ہو سکتی۔

عبداللطیف کے اور محمود کے نسخہ کا مقابلہ کرنے سے دونوں کے اختلافات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اگر عاجز کا اصل نسخہ بھی دستیاب ہو جاتا تو اس کے اور محمود کے نسخہ سے مقابلہ کرنے پر (قطع نظر آخری اشعار کے اختلاف کے جو ہمنے انڈیا آفس کی فہرست سے نقل کئے ہیں) دونوں کے اختلافات کا حال بھی روشن ہو سکتا تھا۔

پروفیسر بلوم ہارٹ نے اس قصے کے عنوان کو سہواً عاجز کے ایک دوسرے قصے "قصہ فیروز شاہ" سے مخلوط کر دیا ہے اس لئے وہ گارساں دتاسی کی تحقیق میں یہ سقم نکالتے ہیں کہ۔

گارساں دتاسی اس مصنف (عاجز) کا حال لکھتے ہوئے اس قصے (قصہ ملکہ مصر) کا عنوان "قصہ فیروز شاہ" بتلاتے ہیں لیکن قصے میں اس عنوان کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ نیز اس عنوان سے اس قصے کو مزین بھی اس وجہ سے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس بادشاہ کا کچھ حال اس میں درج نہیں ہے۔ یہ فارسی کے اس قصے سے بالکل مختلف ہے جس کا ذکر اس نے اپنی فہرست کے صفحہ ۳۸۶ پر اس طرح کیا ہے۔

قصہ فیروز شاہ فرزند شاہ بدخشان جو ایک عجیب و غریب
پھول حاصل کر کے اپنے بیمار باپ کو تندرست
کرتا ہے"

گارساں دتاسی کو غالباً عاجز کے قصہ ملکہ مصر کا پتہ نہیں ملا تھا اس لئے اس نے اپنی تصنیف میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور پروفیسر بلوم ہارٹ کو عاجز کے

لہ۔ فہرست ہندوستانی مخطوطات انڈیا آفس نمبر (۳)، صفحہ ۳۷۵، ۳۷۶

Marfat.com

دوسرے قصے (قصہ فیروز شاہ) کا حال نہیں معلوم ہوا۔ اسی وجہ سے ان کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے۔ اس مغالطے کے قوی ہونے کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ قصہ ملکہ مصر میں ملکہ کے باپ کا نام اتفاق سے فیروز شاہ تھا۔

۵۷۔ قصہ ملکہ مصر و قصہ زلیخائے ثانی (۴/۱۲)

اوراق ۲۳، سطور ۱۲، تقطیع ۸ × ۱/۲ ۴، نستعلیق شکستہ آمیز خط کرم خوردہ نساخ قادر خاں سن کتابت دوم ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ ہجری مقام کتابت چھاونی جالندہور

(۱) قصہ ملکہ مصر۔ کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ جو عبداللطیف کا اپنے اضافوں اور ترمیمات کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

خاتمہ کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

میرا نام کہتے ہیں عبداللطیف
پڑھے پر یو فاتحہ سو پڑنا حدیث
اتنا یاد کر دل میں اپنا امام
درود بھیجیو حضرت پو ختم کلام

اس کے بعد کے اشعار غالباً اگلے کاتب کے اضافہ کئے ہوئے ہیں۔

ہوئے یہاں سے سوال پوری تمام
لکھا ہے سو رحمت اللہ کمتر غلام
الٰہی جو نیکوں کے یا گردتے

Marfat.com

کروں روز و شب ذکر تجھ در دتے
الٰہی گنہگار ہوں بے شمار
محمدؐ کے کلمہ سے امیدوار

تمت تمام شد بتاریخ بست و نہم روز جمعہ ماہ جمادی الآخر
۱۱۶۸ھ ہجری۔ کاتب قادر خان"

(۲) قصہ زلیخائے ثانی۔ (ورق ۱۷ ب سے شروع ہوتا ہے)

ناصیہ صفحہ پر سرخی سے لکھا ہوا ہے۔ "قصہ زلیخا ثانی محمد امین وغیرہ"
ایک شاعر فتح نامی کی لکھی ہوئی مثنوی ہے جو قصہ ملکہ مصر ہی کی نوعیت کی ہے
مصنف آغاز قصہ سے پہلے یہ بیان کرتا ہے یہ قصہ پہلے فارسی میں تھا
میں نے اس کو دکھنی میں منتقل کیا۔ میں شہر گوڈرا (؟) کا رہنے والا ہوں۔ ایک روز
شہر کی مسجد میں بیٹھا تھا اور تمام لوگ بھی موجود تھے کہ ایک مسافر ادھر سے
آیا اور سلام علیک کہا سب نے دریافت کیا کہ کہاں سے آرہے ہو اور نام
کیا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ "شہر دور ہے نام محمد حیا" اس کے بعد ہی
وہ زلیخا کا قصہ ان لوگوں کو سنانے لگا۔

لگا بولنے کو وہ یوسن کے بات
زلیخا کا قصہ انھوں کے سنگات

اس کو سن کر میرے ایک نامور دوست محمد امین نے قسم دیکر کہا کہ
"زلیخائے ثانی بنانا نیا" تاکہ شہر گوڈرا میں فتح کی شہرت ہو اور شہر کا نام روشن
ہو کہ وہاں فتح کا ساخوش کلام رہتا تھا۔

یہ سنکر فتح مکان آتا ہے۔ اور فقہ ہدایہ" عفیفہ "کنز" گلستان
انشاء" "دیوان حافظ" "بوستان" کو ٹٹولکر قدسی اور نبوی حدیثوں کو

Marfat.com

"حبیب السیر" اور "تامل قلوب" سے جمع کرکے یہ عجیب قصہ مرتب کیا جس کی تکمیل ایک سال میں ہوئی۔

قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا نعفور شاہ جس کے ایک حسین لڑکی روشن بخت تھی لڑکی کا یہ عہد تھا کہ جو شخص میرے مسئلوں کا جواب دیگا میں اس سے شادی کرونگی جو جواب دینے سے قاصر رہیگا اس کو مار کر لٹکا دونگی کئی سر فروش عاشق اس مہم میں اجل کے گھاٹ اتر گئے آخرش شہزادہ حسین جس کا نام یوسف ثانی ہے اس کے جوابات ادا کرنے آیا یہ سوالات بھی عقائد اور مسائل اسلامی سے متعلق ہیں کئی دن تک شہزادی اور یوسف ثانی کے درمیان سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یوسف ثانی تمام مسئلوں کا ٹھیک ٹھیک جواب ادا کرکے شہزادی سے شادی کرلیتا ہے۔

آغاز

عزیزاں روایت سنو کان دھر
اول فارسی تھا یو دکھنی دگر
اتھا گوڈ ایک شہر کا جو نام
ہمیشہ فتح کا اتھا واں مقام

خاتمہ

اگر جھوٹ سمجھے تو کافر ہے جان
نہ اس کو حیا اور نہیں ہے ایمان
مرتب ہوا ہے یو قصہ تمام
درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

Marfat.com

دہم ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۷ھ ہجری بدست کاتب قادر خاں
چھاؤنی جالندھر پور"

۵۸ - ہفت سیر حاتم (۱۳/۵)

(با تصویر)

اوراق ۲۰۰، ۴۹ سطور، تا ۱۴ تقطیع ۸ × ۵ شکستہ آمیز نستعلیق خط
دیسی کاغذ با تصویر۔ عنوانات سرخی میں سن کتابت
۱۲۹۶ کاتب موہن لعل ابن گلاب رائے جد عجب سنگھ
ملازم دفتر صدر محاسب (حیدرآباد دکن)

یہ منظوم قصہ مہمان کی تصنیف ہے۔ جن کا پورا نام تو معلوم نہ ہو سکا۔ انکی تصنیف سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑے پر گو شاعر تھے۔ ان کا زمانہ وہ ہے جب کہ مغلوں کی سلطنت ہند پر زوال آچکا تھا۔ اور زبردست اورنگزیب کی اولاد تخت دہلی۔ اور صرف دہلی پر چینی کی مورت کی طرح متمکن تھی۔ اسوقت عالی گہر خلف عالمگیر ثانی جو اورنگ زیب عالمگیر کا چوتھی پشت میں پوتا ہوتا ہے تخت پر تھا۔ دکن میں نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے بیٹے نواب نظام علیخان بہادر حکمرانی کر رہے تھے۔ ابھی تک آصفجاہی خاندان کے حکمران دہلی کے نائب سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ مہمان کی "ہفت سیر" ہی کے ایک شعر سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

"ہے دالملے وقت ایک اسکا وزیر
وزیروں میں ہے وہ وزیر کبیر"

Marfat.com

آغاز

کرے کیا کوئی اس کا حمد سپاس
کہ ہے ذات وہ بیگماں بے قیاس
ہوا تھا جو اس کو تماشے کا شوق
سو یک آن میں ہوگیا تحت و فوق

حمد کے چالیس شعر کے بعد نعت اور پھر حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی مدح شروع ہوتی ہے اس مدح کے اختتام پر ایک عنوان ہے

"در توصیف ذکر بادشاہان متقدمین"

اس میں چند اسلامی بادشاہوں کا ذکر ہے مصنف کے خیال کے مطابق اولین بادشاہ سلیمان ہے۔

شہریار اول سلیمان تھا
پری زاد پہ جس کا فرمان تھا

آخری نام جہانگیر اور شاہجہان کے ہیں۔

اس کے بعد حاشیہ ورق ۲۰ الف پر بادشاہ عالی گوہر کی تعریف ہے جسکے متعلق لکھا ہے کہ "یہ ہے بادشاہ آخری دور کا" اس کے کچھ شعر چھوٹ گئے ہیں۔ جو کتب خانہ آصفیہ کے نسخوں میں موجود ہیں صرف دو شعر باقی ہیں۔ اسی ورق کے متن میں "وزیر الملک نظام الملک آصفجاہ" کی تعریف میں سولہ شعر لکھے ہیں۔ جن کو عالی گوہر کا وزیر بتلایا ہے۔ اور ان کے زمانے میں دکن کی خوشحالی کا ذکر کرتے ہوئے بعض امرا کی بھی تعریف کی ہے جس میں ایک شمس الامرا ہیں اور دوسرے امجد الملک ہیں۔

ان ابتدائی مرحلوں کے بعد اصل داستان شروع ہوتی ہے۔

Marfat.com

آخر میں مصنف کے قول سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے کو کسی دوسرے مقام سے لیکر مثنوی کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ اسی شعر میں اس کی تصنیف کا سال بھی درج ہے۔ جو بذات خود بے معنی معلوم ہوتا ہے۔

یہ حاتم کے یک سااللہ تاریخ تھے
میں ہندی اسی کے کیا مثنوی

لیکن کتب خانہ آصفیہ میں جو اس کے تین نسخے ہیں ان میں یہ شعر صاف طور پر اس طرح لکھے ہوئے ہیں۔

یہ حاتم کے یک نصر تاریخ تھی
میں ہندی میں اسکی کیا مثنوی
جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر
ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر
جو خسرو نے یہ مثنوی خوش کہی
سو کہنے لگا ہے یہ باغ پری

"مقدم کار خیر" اور "باغ پری" گویا اس کی تاریخ ہے۔ ان سے سنہ ۱۲۱۱ھ نکلتا ہے۔ اس کے مماثل شعر اس مخطوطے میں آخر مناجات میں غیر مقام پر اس طرح لکھا ہوا ہے۔

جو حاتم دیا راہ مولا میں سیر
ہے تاریخ مقدم کار خیر

مذکورہ بالا دوسرا شعر اس میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

خاتمہ

اے مہمان جو یہ پڑی مثنوی

Marfat.com

نحوست دفع ہو اور دل ہو قوی

کتب خانہ آصفیہ کے نسخوں میں خاتمہ کا شعر یہ ہے جو اس مخطوطے میں آخری شعر سے بالکل پہلے درج ہے۔

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو مرا اب سلام

ہر "سیر" کے بعد کاتب کی طرف سے ترقیمہ کی عبارت ہے جس میں کاتب نے اس خاص "سیر" کے اختتام کی تاریخ دن اور خود اپنے کچھ حالات درج کئے ہیں۔ سیر اول چہارم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۵ھ کو ختم ہوئی اور آخری سیر دوازدہم ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۵ھ روز جمعہ کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتابت اوائل ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۴ھ سے شروع ہو کر وسط ماہ شعبان ۱۲۹۵ھ میں دس ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

آخری ترقیمہ یہ ہے۔

"بتاریخ دوازدہم ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۶ھ روز جمعہ در عہد حضرت محبوب علی بادشاہ دکن ممالک محروسہ سرکار عالی بوقت ہفت گھنٹہ روز برآمدہ سیر ہفتم از ہفت سیر خاتم کاتب سوہن لعل منصبدار ابن گلاب رائے جد عجب سنگھ در عہد حضرت غفران منزل ناصر الدولہ بہادر ملازم صرفخاص و از نیابت سررشتہ داری جوانان لسکر سررشتہ لعل پرشاد و سررشتہ داری جوانان بار آوردہ احمد حسین کمندان در عہد مذکور سرفراز بود حال ملازم سرکار عالی متعین متعلقہ دفتر صدر محاسب دولتمدار دیوان مدار المہام نواب

Marfat.com

سالار جنگ مختار الملک بہادر دام اقبالہ پذیرفت"

اس کے عین نیچے سوہن لعل کے نام کی مُہر لگی ہوئی ہے جس کا سن صاف طور پر نہیں پڑھا جاتا۔

کتب خانہ آصفیہ میں مہمان کی ہفت سیر حاتم کے تین مخطوطے ہیں (فہرست کتب خانہ آصفیہ مطبوعہ ۱۳۳۲ھ جلد دوم صفحہ ۱۵۰ نمبر ۱۰۰ (ناقص الآخر) اور صفحہ ۱۵۲ نمبر ۶ مکتوبہ ۱۲۶۷ھ و نمبر ۱۸۵ مکتوبہ ۱۲۷۱ھ)

ایک اور مخطوطہ جس میں تاریخ کتابت کا پتہ نہیں ہے مولوی عمر یافعی صاحب مرحوم کے پاس دیکھا گیا۔

ب۔ نثری قصے

۹۵ - طوطی نامہ (۱۲۰۶ھ)

اوراق ۵۰ سطور ۱۶ تقطیع ۸ × ۵ نستعلیق شکستہ تاریخ [illegible]

دیسی کاغذ کاتب کا نام معلوم نہیں

سنسکرت زبان کی ایک نہایت ہر دلعزیز کتاب "شکا سپتتی" ہے یہ مجموعہ قصص ستر کہانیوں پر مشتمل ہے جو طوطی کی زبان سے کہی گئی ہیں اس کی پہلی باون کہانیوں کا سب سے پہلا مشہور ترجمہ مولانا ضیاء الدین نخشبی کا ہے جو ۷۳۰ھ میں نہایت مغلق اور مسجع عبارت میں کیا گیا اس کا نام طوطی نامہ ہے اس کے بعد گیارھویں صدی عیسوی میں محمد قادری نے اس ترجمے کو [illegible] آسان فارسی

میں لکھا اور اس کا نام بھی "طوطی نامہ" رکھا یہ نسخہ ملا سید محمد قادری ہی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو دکن کے کسی غیر معروف شخص کا ۱۱۴۲ھ میں کیا ہوا ہے یہ ملخص ترجمہ ۱۸۰۱ء میں کلکتہ اور اسی سال لندن میں چھپا۔ اس کے بعد بمبئی میں کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اور عام طور سے ملتا ہے۔ سید حیدر بخش حیدری نے اس کو اردو نثر میں لکھا جو ۱۸۰۵ء میں لندن میں شائع ہوا[1] "طوطی نامہ" کی ہر دلعزیزی کی وجہ سے دنیا کی اکثر زبانوں میں اس کے ترجمے اور خلاصے مختلف اوقات میں ہوتے رہے ہیں۔

(۱) پہلا مشہور ترجمہ ترکی زبان میں عبداللہ باری نے ۱۴۹۶ و ۱۴۷۹ کے درمیان کیا ترکی سے جارج راسین نے اس کو جرمن زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۸۵۸ء میں مقام ... طبع ہوا۔

(۲) ۱۰۴۹ھ میں ملا غواصی نے دکن میں اس کا منظوم ترجمہ کیا۔

(۳) ابن نشاطی نے بھی ۱۰۶۷ھ میں اس کا منظوم ترجمہ کیا۔

(۴) سید محمد قادری کے ملخص ترجمے سے زیر نظر ترجمہ ۱۱۴۲ھ میں ہوا۔

(۵) ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش سے ۱۲۱۶ھ م ۱۸۰۱ء میں سید حیدر بخش حیدری نے "طوطا کہانی" کے نام سے اس کے ترجمہ کو اردو میں منتقل کیا جو ڈاکٹر فاربس کے اہتمام سے لندن میں شائع ہوا تھا۔ (۱۸۰۵ء) اس کے اب تک متعدد اڈیشن نکل چکے ہیں۔

(۶) فارسی متن کے ساتھ گلاڈوین نے ترجمہ کیا جو ۱۸۰۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا

(۷) پروفیسر ای کن نے ۱۸۲۲ء میں اس کا ترجمہ کیا جو اشٹٹگرٹ میں طبع ہوا[2]

---

[1] ملاحظہ ہو فہرست کتب خانۂ آصفیہ جلد دوم ص ۱۸۲ ...

[2] مزید تفصیل ملاحظہ ہو "اردوئے قدیم" از حکیم شمس اللہ قادری ص ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷

Marfat.com

(۸) نخشبی کے طوطی نامہ کا اختصار ابوالفضل بن مبارک نے بھی کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو فہرست ہندوستانی مخطوطات برٹش میوزیم نمبر ۵۰)

آغاز

"پیچھے سین طرح طرح صفت و ثنا پیدا کرنے زمین و آسمان کے کیفیت و حقیقت یو ہے کہ داستان قصہا و حکایات حضرت نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کہ بیچہ "طوطی نامہ" کے ساتھ عبارت سخت و دقیق کے لکھے۔ اسکیتیں مفصل و بیان واز واسطے معلوم ہونے تمام لوگاں کون محمد قادری نیک کرے اللہ تعالیٰ مرتبہ انون کا" ....

خاتمہ

تمام احوال شارو کا اور عاشق ہونا خجستہ کا اوپر ایک جوان کے اور مرنا شارو کا دست سوں خجستہ کے اول سوں آخر تک میموں سوں کہا میموں اسی وقت خجستہ کتیں مار ڈالا اور ہلاک کیا

ترقیمہ

"قصہ طوطی نامہ کا وقت میں مشتری ساعت کے اور روز چہارشنبہ کے بارھویں تاریخ میں ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۲ء تمام ہوا امید صاحبان سے او ہے کہ سب سون تا ہونے فرصت کے جلد نمین اس قصے کوں لکھا اگر اس میں خطا ظاہر ہووے معاف رکھنا اور سرزنش ابرو نھونا زیادہ ہمہ بر نگار رحمت تمام شد

۱؎ باقی حصہ کٹ گیا ہے بعد میں کسی نے پنسل سے ۱۲۲۱ھ بنا دیا ہے۔

Marfat.com

مکتوبات

۶۰ - دستور النثر (۱۰/۱۰۱)

اوراق ۴۴ سطور ۱۳ تقطیع ۸¾ × ۴½ نستعلیق شکستہ آمیز خط عنوانات اور ہر نئے خط کا آغاز سرخی میں۔ ولایتی نیلا کاغذ نساخ قادر خاں سنہ کتابت تیرھویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ

مقام کتابت چھاؤنی جالنہ پور

آرکاٹ کے ایک باشندے محمد لطیف نے اپنے لڑکے کیواسطے کئی قسم نو عنوانات کے تحت جمع کرکے ایک کتاب مرتب کی تھی جس کا نام انھوں نے "مفید الصبیان" رکھا تھا۔ اس کا ترجمہ محمد خاں عرف بدوح (؟) میاں نے اصل کے مطابق اپنے دکھنی محاورے پر کیا ہے۔ تاکہ اردو جاننے والے کم عمر لڑکے اس سے استفادہ کرسکیں اس کا ذکر مصنف تمہید میں خود کرتا ہے۔ ایک تمہید کے علاوہ کتاب نو قسموں (ابواب) پر مشتمل ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اول قسم۔ خوشی اور مبارکبادی کے (خطوط) لکھنے میں۔

دوسری قسم۔ غم اور ماتم کے نگاشت میں۔

Marfat.com

تیسری قسم۔ میوے اور مٹھائی کی تحریریں۔
چوتھی قسم۔ سب کاموں کی نوشت میں۔
پانچویں قسم۔ لفظوں کی غلطی اور صحیح کے جاننے میں۔
چھٹی قسم۔ شوقی خطا کے ترقیم میں۔
ساتویں قسم۔ بیچ اداب اور القاب اور لفافوں کے۔
آٹھویں قسم۔ خط اور قبالہ اور رستک وغیرہ کے بیچ میں۔
نویں قسم۔ عربی فارسی ہندی انگریزی اردو مہینوں کے نام وغیرہ میں

آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد و ثنائے بے عدد اس کو شایان ہے جس کی قدرت کے وصف میں بڑے بڑے دانا بھی عقل حیران ہے۔

خاتمہ

حرف دال کا موافق ڈیڑھ نقطے کے ہے۔ باقی اسی موافق جانے عقلمند کو ایک اشارہ ہے مختصر کرنا مناسب جانا گیا۔

کتاب تیرھویں صدی ہجری میں خطوط [illegible] وغیرہ لکھنے کے جو طریقے دکن میں رائج تھے ان کا اچھا نمونہ ہے۔ بعض ابواب [illegible] دلچسپ [illegible] ہیں۔ مثلاً پانچویں باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کون [illegible] الفاظ تھے جو عام طور سے بولنے والے لوگوں کی زبان [illegible] میں ڈھل گئے تھے۔ مصنف نے [illegible] خطوط کے [illegible] جو ہم مخرج حروف کے ایک دوسرے سے بدل جانے کی [illegible] یا فارسی سے مختلف ہو گئے تھے [illegible] کے اصول کے مطابق آب [illegible] [illegible]

اختیار کر چکے تھے۔ ایک فہرست وہ ہے جن میں سے اکثر آج تک بھی یہاں عوام کی زباں پر جاری ہیں۔ مثلاً

مسید۔ (مسجد) جنجیر (زنجیر) خاغذ (کاغذ) ذخام (زکام) دیغ (دیگ) ضراف (صراف) افراتفری (افراط و تفریط) اوگدرا (اوگلا) وغیرہ

ساتویں باب میں ہر قسم کے رقعوں کے آداب اور القاب جمع کئے گئے ہیں۔ جو اردو خطوط کے متعلمین کے لئے ایک نعمت ہیں۔

ترقیمہ

اور تمام کیا اس کتاب کو شکر سے پروردگار کے چھاونی جالنہ پور میں قادر خاں کاتب تیرھویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ کو

Marfat.com

عملی فنون

طب بیطاری وغیرہ

۶۱ - خنگ نواز نامہ (۱۵)

اوراق ۳۲ سطور ۱۳ تقطیع ½ ۱۱ × ¾ ۶ شکستہ آمیز نستعلیق خط
کرم خوردہ اول ناقص سن کتابت بست و یکم محرم سنہ ۱۲۱۶ ہجری
بروز یکشنبہ

یہ رسالہ گھوڑوں کے نسخوں ان کے اقسام ان کی حالت اور کیفیت سواری کی ترکیب اور اس سے متعلق دوسرے ضروری امور پر مبنی ہے۔ رنگ کے لحاظ سے گھوڑوں کی جو قسمیں کی گئی ہیں اس پر مختلف گھوڑوں کی آٹھ تصویریں بھی رنگین دی گئی ہیں۔ آخر میں چند دوائیں استعمال کی بتلائی گئی ہیں جن سے مصنف کے خیال کے مطابق گھوڑوں کے رام اور مطیع کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

رسالہ تین فصلوں پر منقسم ہے پہلی فصل کا بڑا حصہ غائب ہے۔ باقی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دوسرا فصل۔ آزادی گھوڑے کو کرنے کے بیان میں۔

Marfat.com

تیسرا فصل ۔ باگ پر لیجانے کے بیان میں ۔
چوتھا فصل ۔ کڑلا کرنے کے بیان میں ۔
پانچواں فصل ۔ گھوڑا سیدا ہونے کے بیان میں ۔
چھٹا فصل ۔ گھوڑا پاچھی کرنے کے بیان میں ۔
ساتواں فصل ۔ پشتک کرنے کے بیان میں ۔
آٹھواں فصل ۔ کاندھی مارنے کے بیان میں ۔
نواں فصل ۔ موزے بچھڑنے کے بیان میں ۔
دسواں فصل ۔ گھوڑیکی اڑی اور بدکاری کے بیان میں ۔
گیارواں فصل ۔ گھوڑا گھبرا کر کہنہ تا ہوا جاوے اسکے بیان میں ۔
بارھواں فصل ۔ گھوڑیکی لنگرا کے چلنے کے بیان میں ۔
تیرھواں فصل ۔ گھوڑیکے منہ زوری اور سینہ زوری کے بیان میں
چودھواں فصل ۔ پیچھے ہٹ جانے کے بیان میں ۔
پندرھواں فصل ۔ جو گھوڑا دمچہ دبا کر پھرتا ہے اسکے بیان میں
سولھواں فصل ۔ گھوڑے کو قدم پر لگانے کے بیان میں ۔
سترھواں فصل ۔ گھوڑا سوار کو لیکر لوٹ جانے کے بیان میں ۔
اٹھارواں فصل ۔ بدل کر زمین کھودنے کے بیان میں
انیسواں فصل ۔ گھوڑا لیکر گھر میں گھس جانے کے یا سیدھا ہوکر
دیوار کو پاؤں لگا دیوے اس کے بیان میں ۔
بیسواں فصل ۔ گھوڑا اگر تڑپتا ہوا جاوے اس کے بیان میں ۔
یکبیسواں فصل ۔ بیچ ریاضت تعلیم گھوڑے کے ۔ اور چوگان بازی کے
بیان میں ۔

Marfat.com

بائیسواں فصل۔ گھوڑے کے اوکھاڑنے کے بیان میں۔
تیئسواں فصل۔ قرول وغیرہ کے بیان میں۔
چوبیسواں فصل۔ گھوڑوں کے پہچانت اور خاتمہ کتابت کے
بیان میں۔

آغاز

موصوف اور یہ ضعیف شاگرد لعل شاہ جنت نشان
کہ اوستاد زمانے کے اکتائے فن گھوڑے چڑھنے کے
تھے۔ اور جناب بارے اونھوں کتیں ایسے عطا تھے کہ
اگر کاٹ کے گھوڑے پہ بھی سواری کرتے تو اکبارگی
اوڑا اہننے لگتے۔

خاتمہ

ہر ایک سخن اس کا دل پہ یاد رکھئے البتہ اس شخص کو
اوستاد کی حاجت نہ ہوگی اور کسی بات میں عاجز نہ رہیگا
موافق لکھنے کے عمل کریں (اس کے بعد عربی دعائیں
شروع ہوئی ہیں)۔

ترقیمہ کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ کسی ادرم السین صاحب
اور طالع وند خاں محمودزی کی کتاب سے منقول ہے۔

ترقیمہ

تمت الکتاب خنگ نوازنامہ بست ویکم محرم ۱۲۰۰
دعالبا سنہ ۱۲۰۰ ہ روز یکشنبہ بوقت چہار پاس روز از کتاب
ادرم السین صاحب و کتاب طالع وند خاں محمودزی

Marfat.com

نقل نمودہ شد (ورق ۳۱ ب)"۔
آخری ورق (۳۲ ب) پر اردو کے اشعار لکھے ہوئے ہیں
ورق ۳۲ الف پر حیدر آباد دکن کے مشہور شاعر محمد صدیق قیس[1] کی دو غزلیں قیس کے نام سے اور ۳۲ ب پر دو غزلیں اور دو قطعے محمد صدیق کے نام سے درج ہیں۔

(۶۲)۔ فرس نامہ (۲۸)

اوراق ۳۴ سطور ۱۳ تقطیع ۸ × $\frac{3}{4}$ ۵ شکستہ آمیز نستعلیق خط بے حد کرم خوردہ ہر فصل اور ہر نیا علاج سرخی میں لکھے ہوئے ہیں اول اور آخر ناقص

یہ رسالہ گھوڑوں کی بیماریوں اور ان کے علاجات پر مشتمل ہے۔ اصل نسخہ کی ابتدا میں تین اور آخر میں پانچ ورق سادہ ہیں شروع ورق پر نیلے پنسل سے "فرس نامہ اردو" لکھا ہوا ہے جو غالباً مخطوطہ کے کتب خانہ میں داخل کے وقت تحریر کیا گیا تھا۔ اس نام کا پتہ خود اصل متن سے کہیں نہیں ملتا اور مصنف کا نام سال تصنیف اور تحریر میں سے کسی امر کا پتہ نہیں چلتا۔ زبان کے اعتبار سے یہ رسالہ تیرھویں صدی کے ابتدا کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] محمد صدیق قیس شیر محمد خاں ایمان (نمبر ۳ فہرست ہذا) کے قریبی رشتہ دار اور باکمال شاعر تھے۔ صاحب دیوان ہیں دیوان کا نام "پیشکار" رکھا ہے۔ ریختی کا ایک دیوان عبد الجبار خاں صوفی ملکاپوری کو ملا تھا جو موسیٰ ندی کی طغیانی میں ضائع ہو گیا ملاحظہ ہو محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن جلد ۲ ص ۹۴۱ و ص ۹۴۲۔

Marfat.com

آغاز

"صابون بحیثیت تمام اشیار باریک کوٹکر ہر روز آدھ سیر سفوف اور" ....

خاتمہ

"ترکیب دیگر (سُرخی میں) حسلیم ...... متھا کو دیکسر تحبہ کو کل مصطکی رومی ہر ایک پنار را تولہ مھتے لکڑی تیس تولہ۔

ترقیمہ ۔ ندارد

(۶۳)۔ آئینہ محاربت (م ۲)

اوراق ۶۸ سطور ۵، تقطیع ۸ × ½۴ نستعلیق خط آ زدہ
نساخ محمد علی خاں سن کتابت معلوم نہیں غالباً چودھویں
صدی ہجری کے آغاز میں لکھی گئی

اس رسالے کا مصنف عبدالغفور خان خیر آبادی ہے دیباچہ میں اپنے کچھ حالات بیان کرتا ہے جس سے حسب ذیل مواد حاصل ہوتا ہے۔ شیخ نجیب الدین کے فرزند مولوی وارث علے تھے جو دھلی کے بانک اور فن بانک لکڑی پٹہ وغیرہ میں بڑے ماہر اور کامل تھے۔ ان سے اس فن کے نکات سینہ بہ سینہ اکبر علی خیر آبادی کو پہنچے۔ یہ اپنے زمانے میں ہندوستان میں اس فن کے مسلم الثبوت استاد ملنے جاتے تھے۔

Marfat.com

مصنف اپنے آپ کو ان کا برادر نسبتی بتلاتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ سید اکبر علی کو مجھ سے خاص انس تھا ۔ جس کی وجہ سے انھوں نے اس فن کے تمام راز مجھکو سمجھا دئے ۔

مصنف لکھتا ہے کہ وہ مفلوک الحال اور معاش سے تنگ ہوکر حیدرآباد آتا ہے ۔ یہاں "اکثر امرا نامی گرامی کے روبرو کثرت کا اتفاق ہوا ۔ بعد ملاحظہ کثرت خوش و محفوظ ہوکر با خلاق کریمانہ پیش آئے ۔ فی الحقیقت جیسی ثنا و صفت یہاں کے امرا کی مشہور بلاد و امصار ہے اس سے دوچند ہر امیر کو مصنف پایا ۔ اللہ تعالی جیسا مرتبہ ان والا جاہوں کو عطا فرمایا ہے ۔ ویسا ہی ہر غریب دیار سے باخلاق محمدی پیش آتے ہیں ۔"

غرض یہاں مصنف ۱۳۰۵ھ میں نواب خورشید جاہ بہادر کا ملازم ہوجاتا ہے ۔ یہ رسالہ اسی فیاض ہستی کے نام سے معنون کیا گیا ہے ۔

رسالہ سات فصلوں پر منقسم ہے ۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

فصل (۱) سوال وجواب (۲) سلاموں اور گھائیوں کے بیان میں (۳) انداز و توڑ پیچ داہنی طرف کے بیان میں (۴) انداز و توڑ پیچ بائیں طرف کے بیان میں (۵) انداز و توڑ پیچ سامنے کے بیان میں (۶) انداز و توڑ پیچ متفرقات اور لکڑی پیچ تلوار کی پیچوں کے بیان میں (۷) جسم کے باون انداز نشست اصول چھوٹ پچھی کی چوٹیں اور چند باتیں ضروری ۔

آغاز

"ہزار شکر اس خالق زمین وآسمان کا جس نے اپنی قدرت کاملہ"

Marfat.com

خاتمہ

"جواب جاہلاں باشد خموشی۔ اللہ جل شانہٗ اسکی مدد کرے گا"

ترقیمہ

بخط بیربط عاصی محمد علی خاں بتاریخ ۲۹ صفر المظفر نصف رسالہ ہذا زرہ ہمقدار عبد الغفور خان خیرآبادی۔

Marfat.com

ریاضی

۶۴- مقولات عضدیہ (۱۵۱)

اوراق ۶۴- سطور ۱۵ تقطیع ۱۱½ × ۹½ خوشخط نستعلیق- زرد دبیز ولایتی کاغذ خود مصنف ہی کی تحریر ہے۔
کتابت ۱۳۰۱ھ

یہ فن اقلیدس میں غنایت رسول چڑیاکوٹی عباسی کی تصنیف ہے کتاب دو اقسام (حصوں) پر منقسم ہے۔ پہلی قسم میں اقلیدس کی شکلوں سے بحث کی ہے۔ دوسرے میں ارشمیدس و ثاذوسیوس وغیرہ کی شکلوں کا ذکر ہے۔

قسم اول میں تین مقولات ہیں مقولہ اول میں چھ مقالے اور ایک تتمہ ہے اس مقولے میں سطحات کا بیان ہے۔ مقولہ دوم میں چار مقولے ہیں جن میں "فن ارثماطیقی" پر بحث کی گئی ہے۔ مقولہ سوم کے پانچ مقالات بیان مجسمات پر حاوی ہیں۔

کتاب کی تصنیف کا سن غالباً ۱۳۰۱ ہجری ہے جس میں یہ پیش کی گئی تھی۔ یہ نسخہ مصنف نے خاص اپنے ہاتھ سے لکھکر حضرت غفران مکان شہریار دکن

Marfat.com

نواب میر محبوب علی خان کی خدمت فیض درجت میں پیش کیا تھا (ص ۱۲۶)
جس کا ذکر ابتدا میں اس طرح کیا ہے "ہدیہ بارگاہ امیر کبیر والا تبار عالیجاہ گردون وقار
شمس کلاہ سایہ کردگار انجم سپاہ سحاب گہر بار ظل اللہ حاتم زمان رستم دوران
مظفر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخاں بہادر فتح جنگ
اللہم ایدالاسلام والمسلمین ببقاء دولتہ واقبالہ وعزہ وجلالہ وبرہ ونوالہ الی یوم القیمہ
بقلم العبد الآسی ظلوم وجہول عنایت رسول چڑیا کوٹے عباسی

آغاز

"الحمد للہ الذی یولج الیل فی النہار ویولج النہار فی الیل

خاتمہ

اللہم متع المسلمین بہ لبقائہ واہل العلم بنفائس الدنیہ ۔

Marfat.com

قانون

۶۵- قانون مالگزاری (۳ج ۱)

اوراق ۷۰، سطور ۱۵، تقطیع ۱۲½×۸، خوشخط نستعلیق، ناسخ کے نام اور سنہ تحریر دونو کا اندراج نہیں غالباً ۱۸۰۷ء سے کچھ پہلے لکھی گئی

عہدہ داران مال اور مالگزاری اراضی بمبئی کے مسودہ قانون کا ترجمہ ہے۔ لیکن اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ ترجمہ کس کے حکم سے اور کس نے کیا۔

حسب ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول۔ مراتب ابتدائی

باب دوم۔ تقرر اختیارات مشاہرہ یاب عہدہ داران مال کے

باب سوم۔ عہدہ ہائے موروثی اور ملکیت اون کے متعلق اور تقرر اور حقوق اور خدمات عہدہ داران موروثی کے۔

باب چہارم۔ ضمانت جو بعض عہدہ داران مال کو داخل کرنی ہوگی اور ذمہ داری اصل اشخاص اور ان کے ضامنوں کی۔

Marfat.com

باب پنجم ۔ بعض امور جن کے عہدہ داران مال کو امتناع ہے۔ اور انکی سزا بعلت بد معاملگی۔
باب ششم ۔ اراضی و مالگزاری اراضی۔
باب ہفتم ۔ دخل اراضی غیر منقلہ کا اور حقوق دخیل کاران۔
باب ہشتم ۔ قابضان درجہ اعلیٰ و ادنیٰ۔ آسامیوں کے حقوق۔
باب نہم ۔ پیمائشی۔ بندوبست اور تقسیم جائداد۔
باب دہم ۔ تصفیہ حدود اور تعمیر کرنا اور قائم رکھنا نشانات حد بندی کا۔
باب یازدہم ۔ اراضیات جو دیہات اور قصبوں اور شہروں کے زمینوں کے اندر داخل
ہوں ایسے زمینوں کا قائم کرنا۔
باب دوازدہم ۔ وصول کرنا مالگزاری اراضی اور دیگر مطالبہ جات متعلقہ مال کا ذمہ داری مالگزاری اراضی
باب سیزدہم ۔ ضابطہ عہدہ داران مال۔
باب چہاردہم ۔ اپیل و نظر ثانی۔
اس کے بعد توضیحے ہیں۔

آغاز

"مسودہ قانون کا بغرض اجتماع و ترمیم قوانین متعلقہ عہدہ داران
مال اور مالگزاری اراضی پریزیڈنسی بمبئی کے"

خاتمہ

بحکم جناب گورنر اجلاس کونسل
دستخط جان موجنٹ
انڈر سکرٹری گورنمنٹ
مقام قلعہ بمبئی
۹ر نومبر ۱۸۷۸ء

Marfat.com

۶۶ - ہدایت نامہ (۳ ج ۲)

اوراق ۷۹، سطور ۱۳ تا ۱۷، تقطیع ½ ۱۲ × ۸، نستعلیق شکستہ آمیز خط، کاغذ ولایتی سفید، نقشے وغیرہ آسمانی رنگ کے کاغذ پر ہیں۔

ملازمان بندوبست ملک جنوب مرہٹہ کے واسطے جو ہدایتیں قوانین کی شکل میں مسٹر وبن گھٹ سپرنٹنڈنٹ ریوینو سروے ممالک جنوب مرہٹہ نے مرتب کی تھیں۔ یہ اس کا ترجمہ ہے جو مولوی سید مہدی علی صاحب ناظم بندوبست حیدرآباد دکن کے حکم سے منشی کاشی ناتھ کھتری اکبرابادی مقیم سرسا ضلع الہ آباد نے ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۶ء کو بہ مقام سرسا کیا تھا۔

یہ ہدایت نامہ ایک فہرست مضامین اور متعدد ضمیمہ جات کے علاوہ تیرہ فصلوں پر ختم ہوا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فصل اوّل بابت کام کارروائی ملازمان بندوبست۔
فصل دوم بابت پیمائش اور آلات کے۔
فصل سوم نمبروں میں زمین تقسیم کرنے کے بابت
فصل چہارم بابت خط قاعدہ۔
فصل پنجم بابت راستہ و سڑک۔
فصل ششم بابت جھٹی و صاف خسرہ کے۔
فصل ہفتم بابت نقشہ موضع۔

Marfat.com

فصل ہشتم بابت تعمیر کرنے نشانات حد
فصل نہم بابت حدود موضع
فصل دہم آلات تھیوڈولایٹ اور پرمیٹک کنپاس۔
فصل یازدہم موسم بارش میں اس کے نقشہ و خسرہ کے پرتال و دیگر کاغذات کے طیاری کے باب میں۔
فصل دوازدہم بابت قائم کرنے قسم زمین کے اور ذرائع کلاس۔
فصل سیزدہم کلاس کی کتابوں کی پرتال و دیگر کاغذات کی تیاری کے بابت۔

معلوم ہوتا ہے یہ ترجمہ مسودے کی حالت میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ متعدد لوگوں نے اس میں جابجا ترمیمیں کی ہیں۔ اکثر مقامات پر پنسل کی تحریر سے اگلی تحریروں کو منسوخ کیا گیا ہے۔ اضلاع اور مقامات کے ناموں کی جگہ توسیں ڈالکر چھوڑ دی گئی ہے۔ غالباً اس انگریزی ترجمہ کو اپنے مقام کے مناسب ضرورتوں پر ڈھالنے کا خیال ہوگا۔

شروع میں وہ تمام کیفیت درج ہے جو پہلے پیراگراف میں بیان کی گئی ہے۔ آخر میں مترجم نے انگریزی میں اپنا نام پتہ اور تاریخ تکمیل ترجمہ درج کی ہے۔

فصل اوّل

آغاز

ملازمان محکمہ پیمائش کے رویہ کے بیان میں

(۱) ملازمان محکمہ بندوبست جس صدر مقام میں رہیں تو انھیں اختیار

ہے جہاں چاہیں رہیں۔

خاتمہ

"دستخط جی ول گیٹ سوپرنٹنڈنٹ محکمہ پیمائش جنوب ملک مرہٹہ

ترقیمہ (بزبان انگریزی)

Translated from the original by Kashi Nath

Allahabad, Sirsa Allahabad

3rd October 1876

Marfat.com

اخلاقیات

۶۷ - سلکِ جواہر (اج ۱)

اوراق ۱۱۶ اسطور ۱۳ - تقطیع ۱۲ × ۳/۴ ۵ نستعلیق خط عنوانات
سرخی میں کاغذ دیسی قدرے کرم خوردہ مکتوبہ ۱۲۶۵ھ
نساخ جیا رام

یہ اخلاقیات کے موضوع پر محمد فخرالدین حسین کی تصنیف ہے۔
اس کا مواد مصنف نے حسب ذیل ماخذوں سے جمع کیا ہے۔
اخلاق ناصری - تاریخ حکمائے فلاسفہ - روضۃ الصفا - حدیقۃ الاقالیم
تفسیر عزیزی - کلیلہ دمنہ - اور دوسرے صحائف آسمانی مصنفات پیشین -
مصنف نے اس کو حسب ذیل تین شعبوں (حصوں) پر تقسیم کیا ہے۔
"شعبہ اول - بیچ ذکر مکارم اخلاق کے - شعبہ دوم - بیچ بیان مواعظ و
نصائح اکابر و حکمائے سلف کی - شعبہ سوم متضمن نوادر کلمات حکمت
اور فوائد کا۔"

Marfat.com

آغاز

سلک جواہر ثمین حمد و ثنائے بیمنتہا اس حکیم و علیم تعالیٰ شانہٗ
کی شائستہ زیب آرائی گردن شاہد بیان کی ہے۔

خاتمہ

جواب حضرت نے فرمایا وہ لوگ اصحاب کہف تھی اور
قصہ ان کا ابتدا سے بیان کیا۔ علمائے یہود نے سب
جوابوں کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا۔

ترقیمہ

"الحمد للہ و المنۃ کہ کتاب سلک جواہر حسب الحکم
فیض شیم اخترام الدوار جناب مستطاب حکیم احسن اللہ خاں صاحب
بہادر دام اقبالہ و حشمتہ بتاریخ بستم شہر رمضان المبارک ۱۲۹۵ ہجری
مقدسہ بخط زشت مرزا احقر الانام جیا رام در عین سرعت
باختتام رسید فقط تم تم

ہر کہ باشد دعا طمع دارم
زانکہ من بندہ گناہ گارم

ضمیمہ

ظفرنامہ محمد حنیف ۔ (ص ۲۴ ۔ فہرست ہذا ص ۹۶)

قصہ کا اصل نام "جنگ نامہ محمد حنیف ہے" جس کا ذکر ہم نے فہرست میں کیا ہے ۔ اس کا مصنف سیوک ہے ۔ کتب خانہ کلیہ کا مخطوطہ نامکمل ہے ۔ عمر یافعی صاحب کے پاس جنگ نامے کا ایک مکمل مخطوطہ ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے ۔ اس کا مصنف "سیوک" ہے ۔ اس کا سال تصنیف ۱۰۹۰ ہے کتب خانہ کے نسخہ میں ابتدائی اوراق جو اصل نسخہ میں تمہید نعت وغیرہ پر مشتمل ہیں غائب ہیں ۔ انھیں میں مصنف کا نام بھی آتا ہے ۔ آخر کے چند شعر بھی موجود نہیں ہیں جس میں سال تصنیف کا ذکر کیا گیا ہے کتب خانہ کے مخطوطے کی ابتدا آغاز جنگ سے ہوتی ہے ۔

Marfat.com

اشاریہ

آ

آبحیات - ۹۲، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۱۵ - ۱۱۰

آرزو، سراج الدین علی خان - ۱۵۰، ۱۶۱ -

آرکاٹ - ۱۵۸، ۱۸۴

آزاد - ۱۶۰ -

آزاد - محمد حسین - ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۵۱ -

آصف الدولہ، نواب - ۱۵۰، ۱۵۴ -

آصفی - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱ -

آصفیہ کتبخانہ - ۱۴، ۳۴، ۴۵، ۴۷، ۸۵، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۴، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۶، ۱۶۸، تا ۱۸۲ -

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس - ۱۷۲

آگاہ، محمد باقر - ۱۷ تا ۲۱، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۶ -

تصنیفات ۱۸ -

حالات ۱۷، ۱۸ -

آہی، میر عبدالرحمٰن - ۱۵۱ -

"آئینہ محاربت" ۱۹۱ تا ۱۹۳؛

ا

ابراہیم عادل شاہ - ۱۶۸،

ابو اسحٰق، اطعمہ - ۱۱۷،

ابو القاسم طباطبائی، میر - ۱۴۵، ۱۴۶ -

ابو المعالی - ۱۴۰ -

Marfat.com

ابی طالب، حضرت - ۱۷۸ -
اتقان فی علم القرآن - ۱۹ -
احسن - ۱۶۱، ۱۶۲ -
احسن اللہ خان بہادر، احترام الدولہ حکیم - ۲۰۲
احسن التبیین -
احکام الصلوات " (شاہ ملک) ۲۲ تا ۲۵ -
احکام الصلوات - ۴۶ تا ۴۸، ۶۰ -
احمد آباد - ۹، ۱۲۹، ۱۴۰،
احمد بن محمد - ۴۰،
احمد حسین خاں - ۱۴۹ -
احمد حسین کمندان - ۱۸۰،
احمد، راجہ - ۱۱۲، ۱۱۶ -
احمد علی - ۱۰۸ -
احمد نگر - ۷۸
اخلاق ناصری - ۲۰۱
ارجن - ۱۵۴ -
ارت من لگن - ۸۵
اُردو - (رسالہ) - ۱۸، ۱۹، ۲۷، ۳۶، ۸۶، ۸۷، ۱۲۸ -
اُردو، انجمن ترقی - ۳۶، ۱۴۱، ۱۶۹ -
اُردوئے قدیم، ۲۵، ۲۷، ۹۲، ۱۴۱، ۱۸۲ -
اسپرنگر، ڈاکٹر - ۴۹، ۶۲، ۱۴۳، ۱۴۸ -
اسٹاگرٹ - ۱۸۲ -
اسٹوارٹ - ۱۷۰
اسحٰق، محمد - ۱۱۷، ۱۲۱
اسرار احمدی - ۱۰۲ -
اسمٰعیل خان - ۱۰۳ -
اسمٰعیل، شاہ، سید - ۸۵ -
اسمٰعیل، محمد - ۱۶۰، ۱۶۱ -
اسیر، جلال - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱
اشتیاق نامہ - ۱۳۲ -
اشرف الدین، محمد، منشی - ۱۴۳ -
اشرف، حضرت شاہ جہانگیر - ۸۰ -
اصحاب کہف - ۲۰۲
اصلاح الدین خاں، حکیم، سید - ۱۵۰، ۱۵۱
اطار اللہ، شیخ - ۴۲ -
اظہر الدین خاں - ۱۳۴ -
اعتبار خاں بہادر، محمد - ۱۵۷
اعجاز احمدی - ۹۱، ۱۰۴ تا ۱۰۵ -

Marfat.com

اعظم الامرا، معین الدولہ، مشیر الملک، ارسطو جاہ - ۱۳۰ تا ۱۳۲ -
اعظم علی خاں - ۱۵۳ -
اعلیٰ شاہ امین الدین - ۳۶ تا ۳۸ -
اکبر، جلال الدین محمد - ۱۳۵ -
اکبر علی، سید، خیرآبادی - ۱۹۱ -
اکمل، جلال الدین، سید - ۸۱، ۸۳
الاخبار الماثورہ فی الاطلا بالنورہ - ۱۹
النور - ۱۸ -
العجالۃ الزنبیہ فی السلالۃ الزنبیہ - ۱۹
المعروف (رسالہ) - ۱۲۱ -
الہ آباد - ۸۷، ۱۹۷، ۱۹۹ -
الہ آباد ریویو - ۱۴۹ -
امان، حافظ - ۱۳۵ -
امان، رائے - ۱۳۶ -
امانی - ۱۶۰
امجد الملک - ۱۷۸
امداد الفتاح - ۱۴۱ -
امیر الامرا - ۱۸ -
امیر الدین احمد خان، محمد - ۳۸، ۴۰ -
امیر الدین شاہ، قادری - ۷۷، ۷۸ -
امیر صاحب (عنایت اللہ) - ۱۶۳، ۱۶۴،
امین عبدہ - ۴۸، ۴۹ -
امین، محمد - ۱۷۵
انڈیا آفس (کتب خانہ) ۲۳، ۴۴، ۴۷، ۹۲، ۹۶، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۶۹، ۱۷۳
انشا - ۱۷۵ -
انشا، انشاء اللہ خاں میر - ۱۴۴ تا ۱۴۹ حالات ۱۰۹ تا ۱۱۲، تصنیفات ۱۱۰، ۱۱۱
انوار الدین خان، نواب - ۱۰۲ -
انوار اللہ مرزا - ۱۶۲ -
انوار محمدی - ۲۱ تا ۲۲ -
اودھ، کتب خانہ شاہان - ۴۹، ۵۰، ۶۲، ۱۴۳
اورنگ آباد (دکن) ۱۸، ۱۹، ۳۶، ۸۶، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۶۵ -
اورنگ زیب، محی الدین، محمد عالمگیر ۴۸، ۴۹، ۸۵، ۱۵۹، ۱۷۰، ۱۷۷ -

Marfat.com

ایجاد، نقد علی خان - ۱۶۰، ۱۶۲ -
ایشیاٹک سوسائٹی (بنگال) - ۱۴۷ -
ایلچی بیگ - ۱۳۰ -
ایلور - ۱۸
ایمان، شیر محمد خان - ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱
ایوب، محمد - ۱۶۰ -

ب

باباعاشقان - ۱۶۰
باران برق (مثنوی) - ۱۳۲،
بازار گھانسی - ۱۲۱
باغ ارم - ۶۶ تا ۶۸ -
باغ جانفزا - ۷۱ -
بالکنڈی - ۱۶۶ -
بایزید خاں - ۱۰۲ -
بحرالدین، قاضی دریا - ۸۵ -
بحرالابرار - ۸۰ -
بحر رائق - ۵۲ -
بحر فائق - ۵۲ -
بحری، محمود، محمد، قاضی - ۸۴ تا ۹۰
بدر چاچ - ۱۵۷ -
بدروح میاں ([illegible] خان) - ۱۰۶
[illegible] - ۱۲۶، ۱۴۳، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۷۶، ۱۸۳
برہان پور - ۵۶ -
بریلی - ۳۶ -
بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للضلال ۱۹
بسنت خاں - ۱۵۰
بکرالی، محمد - ۴۸ -
بلوم ہارٹ، پروفیسر - ۳، ۲۳، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۹۲، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۸، ۱۷۰، ۱۷۳
بمبئی - ۱۳۵، ۱۶۱، ۱۸۲، ۱۹۵، ۱۹۶
بنگاب نامہ - ۸۶، ۸۷ -
بنگش خاں، نواب - ۱۵۰ -
بوستان - ۱۷۵ -
بوستان خیال (مثنوی) - ۱۳۸ -
بہار الدین، سیر - ۱۶۳، ۱۶۴ -
بہار ٹیک چند - ۱۶۱ -

Marfat.com

بہارستانِ ناز - ۱۳۰ -
بہجت الاسرار - ۱۱۰ -
بہلول خان - ۵۳، ۶۰ -
بہمنی، شاہ، فیروز - ۱۰۱ -
بہمنی، شاہ، مجاہد - ۱۰۱ -
بہمنی، شاہ، محمد - ۱۰۱ -
بہمنی، شاہ، محمد ثانی - ۱۰۱ -
بہمنی، شاہ، محمود - ۱۰۱
بہمنی، شاہ، محمود ثانی - ۱۰۱
بہمنی، شاہ، نظام - ۱۰۱
بہمنی، شاہ، ہمایون - ۱۰۱ -
بہمنی، شمس الدین - ۱۰۱ -
بہمنی، علاء الدین - ۱۰۱
بہمنی، غیاث الدین - ۱۰۱
بہمنی، ولی شاہ، احمد - ۱۰۱
بیتاب - ۱۶۰، ۱۶۱ -
بیجاپور - ۱۷، ۲۷، ۲۸، ۷۹، ۸۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۶۷،
بیدار، میر محمدی - ۱۳۳ -
بیدل - ۱۵۹ تا ۱۶۲ -
بیراگی، ہری نارائن - ۱۶۲ -
بیکنٹھ لال - ۱۳۲ -

پ

پارس - ۱۴۰ -
پلیا گھاٹ - ۱۰۲ -
پنج گنج - ۶۸، ۶۹ -
پنچی باچھا - ۷۰ تا ۷۴ -

ت

تابان، عبدالحی - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۲ -
تاج (رسالہ) - ۲۵، ۲۷ -
تاج، پریس - ۲۵ -
تاریخ ادب ہندوستانی - ۱۳۹ -
تاریخ حکمائے فلاسفہ ۲۰۱
تاریخ سلطنت بہمنیہ ۹۹ - تا ...
تاریخ گلزار آصفیہ - ۶۲ -
تاسی، دی گارسان - ۱۴۰، ۱۴۹
تامل القلوب - ۱۶۷ -
تجلی (رسالہ) - ۸۹ -
تجلی، شاہ - ۱۳۰، ۱۷۳ -
تجلی، علی رضا ملا - ۶۳ -

Marfat.com

تحفۃ الاحباب - ۱۸ -
تحفۃ الجواہر - ۲۵ -
تحفۃ النساء - ۱۸ -
تحفۃ النصائح - ۵۲ -
تحفۂ عاشقان - ۷۱ -
تذکرۃ النساء - ۱۳۰ -
تذکرہ جوہر فرد - ۱۲۱، ۱۲۲ -
تُراب - ۱۵۳ -
تراب علی خاں مختار الملک، سالار جنگ نواب - ۱۸۰، ۱۸۱ -
ترچناپلی - ۶۴، ۶۵، ۱۰۳ -
تفسیر جواہر - ۵۲ -
تفسیر حسینی - ۵۲ -
تفسیر عزیزی
تیمم انصاری حضرت - ۱۶۷ تا ۱۶۹

ٹ

ٹیپو سلطان - ۱۵۷ -

ث

ثابت - ۱۶۲ -

ج

جارٹ، کپتان، ایچ۔ ایس - ۱۵۱ -
جالنہ - ۱۰۲، ۱۰۴ -
جالنہ پور - ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۸۴، ۱۸۶ -
جان جاناں، مرزا مظہر - ۱۳۴ -
جانم، برہان الدین شاہ - ۲۷، ۲۸، ۳۴، ۶۸
جامی، ملا نور الدین - ۱۱۸، ۱۵۷، ۱۶۳ -
جائسی، ملک محمد - ۱۵۴، ۱۵۵ -
جبرئیل - ۶۳ -
جذبات محمدی - ۷۴، ۷۵، -
جرأت، شیخ قلندر بخش - ۱۳۳ تا ۱۳۵
جعفر زٹلی - ۱۵۷ -
جلال - ۱۶۱ -
جنگنامہ محمد حنیف - ۹۶، ۲۰۳

چ

چشتی، خواجہ معین الدین حضرت - ۶۹ -
چشتی، محمد ابو خواجہ - ۳۷ -
چنتا پٹن - ۱۰۳ -
چندا بائی، مہ لقا - ۱۳۰، ۱۳۱ -

Marfat.com

چندا، شاہ حسینی - ۸۸ -
چندا صاحب - ۱۰۲
چندو لعل مہاراجہ - ۱۵۴
چمنستانِ شعرا - ۱۴۰، ۱۶۶ -

ح

حاتم، شیخ ظہور الدین - ۱۵۰ -
حاتم طائی (قصہ) - ۱۶۹، ۱۷۹
حافظ، شمس الدین، خواجہ شیرازی ۱۳۳، ۱۵۷، ۱۶۱، ۱۷۵
حبل الورید - ۷۵، ۷۶
حجۃ الاسلام - ۵۵ -
حدیقہ (رسالہ) - ۶
حدیقۃ الاقالیم - ۷
حزین - ۱۶۲ -
حسرت، جعفر علی مرزا - ۱۳۶
حسن، امام حضرت - ۹۰ -
حسن علاء الدین گنگو بہمنی - ۱۰۱ -
حسن، میر - ۱۶۰
حسین، امام حضرت - ۹۱، ۹۴، ۹۵، ۹۷، ۹۸ -
حسین صاحب - ۸۴، ۹۰ -
حسینی، عابد شاہ - ۵۲ -
حفیظ، سید محمد - ۸۷ -
حمزہ، سید - ۱۶۵ -
حیدرآباد دکن، ۱۸، ۵۳، ۵۶، ۵۵، ۵۸، ۸۹، ۱۱۲، ۱۲۱، ۱۲۹، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۰، ۱۹۰، ۱۹۲ -
حیدری، حیدر بخش سید - ۱۸۲ -
حیدری خاں (بہادر) - ۱۰۳ -
حیدری، مطبع - ۴۳ -

خ

خاتم کتاب - ۸۰ -
خاقانی - ۱۶۱ -
خانخانان، نواب - ۱۷۵
خجستہ (طوطی نامہ) - ۱۰۴ -
خرم خاں - ۱۶۱ -
خزینۃ العلوم فی المتعلقات المنظوم (تذکرہ شعرائے دکن) ۱۳۹
خسرو، امیر حضرت - ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۳

Marfat.com

خسرو نامہ - ۷۱ -
خسرو و گل - ۷۱ -
خطاط، میر علی - ۱۵۴ -
خلاصۃ الفقہ - ۵۶ -
خلاصۃ الگیلانی - ۴۵، ۴۶ -
خلیل، سید - ۹۵ -
خمسہ متحیرہ - ۱۸ -
خنگ نوازنامہ - ۱۸۷ تا ۱۹۰ -
خواب دل (مثنوی) - ۱۶۶ -
خورشید جاہ، نواب - ۱۹۲ -
خیالات وصال - ۷۶ تا ۷۸ -
خیام، عمر - ۱۶۱، ۱۶۲ -
خیبر - ۵۴ -
خیر المبین - ۱۸ -

د

دارا - ۸۲ -
داود خان، نواب - ۱۰۲ -
داود ملا - ۸۸ -
دائم، میر محمد - ۵۶
د. تاسی گارسان - ۷۱ -
درد، خواجہ میر - ۱۴۳، ۱۶۰، ۱۶۱ -
دریائے لطافت - ۱۴۹ -
دستگیر، غلام - ۱۸ -
دستور النثر - ۱۰۳، ۱۸۴ -
دہارور - ۷۱ -
دہلی - ۱۰۱ -
دہ مجلس (دلی) - ۱۴۰ -
دیورام راجہ - ۱۵۳ -

ذ

ذکر جلی - ۶۸، ۶۹ -
ذوالفقار خان، نواب، ۱۴۵ -
ذہن، میر محمد، سید - ۱۶۰ -

ر

راج کشن (مطبع) - ۱۱۶ -
راسین، جارج - ۱۸۲ -
رانی پیٹھ - ۹۰ -
راجی راؤ - ۱۵۴ -
راہ نجات - ۳۹ -
رحمت اللہ - ۱۷۴ -

Marfat.com

رسا - ۱۶۲ -
رسالہ خارجیہ - ۳۹ -
رسالہ دقائق - ۷۵ -
رسالہ ضلع جگت (گلدستہ گفتار) - ۱۳۰ -
رسالہ قادریہ - ۸۰ تا ۸۴ -
رسالہ قاسمیہ - ۳۹ -
رسالہ نذیریہ - ۳۸ تا ۴۰ -
رضائی - ۱۶۱ -
رضوان شاہ - ۱۸ -
رموز السالکین - ۳۵، ۳۶
روپ سنگار - ۱۸ -
روح افزا - ۱۸
روشن بخت (قصہ زلیخائے ثانی) - ۱۷۶ -
روضۃ الشہدا - ۹۲، ۹۳، ۱۴۱
روضۃ الاسلام - ۱۸ -
روضۃ الاطہار - ۹۱ تا ۹۶ -
روضۃ الصفا ۲۰۱
رومی، مولوی جلال الدین - ۱۰۶ -
ریاض الجنان - ۱۸، ۱۰۵ تا ۱۰۸ -
ریاض العارفین - ۱۱۷ تا ۱۲۱

ز

زرعیہ بیگم - ۱۶۲ -
زلالی - ۱۶۴ -
زلیخائے ثانی (قصہ) - ۱۷۴ تا ۱۷۷ -
زیب النسا بیگم - ۱۶۱، ۱۶۲ -
زیدی - ۱۵۹

س

ساجد، مولوی - ۱۵۱ -
ساقی، محمد قلی - ۱۶۰ -
ساگر کنبہ - ۱۱۳، ۱۱۶ -
سالک غلام غوث - ۹۸، ۹۹ -
سالم - ۱۶۱ -
سجاد علی رضوی - ۱۲۱ -
سراب، محمد قاسم - ۹۹ -
سراج الایمان - ۴۰، ۴۱ -
سراج الدولہ، نواب - ۱۴۵ -
سراج، سراج الدین، سید - ۹۱ -
سراج، سید شاہ سراج الدین - ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۶۵ تا ۱۶۷

Marfat.com

سردار نامہ شطرنج (ایمان) - ۱۳۰ -
سرسا - ۱۹۷، ۱۹۹ -
سرست، صوفی - ۸۸ -
سری رنگ پٹن - ۱۱۲، ۱۱۶ -
سری گاؤں - ۵۴ -
سعد، امام - ۹۴
سعادت علی خان، نواب - ۱۴۵ -
سعادت اللہ خاں - ۱۰۲ -
سعدی - ۱۸ -
سکاسب جی - ۱۸۱ -
سکر - ۸۷، ۸۸ -
سکندر - ۸۲ -
سکندر عادل شاہ - ۷۲، ۸۵، ۸۷، ۸
سلک الجواہر - ۱۹۹ -
سلیمہ - ۱س - ۱۴۶ -
سلیمان جاہ - ۱۳۲ -
سلیمان شکوہ، مرزا (خلف شاہ عالم) ۱۳۶، ۱۴۵، ۱۴۷،
سلیم محمد قلی - ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲
سنجر، میر - ۱۶۰ -
سندباد جہازی (قصۃ الفلیلہ) - ۱۶۹ -
سودا، میرزا رفیع - ۱۳، ۱۷، ۲۷، ۱۳۳، ۱۴۹ تا ۱۵۲، ۱۶۰ تا ۱۶۴، ۱۶۷ -
سورت - ۵۰، ۱۱۷، ۱۴۰ -
سورجمل راے - ۱۳۲ -
سوزان - ۱۶۲ -
سومنات - ۱۰۰ -
سوہن لعل - ۱۷۷، ۱۸۰ -
سید محمد حضرت خواجہ بندہ نواز - ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۸۰
سید محمد قادری - ۱۸۱، ۱۸۲ -
سیماب، صدیقی الوارثی - ۱۲۸ -
سیرتی - ۱۶۴ -
سیوا - ۹۲ -

ش

شاذان، مہاراجہ چندو لعل بہادر - ۱۶۲، ۱۶۳
شاہ عالم (ثانی) - ۹۵ -
شاہ جہان - ۱۵۸ -

Marfat.com

شاہجہان آباد - ۱۲۳، ۱۲۴ -

شاہ، عالم - ۱۴۷، ۱۵۰ -

شاہ، عالم ثانی - ۱۵۱ -

شاہ عنایت - ۶۳ -

شاہ، مرزا خاں - ۱۶۳ -

شاہ، سید محمد - ۷۹

شجاع الدولہ، نواب - ۱۵۰ -

شجاع الدین حافظ، مولوی قادری - ۵۵، ۵۶ -

شرح وقایہ - ۵۲ -

شعلہ عشق - ۱۵۱ -

شکارپور - ۱۰۳

شمائل محمدی - ۱۰۸، ۱۰۹ -

شمس الامراء (فخر الدین خان) - ۱۷۸

شمس العشاق، میراں جی شاہ - ۱۷، ۳۴، ۶۸ -

شمس اللہ قادری سید - ۱۴۱، ۱۸۲ -

شمشیر خاں - ۱۰۴ -

شہامت جنگ - نواب - ۸۵ -

شیخ سلیمان - ۱۰۹ -

شیخ محمد - ۸۰ -

شیدا، نوازش علی - ۹۱، ۹۲، ۴، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۵۴، ۱۵۷ تا ۱۶۲ -

شیدا (ملیح آبادی) - ۱۶۲ -

شیدا - ۱۶۰، ۱۶۱ -

ص

صاحب - ۱۶۲ -

صادق، میر محمد قادری - ۱۱۰ -

صالح - ۱۶۱ -

صائب - ۱۵۷، ۱۶۰ تا ۱۶۳ -

صنعتی - ۱۶۷ تا ۱۶۹ -

صوفی - ۱۶۳ -

صوفی ملکاپوری عبد الجبار خاں - ۶۸، ۱۹۰

ط

طالب آملی - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲ -

طالع وند خاں، محمود زی - ۱۸۹ -

طرحی ساوجی - ۱۵۷ -

طغرا، ملا - ۱۵۹ -

Marfat.com

طوسی - ۱۶۳
طوطا کہانی - ۱۸۱ تا ۱۸۳ -
طوطی نامہ - ۱۰۱ تا ۱۸۳ -

ظ

ظفر نامہ محمد حنیف - ۹۶، ۹۷ -
ظہیر الدین احمد خاں - ۱۶۳ -

ع

عابد علی میر - ۷۶، ۷۸ -
عاجز، عارف الدین خان - ۱۶۲ -
عاجز، محمد علی - ۱۷، ۱۷۲، ۱۷۴ -
عازم، سید علی - ۹۹ -
عاشق - ۱۳۸ -
عاشق، محمد - ۹۶
عاقل خاں محمد - ۱۲۹ -
عالم عبداللہ (قصہ ملکہ مصر) - ۱۷۱ -
عالی گہر - ۱۷۷، ۱۷۸
عالی نعمت خاں - ۱۵۴، ۱۶۳ -
عباس حضرت - ۹۵ -
عبدالاحد شیخ - ۱۴۴ -
عبدالحق، مولوی - ۱۶۹ -
عبدالحی - ۱۵۶ -
عبدالرحمن - ۱۱۲، ۱۱۶ -
عبدالرحیم - ۱۱۲، ۱۱۶ -
عبدالعلیم (قصہ ملکہ مصر) - ۱۷۱ -
عبدالغفور خان خیرآبادی - ۱۷۱ -
عبدالعزیز - محمد منشی - ۱۴۴ -
عبدالقادر جیلانی، حضرت - ۱۰۹ تا ۱۱۱ -
عبدالقدوس - ۷۱ -
عبداللطیف (قصہ ملکہ مصر) ۱۷۳، ۱۷۴
عبداللہ شیخ - ۱۰۲، ۱۰۴ -
عبداللہ بن سلام - ۵۴ -
عبرت الغافلین - ۱۵۱ -
عثمان - ۱۰۸ -
عثمان علی خاں بہادر نواب، میر
سر نظام الملک
عجب سنگھ - ۱۷۷، ۱۸۰ -
عجم قلی میرزا - ۱۲۰ -
عدالم الخمسہ - ۱۷۵ -
عرش، سید محمد علی - ۱۸۱ -
عروسِ عرفان - ۸۵ -

Marfat.com

عزیز الدین، محمد منشی - ۱۴۳ -
عزیزیہ مطبع - ۱۱۶ -
عزلت - ۱۶۰، ۱۶۲ -
عسکری، صاحب - ۱۵۷ -
عشقی - ۱۶۰ -
عطار، فرید الدین، شیخ - ۷۱، ۷۳، ۱۱۸، ۱۳۱،
عظیم الدین، سید - ۱۶۲ -
عفیف بن نور کاشانی - ۱۰۲ -
عفیفہ - ۱۷۵ -
عقائد باقر آگا - ۱۹
عقائد صوفیہ - ۷۵ -
علاء الدین - ۶۶ -
علی اصغر - ۹۵ -
علی اکبر - ۹۵ -
علی (شاعر) - ۱۵۷، ۱۶۱ -
علی، عادل شاہ - ۲۳، ۲۷، ۹۲ -
علی، کرامت، جونپوری - ۲۱ -
علی، کرم اللہ وجہہ - ۲۲، ۳۷، ۹۴، ۹۷، ۱۰۴، ۱۳۱، ۱۴۶، ۱۶۸ -
عماد، میر - ۱۶۲ -
عنایت اللہ، سید (عرف امیر صاحب) ۱۶۳، ۱۶۴ -
عنایت جنگ، بہادر، نواب - ۱۶۹ -
عنایت رسول چڑیا کوٹی - ۱۹۴ -

غ

غبار - ۱۵۷ -
غلام احمد - ۸۴، ۹۰ -
غلام حیدر مولوی - ۱۵۱ -
غلام علی - ۱۰۴، ۱۰۵ -
غلام محمد حسین ۸۴، ۹۰ -
غنی کشمیری - ۱۶۰، ۱۶۱ -
غواصی، ملا - ۱۸۲ -
غوث خاں، محمد، نواب - ۱۸۰ -
غوث محمد (شرف الملک) - ۱۸
غوث نامہ - ۱۰۹ -

ف

فاربس، ڈاکٹر - ۱۸۲ -
فاطمۃ الزہرا، حضرت - ۹۴، ۹۸ -
فتاویٰ - ۵۲ -

Marfat.com

فتاویٰ ملتفت - ۵۲ -
فتح - ۱۰۵ - ۱۰۶ -
فتح اللہ شاہ - ۷۵ -
فخر الدین - ۱۵۰ -
فخر الدین حسین محمد -
فخر الدین خاں نواب بہادر شمس الامرا - ۵۶
فرائد در فوائد - ۱۷ تا ۲۱ -
فرخ آباد - ۱۵۰ -
فرخ نژاد خاں - ۱۳۱ -
فرس نامہ - ۱۹۰ -
فرہاد - ۱۳۵ -
فرہنگ من لگن - ۸۵ -
فنائی - ۱۶۰ -
فغانی - ۱۶۲ -
فغفور شاہ - ۱۲۶ -
فقیر - ۱۶۲
فقیر اللہ - ۱۶۲ -
فقہ المبین - ۴۱ تا ۴۴
فقہ محفوظ خانی - ۴۵ تا ۴۵
فقہ ہندوی - ۴۸ تا ۵۱
فورٹ ولیم - ۱۵۱ -
فیاض حسن صاحب - ۱۵۷ -
فیروز شاہ بادشاہ - ۱۷۰، ۱۷۳ -
فیروز شاہ کا قصیدہ - ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۴ -
فیض - ۱۵۷، ۱۶۲ -

ق

قادر خاں - ۱۷ تا ۱۲۱ - ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۸۴، ۱۸۶ -
قاسم حضرت امام - ۹۵ -
قاسم خاں - ۱۶۲ -
قاسم علی حسینی (بندہ نواز گیسو دراز) - ۱۳۱ -
قاسم، قدرت اللہ خاں کلیم - ۱۳۹ -
قاضی دریا (بحر الدین) - ۱۸۵ -
قاضی خاں - ۵۲ -
قانون مالگزاری - ۱۹۵ -
قائم - ۱۳۳، ۱۶۰ -
قبض - ۱۵۹ -
قتیل، مرزا محمد - ۱۴۶ -
قدر عالم بن بدر عالم - ۴۳ -
قدسی - ۱۶۱ -
قربی ابوالحسن سید - ۱۸، ۱۱۴ -

Marfat.com

قطب الدولہ - ۱۵۷ -
قمر الدین خاں، نظام الملک، آصفجاہ، بہادر، - ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۶۶ -
قلی قطب شاہ، محمد - ۱۶۸ -
قمر الدین مولانا - ۶۲ -
قندہار - ۱۰۳ -
قیس، محمد صدیق - ۱۹۰ -

ک

کابل - ۱۴۹ -
کاشی ناتھ، منشی - ۱۹۷، ۱۹۹ -
کانپور - ۱۵۱ -
کتاب الاخبار - ۵۲ -
کتاب العباد - ۵۲ -
کٹلاگ آف دی ہندوستانی مینسکرپٹس - (انڈیا آفس لائبریری) - ۱ -
کربلا - ۹۲ -
کرشن - ۱۵۴ -
کرانی، محمود شیخ - ۱۴۰ -
کرناٹک - ۱۸، ۱۰۲ -
کریم اللہ خاں، سید - ۵۶ -

کریمی پریس - ۱۳۶، ۱۵۱ -
کشف الانوار - ۳۰،
کشف الحقائق - ۵۲ -
کشف الخلاصہ - ۵ تا ۷
کفایت الاسلام - ۵۲ -
کفایت العباد - ۵۲ -
کلکتہ - ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۸۲
کلیات ایمان - ۱۲۹ -
کلیلہ و دمنہ ۲۰۱
کلیم - ۱۵۹، ۱۶۲
کمال الدین، شاہ - ۱۲۸ -
کمال خجند - ۱۶۰ تا ۱۶۲ -
کنز - ۱۷۵ -
کنز الدقائق - ۴۱ -
کنز المسائل - ۵۹ -
کنز المومنین - ۵۱ تا ۵۳ -
کورٹ، ہنری میجرد - ۱۵۱،
کوفہ - ۶۵ -
کھم - ۵۲، ۵۴ -
کیشورائے - ۱۵۴، ۱۵۵

Marfat.com

گ

گجرات ۔ ۱۳۹ ۔
گردہاری لعل، راجہ ۔ ۱۵۳ ۔
گلاب رائے ۔ ۱۷۷، ۱۸۰ ۔
گلاڈون ۔ ۸۲ ۔
گلبرگہ ۔ ۹۲ ۔
گل بکاولی ۔ ۱۷۰ ۔
گلدستہ گفتار (رسالہ ضلع جگت) ۔ ۱۲۵، ۱۳۰،
گلدستہ گلشن معانی ۔ ۱۵۶ تا ۱۶۳ ۔
گل رعنا (عبدالحی) ۔ ۱۵۶ ۔
گلزار آصفیہ ۔ ۱۲۹ تا ۱۳۱ ۔
گلزار اعظم ۔ ۱۸ ۔
گلزار عشق ۔ ۱۸ ۔
گلستان ۔ ۱۷۵ ۔
گلشن، شاہ سعداللہ ۔ ۱۴۰ ۔
گلشن ہند ۔ ۱۳۴ ۔
گل و سرمز ۔ ۷۱ ۔
گوڈرا ۔ ۱۷۵، ۱۷۶ ۔
گوگی ۔ ۸۵، ۸۸ تا ۹۰ ۔
گوہر باقر صاحب ۔ ۱۶۲ ۔
گہٹ ۔ وبن، مسٹر ۔ ۱۹۷ ۔
گیٹ ۔ جی ول ۔ ۱۹۶ ۔

ل

لاہور ۔ ۱۳۹ ۔
لسان العصر ۔ ۱۶۵ ۔
لطائف اشرف ۔ ۸۰ ۔
لطائف السعادت ۔ ۱۴۵ ۔
لطائف شاہی ۔ ۵۲ ۔
لطف، مرزا علی ۔ ۱۳۴ ۔
لطیف، محمد ۔ ۱۸۱ ۔
لعل پرشاد ۔ ۱۸۰ ۔
لعل، شاہ خاں ۔ ۱۰۹ ۔
لعل شاہ ۔ ۱۸۹ ۔
لکھنو ۔ ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۰،
۱۵۱ ۔
لندن ۔ ۱۸۲ ۔
لیپسک ۔ ۱۸۲ ۔
ماری، عبداللہ ۔ ۱۸۲ ۔
مالابدھ ۔ ۳۹ ۔
ماہ مرزا ۔ ۱۶۲
مبارک ۔ ۱۸۳ ۔

Marfat.com

مبارک حسین، سید۔ ۶۴، ۶۵ ۔
مجیدالدین احمد خاں۔ ۳۸
محبت، بہاؤالدین سید۔ ۹۹ ۔
محبت خاں (ابن حافظ رحمت خاں)۔ ۱۳۶
محبوب الزمن (تذکرہ شعرائے دکن)
۲۹، ۱۶۸، ۱۹۰ ۔
محبوب القلوب۔ ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۰ ۔
محبوب الکلام۔ ۱۲۱ ۔
محبوب المعانی۔ ۱۱۰ ۔
محبوب ذی المنن (تذکرہ اولیائے دکن)
۲۷، ۵۷، ۶۲، ۶۸، ۸۸ ۔
محبوب علی خاں (غفران مکاں) نواب میر
۱۸، ۱۹۴، ۱۹۵ ۔
محشر نامہ۔ ۴۹، ۵۰ ۔
محفوظ۔ ۱۵۹۰ ۔
محفوظ خاں بن کریم خاں۔ ۴۴، ۴۵ ۔
محفوظ خاں۔ نواب۔ ۱۶۲ ۔
محمد بن حنفیہ۔ ۹۶، ۹۷ ۔
محمد بن نور الخفی۔ ۷۵ ۔
محمد جیون۔ ۴۹ ۔
محمد پناہ۔ ۶۳ ۔
محمد حیا۔ ۱۷۵ ۔
محمد خاں عرب الملک۔ ۲۲ ۔
محمد خاں (عرف بڈھے میاں)۔ ۱۰۲، ۱۰۳
محمد شفیع، مرزا۔ ۱۴۹ ۔
محمد شاہ بن جہاں شاہ۔ ۱۶۸ ۔
محمد شاہ ثالث۔ ۱۶۸ ۔
محمد شاہ ثانی۔ ۱۶۸ ۔
محمد علی خاں۔ ۱۹۱ ۔
محمد قادری۔ ۱۸۳، ۱۸۶ ۔
محمد قطب شاہ۔ ۱۶۸ ۔
محمد مرتضیٰ۔ ۹۰ ۔
محمد ملنگ۔ ۴۱ ۔
محمود دکنی۔ ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳ ۔
محمود، سلطان، غزنوی۔ ۱۰۰ ۔
مصحفی، شیخ غلام ہمدانی۔ ۱۴۵، ۱۵۰
محی الدین۔ ۶۳ ۔
محیط کل۔ ۶۲ ۔
مخفی۔ ۱۳۴ ۔
مدرا۔ ۱۱۷، ۱۱۸ ۔
مدراس۔ ۱۷، ۱۸، ۲۱ ۔
مدود پرگنہ۔ ۱۵۴ ۔

Marfat.com

مدینہ - ۱۱۴ -
مراۃ الوجود - ۷۵ -
مراد آباد - ۴۰ -
مرتضیٰ خاں - ۶۵ -
مرتضیٰ غلام - ۷۰، ۱۶۱ -
مردان علی خاں، نظام محمد - ۱۴۱ -
مرشد آباد - ۱۴۵، ۱۶۲ -
مرغنامہ (مثنوی) - ۱۴۸ -
مسامرۃ المبوع فی ضجیع المشموع - ۱۹ -
ملتان علی - ۶۶، ۶۷ -
مسلم ابن عقیل - ۹۵ -
مشکات - ۵۲ -
مصدر ماشاء اللہ خاں حکیم میر - ۱۴۵ -
مطلع انوار - ۱۰۲، ۱۰۳ -
مطلع البدرین فی من یوتی اجرہ مرتین - ۱۹
مظہر - ۱۶۰، ۱۶۲ -
مظہر علی میر - ۵۲ -
معراج العاشقین - ۲۰، ۲۱ -
معراج نامہ - ۶۰، ۶۲ -
معقول - ۱۶۳ -
مغفرت مآب قمر الدین خاں نواب - ۶۲ -

مفتاح الصلوات - ۵۲ -
مفتاح البحث - ۳۹ -
مفید الصبیان - ۱۰۳ -
مفید نظام (دیریس) - ۱۸ -
مقولات محمدیہ - ۱۹۴ -
مکتبہ، مجلہ - ۱۷۰
ملتقط الدرر فی الفوائد الغرر - ۱۹ -
ملفوظ - ۸۰ -
[illegible]
ملکہ مہر قصہ - ۷۰، ۱۰۳ تا ۱۰۵
ملیح آباد - ۱۲۱، ۱۲۲ -
ممتاز - ۱۶۰ -
ممتاز، عاشق علی خاں - ۱۶۳ -
مناقب شجاعیہ - ۷۶ -
منت، قمر الدین - ۱۵۰ -
منطق الطیر - ۴۳
منظور، محمد - ۱۲۱ -
منعم - ۱۶۰ -
من لگن - ۷۹، ۸۲، ۸۴، ۸۸ تا ۹۰
منہاج الانوار - ۵۲ -
منیر الملک، نواب - ۱۳۲ -

Marfat.com

موتی محل (کتب خانہ شاہان اودھ) ۱۴۸ -
موزون - ۱۶۱ -
موسیٰ خاں - ۱۶۱ -
موسیٰ - ۱۲۱، ۱۹۰ -
موسیٰ، شیخ (ابن شیخ داود) - ۷۵،
مومن، حکیم سید مومن خاں - ۱۵۱،
مہدی علی خاں، سید - ۱۹۷ -
مہمان - ۱۷۷ تا ۱۱۹ —
میر تقی، مرثیہ گو - ۱۶۲ -
میر تقی میر - ۱۷، ۲۷، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۵۱، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۶۶ -
میرٹھ - ۱۳۰ -
میر علی، فیاض - ۱۵۷ -
میواڑ - ۱۴۱

ن

نادر، درگا پرشاد - ۱۱۷، ۱۳۰، ۱۴۹ -
نادر شاہ - ۱۳۶ -
ناسخ - ۱۳۶
ناصر جنگ، نواب - ۱۵۷، ۱۶۲ -
ناصر علی - ۱۶۰ -
نافع، ملا - ۱۵۷ -
نجیب الدین شیخ - ۱۹۱ -
نخشبی، ضیاء الدین - ۱۸۱، ۱۸۳ -
ندا - ۴۴ -
ندی، محمد صالح - ۱۶۰ -
نرنجن داس - ۸۹ -
نساخ، عبدالغفور - ۱۳۶ -
نسائی - ۱۶۰ -
نشاطی، ابن - ۱۸۲ -
نصراللہ - ۱۵۲ -
نصرت آباد - ۸۵، ۹۰
نصیرالدین - ۱۱۲، ۱۱۶ -
نصیرالدین، شیخ - ۸۰ -
نظام علیخاں بہادر، نواب - ۱۳۱، ۱۷۷
نظامی، گنجوی - ۱۵۹ -
نفحات الشہدا (نفحات الشہادت) ۹۷ تا ۹۹
نفس الرحمانی - ۷۵ -
نکات الشعرا - ۱۴۰، ۱۶۵
نورالایضاح - ۴۱ -
نورالدین علی قسطنطنی - ۱۱۰ -
نورالمعرفت - ۱۴۰ -

Marfat.com

نورجہاں - ۱۵۸ -
نورنامہ - ۳۴، ۶۲ -
نوشیروان عادل - ۱۲۱، -
نولکشور، مطبع - ۱۴۱، ۱۵۱ -
نولکشور، منشی - ۱۴۱ -

و

واجد علی شاہ - ۱۶۳ -
وارث علی - ۱۹۱ -
وارث محمد - ۸۷ -
واضح، بھوانی داس - ۱۵۶ - ۱۵۷ -
والاجاہ، محمد علی خاں، نواب - ۱۸، ۱۰۳
وجدی، وجیہ الدین شیخ - ۷۱ -
وحشی، ملا - ۱۶۲
وحید - ۱۶۲
وداد، سلیمان قلی خاں - ۱۵۰ -
وزیر علی - ۵۷ -
وزیر علی خاں - ۱۵۴ -
وصف، ہاشم بیگ، مرزا - ۱۲۹، ۱۳۲ -
وفات نامہ حضرت خاتون جنت - ۵۰
وفات نامہ حضرت رسالت پناہ - ۵۷

ولی، اورنگ آبادی - ۹۱، ۱۳۹
حالات ۱۳۸ تا ۱۳۹ -
کلیات - ۱۳۹ تا ۱۴۳ -
تصنیفات - ۱۴۰ -
ولی اللہ - ۹۲ -
ولی اللہ، مولوی - ۱۸ -
ولی محمد (میر فیاض) ۹۲، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۴ -
ہدایت الہندی - ۶۴، ۶۵ -
ہدایت بیگ - ۱۳۴ -
ہدایت نامہ - ۱۹۷ -
ہدایا - ۵۲، ۱۷۵ -
ہزار مسئلہ - ۵۲، ۵۴ -
ہزبر، ہزبر علی، مرزا محمد بہادر - ۱۴۳ -
ہشت بہشت - ۱۸، ۱۰۶، ۱۰۷،
۱۱۲ تا ۱۱۶ -
ہلالی - ۱۰۷ -
ہمت، میر حاتم - ۱۷۷، ۱۸۱ -
ہمت - ۱۶۰، ۱۶۱ -
ہمتا - ۱۶۰ -

ی

یزید (بن معاویہ) ۹۵، ۹۸ -

Marfat.com

یعقوب - ۱۱۷، ۱۱۸ - یوسف حسین، محمد - ۱۷
یقین (مصنف فقہ المبین) - ۱۴ - یوسف، محمد - ۴، ۴ -

ذخیرہ محمد باقر

Marfat.com